مرزا فدا حسین مالک و مہتمم مطبع بدر حیدری آگرہ

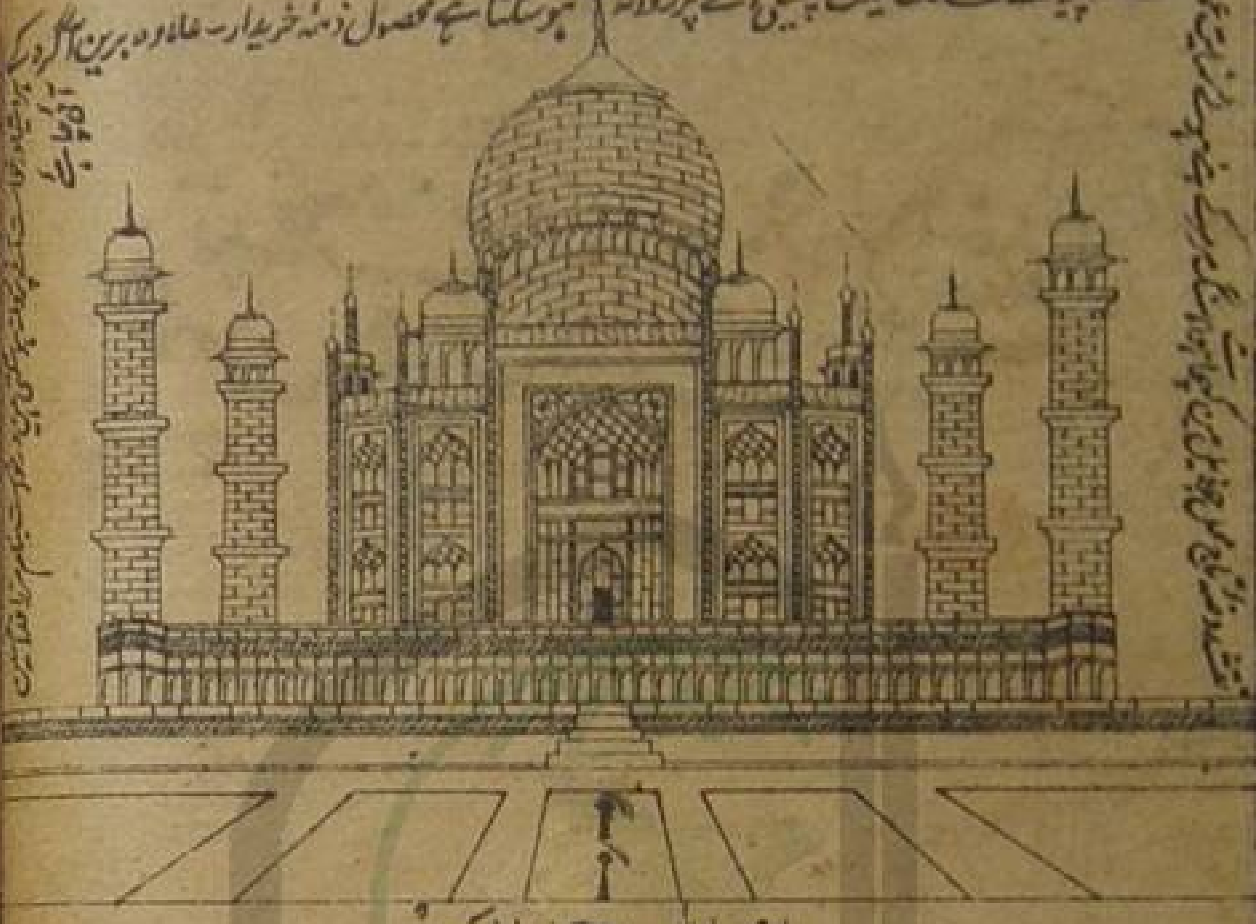
# فمن تبع ھدای فلا یضل ولا یشقی

الحمد للہ والمنۃ کہ این رسالہ حیرت فزا و آئینہ حق نما بجواب کتاب اسرار الھدیٰ اعنی

# نجم الھدیٰ

مؤلفہ اسوۃ المتکلمین مولوی سید نجم الدین حسین صاحب جالیسی باہتمام مرزا افتخار حسین

در مطبع دبدبۂ حیدری آگرہ طبع گشت



بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلحمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العالمین وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلامُ علی خیرِ خلقہٖ مُحمّدٍ سیّدِ المُرسلین وَ اَخیہِ وَ وَصیّہٖ وَ خلیفتہٖ بِلا فصلٍ وَ اٰلِہِ الطّاہرین اِلیٰ یومَ الدّین بندۂ اثم کونین سید نجم الدین حسین ابن المرحوم سیّد سجّاد علی نقوی ساکن قصبہ جائس ضلع رائے بریلی اودہ خدمت مین مومنین جنکو اللہ جلّ وعلی نے اپنی کتاب فیض انتساب مین ایمان والو فرماکر خطاب کیا ہے اور جو حق و ناحق مین تمیز کرنے والے اور کھوٹا کھرا پرکھنے والے ہین عرض کرتا ہے فی زمانہ ایک مختصر رسالہ مسمّی بہ اسرار الھدیٰ جس کے مصنف و مولف سیّد جوہر علی ولد لامعلوم ساکن قصبہ مچھلی شہر ظاہر کئے گئے ہین طبع ہوکر شائع ہوا ہے اتفاقاً مین نے بھی اِس رسالہ کو دیکھا اس مین عجب طرح کے مضامین اور مطالب آیات وحدیث کے انوکھے معنی اچھوتے مقاصد درج ہین جِنسے معلوم ہوتا ہے کہ بیشک یہہ اسرار نہانی مصنف ہی کے سینۂ پرکینہ مین مخزون و مکتوم رہنے کے قابل تھے جنکو اب تیرہ سو ۱۳۰۰

بس بعد ظاہر کرنے کی ضرورت سمجھی گئی۔ مگر جہانگیر خان شکوہ آبادی کا بھی تصرف پایا جاتا ہے جس کا خود مصنف کو اقرار ہے کہ یہہ کار خیر اُن کی معاونت سے انجام کو پہونچا خیر کوئی معاون ہو ہم تو جوہری کی تصنیف سمجھیں گے اور وہی ہمارے مخاطب ہونگے۔

میان جوہر صاحب بُرا نہ مانئے سیّد اور علیؑ کا لفظ آپ کے نام سے علحدہ کیا گیا ہے یہہ کچھ بیجا نہیں ہے پہلا قول مشہور یہہ ہے کہ سیّد سنّی نباشد اور آپ شیعہ سے سنّی ہوگئے تو سیّدی کجا۔ دوسرے شیعون کو آپ نے جہانتک زبان نے یاری دی لعن و طعن ناسزا نالایق الفاظ سے یاد کیا ہے پس اگر میرا قیاس صحیح ہے تو آپ کے والد ماجد یا مولیٰ متصرف اولے شیعہ ہونگے۔

حدیث صحیح مقبولۂ اہل سنّت مین وارد ہے۔ جس نے اپنے مان باپ کو ناسزا کہا گالیان دین اُس پر خدا کی لعنت ہے۔ پس آپ نے شیعون مین اپنے مان باپ یا آقا کو مستثنےٰ نہین کیا اور عموماً سب کو منوردلعن و طعن کیا جس مین آپ کے باپ بھی ہین تو ضرور آپ اُس تحفہ کے مستحق ہوئے جو حدیث کے آخر فقرہ مین ہے اور کیا عجب باپ نے بوجہ نااہل ہونے کے آپ کو عاق بھی کردیا ہو اسی لئے آپ نے اس رسالہ مین اُن کو باپ نہین لکھا۔ خیر باپ نے تو یہہ سمجھا کہ جسطرح حضرت نوحؑ کا لڑکا نااہل ہو کر گمراہ ہوا اسی طرح ہمارا پوت کپوت نکل کر کہین کا نرہا۔

اور آپ نے محمد ابن ابی بکر کا طریقہ اختیار کیا کہ وہ اپنے باپ کو بُرا سمجھتے تھے اپنی بیزاری اُن سے ظاہر کرتے تھے حضرت ابوبکر نے اُن کو اگرچہ چھوڑ دیا مگر حضرت علیؑ نے اپنا بیٹا کر لیا خلیفہ صاحب اور خلیفہ زادہ کی عزت رکھ لی کہ اِن کو کوئی بے باپ کا نہ کہے مگر معلوم نہین آپ نے بھی کسی کو تجویز کیا ہے یا ابھی تک ولدیت پردۂ اختفا مین ہے علاوہ اس کے

کہ آپ نے دل کھول کر شیعوں کو ناسزا اور بُرا کہا۔ دحضرت علیؑ کو بھی تو نہیں چھوڑا اور لفاظی و لسانی سے جو دل میں تھا زبان پر آیا اور لکھ مارا مثل اسعیٔت کو خاک میں ملانے والے ۔ خلافت میں اپنے بھائیوں کے دشمن کفر سے توبہ کرنے والے کم ہمت بے جرات وغیرہ وغیرہ نقل کفر کفر نباشد۔ بھلا آپ سے کوئی پوچھے کہ خلافت بلافصل میں آپ حضرت علیؑ والبوبکر کے حکم بنے ہین یا حضرت علیؑ کے دشمن جانی اور ابوبکر کے دوست روحانی مناظرہ کا یہہ داب نہین ہے نہ یہہ طریقہ جو آپ نے اختیار کیا ہے۔ آپ نے جو حضرت علیؑ کو سخت اور سست کہا ہے یہہ دو باتون سے خالی نہین اوّل آپ ناصبیون کے فرقے میں شامل ہو گئے ہین مگر کسی وجہہ خاص سے سنت جماعت کا باریک برقع اپنے چہرہ پر ڈال رکھا ہے۔ مخبر صادق عالم علم لدنی علی ابن ابیطالب صلواۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا تھا عبیدی کو سنکر آپ کو عداوت پیدا ہوئی الحمد للہ کہ کلام امام برحق کی تصدیق ہو گئی بالطمع مطام دنیادی کسی امیر یا رئیس معاویہ شاہی سے ایسے ناسزا و ناروا الفاظ کہنے میں کچھ انعام و جاگیر کے طالب ہین کیونکہ معاویہ شامی بھی تو خود حضرت علیؑ کو برا کہتا اور اپنے اعیان و انصار کو برا کہنے کی ترغیب و تحریص کرتا تھا اور اس کے صلہ مین انعام و جاگیرین دیتا پس کیا عجب کہ اُسی کی اولاد و احفاد مین کسی نے آپ سے فرمایش کی ہو مگر کیا خوب ہوتا کہ آپ اُس زمانہ مین پیدا ہوئے ہوتے اور یہہ تصنیف کرتے جو اس کام کے لئے خاص تھا تو بہت کچھ آپ کو کامیابی ہوتی مگر خیر اب بھی کچھ مل ہی رہے گا اگر کوئی امیر معاویہ شاہی مال دنیا سے منتفع کرے گا تو شیعہ لوگ بھی آپ کو ایک بہت بڑے انعام سے محروم نہ رکھینگے جو آپ کو غالباً معلوم بھی ہوگا۔

اللہ اکبر ان افعال و اقوال کے بعد بھی آپ کو سیّد جوہر علی کہلانے کا شوق

ذرا حضرت ابتو آپ علیؓ کو چھوڑیے اور سیّد کا نام نہ لیجیے کیونکہ علیؓ کے جوہر آپ کیوں ہونے لگے جبکہ اُن کے جوہروں کو آپ داغ بدنما لگانے والے اور زنگ آلودہ کرنے والے ٹھہرے تو اُن سے اور آپ سے کیا واسطہ ہاں جبکہ آپ نے روغن قاز ملکر خواہ مخواہ جوھر دار کر دیا ہے اُن کے جوہر کہلائیے۔ پس جوہر عمرؓ و بکر زید خالد جو زیادہ مرغوب ہو اپنا نام رکھیئے مگر شاید جوہر بکر ہی آپ پسند کرینگے کیونکہ اُنھیں پر آپ فریفتہ و دل دادہ ہیں اور سچ پوچھیے تو آپ کو خود ہی علیؓ کے ساتھ جوہر ملانا خوش نہ معلوم ہوتا ہوگا۔ رہا سیّد ہونا وہ علّت سے خالی نہیں یا فاطمی یا علوی سو آپ نے علیؓ کو لائق خلافت ہی نہ سمجھا نہ کسی کام کا امور دین میں اُن سے کوئی کام ہوا ہی نہیں بلکہ ہمیشہ بقول آپ کے امنیت کو خاک میں ملانے والے ٹھہرے۔ اور صدیق اکبر و فاروق اعظم و یعسوب الدین یعنی ابوبکر نے دین جاری کیا اور رسالت محمدی کی آبرو رکھلی۔ پھر ایسے آدمی کو کیوں آپ اپنا جد بنا دیں اُن کو نہ قبول کریں جو یعسوب الدین تھے بس اِن کو چھوڑیے اُن کو اپنے اجداد میں مضبوط پکڑیے چلئے قصہ تمام ہوا۔

میاں جوہر صاحب شیعہ سے سنّی ہو گئے ہیں کوئی شخص خلافت کی بابتہ اُنسے سوال کرتا ہے اور وہ جواب دیتے ہیں جسے آپ نے رسالہ اسرار الھدیٰ کے نام سے موسوم کیا ہے۔

غرض ہم نے اِس رسالہ میں حدیث کا ترجمہ اُردو جو اہل سنت کی کتابوں میں لکھا ہے بعینہ بلا تغیر و تبدل الفاظ درج کیا ہے جسے شبہہ ہو کتابوں میں دیکھ لے اور عربی عبارت کو چھوڑ دیا ہے فی زمانہ عوام کو اُردو ہی سے زیادہ مناسبت ہے اور سیدھی باتیں پسند کرتے ہیں عربی کا رواج بہت ہی کم ہو گیا ہے۔ نہ کوئی عربی پڑھتا ہے نہ سمجھتا ہی ہاں

عالم اور اہل علم سوا اُن کو جو ہر صاحب کی لیاقت علمی و قرآن و حدیث و تواریخ سے بے بہرہ ہونا ظاہر ہو گیا ہو گا وہ ایسی پوچ و لچر باتوں پر کب خیال کرینگے مگر عوام جنکو علم نہین اور نہ حدیثون سے واقفیت وہ البتہ شاید دہوکے مین پڑجاوین لہذا اُنھین کے سمجھانے اور راہ راست پانے کے لئے یہہ جوابات لکھے گئے ہین۔ اور بہ مناسبت نام **نجم الہدیٰ** سے اِس رسالہ کو موسوم کیا ہے۔

سائل آپ سے پوچھتا ہے خلافت کے بارہ مین کون حدیث صحیح اور مفصل ہے یا نہین اگر ہے تو کونسی اور کہان ہے۔

آپ جواب مین فرماتے ہین **ترجمہ حدیث** بخاری اور مسلم مین ابو سعید سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ سب سے زیادہ سب آدمیون سے مجھ پر بڑا احسان کرنے والا ساتھ دینے مین اور اپنے مال خرچ کرنے مین ابو بکر ہے۔ اگر مین اپنے رب کے سوائے کسی اور کو جانی دوست ٹھہراتا تو ابو بکر ہی کو جانی دوست کرتا لیکن اسلام کی برادری اور محبت ہمارے اُس کے درمیان ہے۔

**ترجمہ حدیث** مسجد کی طرف سے سب کے دروازے بند کر دیئے جاوین مگر ابو بکر کا دروازہ کھلا رہے۔ ف۔ مسجد کے صحن سے لگے لگے اصحاب کے دروازے تھے سو حضرت نے وفات کے قریب بند کروا دیئے صرف ابو بکر کا دروازہ کھلا رہا اس حدیث سے ابو بکر کی سب اصحاب پر فضیلت ثابت ہوئی اور اِس مین صاف اشارہ کیا اُن کی خلافت کا بلفظہ۔

**جواب** بندہ عرض کرتا ہے (حدیث) ترمذی اور امام احمد حبشی بن جنادہ سے روایت کرتے ہین کہ رسولؐ خدا نے فرمایا علیؑ مجھ سے ہین اور مین علیؑ سے کوئی میری

طرف سے (بند عہد) ادا نہ کرے مگر مین یا علیؑ ۲؎ حدیث ترمذی مین عبد اللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول خدا نے اپنے یارون مین ایک دوسرے سے بھائی چارہ کرایا پھر علیؑ آئے اس حال مین کہ آپ کی آنکھون سے آنسو بہتے تھے کہنے لگے (رسول خدا) آپ نے اپنے یارون کا سب سے بھائی چارہ کرایا مجھ مین اور کسی مین دینی بھائی کی نسبت نہ کرائی۔ آنحضرت نے فرمایا ائی علیؑ تم دین و دنیا مین میرے بھائی اور یار ہو۔

۳؎ حدیث ترمذی مین انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول خدا کے پاس ایک بھنا ہوا ہوا یا پکا ہوا پرند جانور تھا آپ نے فرمایا بارخدایا تیری مخلوق مین سے جو تجھے بہت محبوب ہو اُسے میرے پاس لا کہ وہ میرے ساتھ اس پرند جانور کو کھائے پس آپ کے پاس علیؑ آئے اور کھانا کھایا۔

۴ - ترمذی مین جابر ابن عبد اللہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے غزوہ طائف کے دن حضرت علیؑ کو بلا کر کچھ سرگوشی کی (منافقون نے یا عوام صحابہ) نے کہا کہ بلاشبہ حضرت نے اپنے چچا کے بیٹے سے بہت دیر تک کانا پھوسی کی۔ آنحضرت نے فرمایا مین نے اُن سے سرگوشی نہین کی بلکہ اللہ نے اُن سے سرگوشی کی۔

۵- امام احمد حضرت ام سلمہ سے روایت کرتے ہین کہ اُنھون نے فرمایا قسم خدا کی رسول خدا کے آخر زمانہ مین آپ کے نزدیک سب لوگون سے زائد قریب علیؑ ابن ابی طالب تھے جس روز مرض موت مین آپ بیمار ہوئے اور جس دن آپکا انتقال ہوا تو حضرت علیؑ کو بلا کر بہت دیر تک اُن سے سرگوشی کی اور ایک عرصہ تک چپکے چپکے باتین کین پھر اُسی دن آپ کا انتقال ہو گیا سو اس اعتبار سے حضرت علیؑ رسول خدا کے آخر زمانے مین سب سے زائد قریب تھے - ۶- ترمذی مین ابو سعید خدری سے روایت

کہ رسولؐ خدا نے علیؑ سے فرمایا اے علیؑ جیسے جنابت پہونچے اور نہانے کی حاجت ہو اُسے اِس مسجد مین گزرنا جائز نہین بجز میرے اور تیرے ابن منذر نے ضرار ابن مرہ سے کہا اس حدیث کے کیا معنی ہین ضرار نے جواب دیا کہ میرے اور تیرے سوا اور کسی کو حلال نہین کہ مسجد کو راہ گزر بناوے اُس حالت مین کہ وہ جنابت رکھتا ہو ۸۔ بخاری و مسلم مین سہل ابن ساعدی سے روایت کرتے ہین کہ رسولؐ خدا نے غزوہ خیبر کے دن فرمایا مین کل اس جھنڈے کو جو سرداری کی علامت ہے ایک ایسے شخص کو دونگا جس کے ہاتھون سے اللہ تعالی قلعہ خیبر کو فتح کرے گا وہ خدا اور رسولؐ خدا کو دوست رکھے گا اور اُسے خدا اور رسولؐ دوست رکھے گا اور بہت مشہور و معروف مقبول فریقین یہہ قصہ ہے کہ پہلے دن ابوبکر نشان محمدی لیکر قلعہ فتح کرنے کو گئے مگر بے نیل مرام شکست کھا کر واپس آئے دوسرے دن عمر اُسی نشان کو لیکر بڑے تزک و احتشام سے تشریف لے گئے مگر تقدیر کہ قلعہ فتح نہوسکا اور واپس آئے تب رسولؐ خدا نے تیسرے روز حضرت علیؑ کو نشان دیکر بھیجا۔ اُنھون نے فتح پائی۔ امام احمد نے فضائل مین یہہ بھی لکھا ہے کہ اُس دن لوگون نے آسمان سے تکبیر کی آواز سنی اور کسی کو یہہ کہتے سنا کہ ذوالفقار کے سوا اور کوئی تلوار نہین اور علیؑ کی برابر کوئی جوانمرد نہین حسان ابن ثابت نے رسولؐ خدا سے شعر پڑھنے کی اجازت مانگی آپ نے انہین پروانگی دی اُنھون نے اُس وقت فرمایا جبرئیل ظاہر ہو کر پکارا بلند آواز سے جو پوشیدہ نہی اور مسلمان نبیؐ مرسل کے گرداگرد کھڑے دیکھ رہے تھے کہ ذوالفقار کے برابر کوئی تلوار نہین اور علیؑ کے مقابل اور کوئی جوان نہین ۸۔ مسلم و بخاری مین حضرت علیؑ کا دروازہ جانب مسجد کھلا رہنا اور سب کا بند کر دیا جانا حدیث صحیح سے لکھا ہے۔ مگر اس مین کوئی فضیلت نہین جیسے جیسی ضرورت ہوئی آنحضرت نے حکم دیدیا۔ اب اہل بصیرت غور سے سُنین

سرسری نگاہ سے دیکھیں کہ اِن حدیثوں مین کیا لطف ہی اور وہ حدیث جوہری جس مین
خلافتِ ابوبکر کا ادّعا ہی کیا کہتے ہین۔ جز اِس غیبت کہ ابوبکر احسان کرنے والا ساتھ رہنے والا
اپنا مال خرچ کرنے والا اگر رسولِ خدا کسی کو دوست بنانا چاہتے تو ابوبکر ہی کو بناتے
مگر نہین بنایا۔ لیکن حدیث نمبر ۶ فضائل حضرت علی سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت
نے علی کو دین و دنیا دونون مین اپنا بھائی اور یار بنا ہی لیا اور ابوبکر مُنھ دیکھتے ہی رہ گئے
وہ احسان اور ساتھ رہنا مال خرچ کرنا کچھ بھی کام نہ آیا پس اگر یہی حدیث دعوے
خلافت مین پیش کیجاتی ہے جیسا جوہری صاحب نے بہت ہی طمطراق سے اس حدیث
کے بھروسہ پر خلعتِ خلافت سے مخلع کرنا چاہا ہے تو اس کی یہ اصل ہی رہا دروازہ جانب
مسجد کھلا رہنا اُس کی بابت حضرت علی کا بھی دروازہ جانب مسجد کھلا رکھا تھا جس کی
خود مسلم و بخاری گواہ ہین تو خیر اس امر مین حضرت علی اور ابوبکر شاید برابر نکلین۔ مگر حدیث نمبر ۹
مین درج ہے کہ بحالتِ جنابت سوائے رسولِ خدا و علی مرتضیٰ کسی کو مجال داخل ہونے
مسجد نبوی کی نہ تھی البتہ یہ ایک خاص بات ہی کہ پیغمبر نبی و وصی کے جو دونون
معصوم جرائم صغیرہ و کبیرہ سے پاک تھے انھین کو خانہ خدا مین حالت جنب مین بھی دخل کی اجازت
تھی کیونکہ یہ حضرات ہر حالت مین پاک بلکہ پاکیزہ تر تھے نہ اور ارجاس و انجاس کہ اُن کا مسجد
نبوی مین داخل ہونا بحالت طہارت بھی شک سے خالی نہین۔ مثل بنی اُمیہ جن کے حق
مین آنحضرت نے شجرۂ ملعونہ فرمایا ہی۔ اور اسی واسطے تو آیہ کریمہ انّما یرید اللّٰہ الخ انھین پنجتن
کے لئے مخصوص تھا یعنی محمد علی فاطمہ حسن حسین چنانچہ کتب اہل سنت صحیح ترمذی اور صحیح موطا
اور صحیح ابی داؤد اور صحیح مسلم اور مشکوۃ اور مسند حنبل وغیرہ اور خود حضرت عائشہ صدیقہ و حضرت اُمّ
سلمہ ازواجِ نبی سے صحیح اور مستند روایتین موجود ہین کہ یہ آیہ شریفہ جب نازل ہوا تو آنحضرت نے

مع علیؑ فاطمہ حسن حسین کو اپنی عبا میں ایک جا کر کے خدا سے دعا کی کہ الٰہی یہ میرے اہل بیت اور آل عبا ہیں حضرت ام سلمہؓ نے خواہش کی کہ میں بھی نیچے عبا کے داخل ہوؤں آنحضرت نے ذ ہیں - اب فرمائیے کیا عذر ہے اگر کہو ام سلمہؓ دوست اہل بیت ہیں اُن کے فرمانے کا کیا اعتبار تو حضرت عائشہ کو تو سچی اور صدیقہ جانو گے شیعہ بھی تو اس حدیث میں اُن کو صدیقہ کہتے ہیں اور کیوں نہ ہوں ہماری ماں ہیں واجب التعظیم - حدیث نمبر ۳ کی وقعت و فضیلت علیؑ [illegible] تمام مخلوق پر ملاحظہ کیجئے رسولؐ خدا کی دعا اور خدا کا حضرت علیؑ کو اُن کے پاس بھیجنا اور شریک طعام ہونا حدیث نمبر ۵ آخر وقت موت نبیؐ میں جو معاملہ پیش آیا حضرت اُمّ سلمہؓ چشم دید سانحہ بیان کر رہی ہیں

حدیث نمبر ۶ میں آنحضرت کا یہ فرمانا کہ خدا اور رسولؐ اُسے دوست رکھتے ہیں وہ خدا و رسولؐ کو دوست رکھتا ہے پس اس ارشاد نبوی سے تو آپ کے صدیق اکبر و فاروق اعظم و یعسوب الدین جنہوں نے رسالت کی آبرو رکھ لی نہ خدا ہی کے دوست ٹھہرے نہ رسولؐ کے نہ ادہر کے نہ اُدہر کے -

حدیث نمبر ۴ سے خدا کا ساتھ علیؑ کے سرگوشی کرنا ثابت ہوا - و حدیث نمبر ۱ واقعی ایک ہی سبحان اللہ محمدؐ اور علیؑ میں کوئی فرق ہی نہ رہا بجز نبوت و خلافت و امامت کے

شعر من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی تاکس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

کہنا جو ہر صاحب اب بھی آپ نبیؐ و وصی میں بعد المشرقین فرمائیں گے کچھ تو شرم چاہئے اگر انصاف اور تمیز حق و باطل اہل انصاف و صاحبان ایمان و ایقان پر چھوڑتے ہیں وہ خود سمجھ لیں بعد رسولؐ خدا خلافت کس کا حق تھا کس کی جانب خدا و رسولؐ کا رجحان تھا اور کیا واقع ہوا - خدا اور رسولؐ خدا نے تو سیدھی راہ صاف طور پر بتلا دی ہے

انسان اگر باغوائے شیطانی بُری راہ اختیار کرے تو وہ جانے اُس کا کام اُمّتِ محمدی مرحومہ کہی گئی ہے اس لئے کہ دنیا میں اس اُمت پر مثل اور اُمتوں کے عذاب و عقاب نہیں ہے ورنہ ان نافرمانیوں کا مزا دنیا ہی میں چکھایا جاتا خیر قیامت قریب ہے مصرعہ ہم دور میں نہ وہ قیامت بہت ابی دور ہے ۔

دوسری حدیث جوہری صاحب کی سنئے ۔ حدیث بخاری میں جبیر ابن مطعم سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر تو مجھ کو نہ پا وے تو ابوبکر کے پاس آئیو یہہ حضرت نے اُس عورت سے کہا جس سے فرمایا تھا کہ ہمارے پاس دوسری بار پھر آنا تب اُس نے کہا کہ بھلا بتلایئے تو کہ اگر میں آؤں اور حضرت کو نہ پاؤں ف یعنی اگر حضرت کا انتقال ہو گیا ہو تو کیا کروں حضرت نے فرمایا کہ ابی بکر کے پاس آنا جو میں کرتا ہوں سو وہ کرے گا ۔ علما نے کہا ہے کہ اس حدیث میں صدیق اکبر کی خلافت کا صاف اشارہ ہے بلفظہ ۔

یہہ حدیث عجب جوابِ باختہ ہے نہ مبتدا نہ خبر نہ عبارت کا ربط ۔

بات اتنی ہے کہ کوئی عورت سائل آئی ہوگی اُس وقت آنحضرت کو کچھ اشغال وعظ و پند درپیش تھی فرمایا کہ پھر آنا جیسا اکثر ہم لوگ عدیم الفرصتی یا کسی سبب خاص سے فقرا کو کہہ دیتے ہیں پھر آئیو ۔ عورت کی جرات کو خیال کیجئے تو چھتی ہے کہ بھلا بتلایئے تو سہی کہ اگر میں آؤں اور حضرت کو نہ پاؤں ۔ سبحان اللہ حاشیہ چڑھایا گیا ہے یعنی اگر حضرت کا انتقال ہو گیا ہو تو کیا کروں یہہ عورت کا خیال کہاں سے پایا گیا کہ اُس نے انتقال آنحضرت کے راز سربستہ و اسرار پنہانی کو تاڑ لیا کیا یہہ عورت کوئی فرشتہ تھی یا قوم اجنّا سے یا کوئی مجتہدہ فقیہہ تھی کہ رسول خدا سے ایسے بے باکانہ سوال کرے اور اُن کے انتقال پر خبردار ہو کچھ تو اس حدیث کی شانِ نزول ہونا چاہئے ۔ عورت کون تھی کس ملک کی

رہنے والی رسولِ خدا سے کیا چاہتی تھی جو اُس وقت آپ سے نہ ہو سکا اور ابوبکر کی خلافت
کا مژدہ سنایا۔ ہان یہہ کہو اگر عورت نے گستاخانہ آنحضرت سے پوچھا ہی ہوگا کہ اگر آپ
نہ ملین تو کیا کرون یعنی سمجھ مین یہہ نہین کہ دنیا ہی سے چلے جایئے تب مین آؤن آپنے
فرما دیا ہوگا۔ ابوبکر کے پاس آنا وہ تجھے کچھ دے دیگا جیسا ہم لوگ کہتے ہین کسی
سائل کے جواب مین کہ ہم گھر پر نہ ملین تو فلان خدمتگار سے لے لینا۔ آنحضرت کا یہہ فرمانا
جو مین کرتا ہون وہی ابوبکر کرے گا۔ اس کے کیا معنے عورت کا ایسا کوئی سخت سوال تھا
جو آنحضرت سے ممکن نہ ہوا اور خلافتِ ابوبکر مین منحصر چھوڑ گیا۔ آنحضرت کی خدمت مین
کوئی شخص کیسا ہی اہم مسئلہ پیش کرتا تو اپنی مراد دلی اور مقصد قلبی کو پہونچتا تھا کبھی کوئی شخص
محروم ہی نہین رہا سوائے اس ضعیفہ نحیفہ کے۔ آخر وہ چاہتی کیا تھی جو رسولؐ سے ممکن نہ
ہوئی۔ اگر کوئی مسئلہ تھا جس کے جواب دینے کو آپ نے ایسا فرمایا تو نبی اللہ
سے یہہ بات غیر ممکن کہ خود جواب نہ دین اور ایک مدت بعیدہ تک محروم رکھین۔ اگر کچھ
قضیہ تھا تب بھی آپ اُسی وقت فیصلہ فرما سکتے تھے اگر کسی محتاج کی سائل تھی تو آپ
فوراً اُس کی حاجت روائی کر سکتے تھے جیسا کہ اسی ضعیفہ محتاج کو ابوبکر سے کچھ دلا دیا ہوگا اور
کوئی مطلب اس حدیث سے نہین نکلتا۔ افسوس ہے بمقابلہ حدیث فضیلت علی مرتضے
جو آفتاب کیطرح چمک رہی ہے ایسی بے سر و پا حدیثین خود ساختہ نص خلافت مین پیش کیجاتی
ہین معلوم نہین جوہری صاحب کا جوہر اول جس سے عقل مراد ہے کس خُم افلاطون مین بند کر دیا
گیا ہے کہ بہرہ ہی ندارد۔ کیون جوہری صاحب یہی حدیث ہے جس کی رو سے آپ کے
علما نے ابوبکر کو بحکم رسولِ خدا خلافت کا استحقاق دے رکھا ہے سبحان اللہ آپ کے
عقل پر بیساختہ ہنسی آتی ہے۔ آپ کو خبر بھی ہے کہ اہلِ سنت اجماع کے قائل ہین اور

اسی پر کل فضلائے اہل سنت کا اتفاق ہے اب مدت کے بعد آپ نے اُس اجماع کو باطل کر کے
اور سقیفہ کی کارروائی کو بالکل بے سروپا بنا دیا تو معلوم ہوا آپ کو اپنے مذہب یا مذاہب
کی بھی خبر نہیں اور واقعی کبو نکر ہو آپ تو ایک ایسی جماعت میں داخل ہوئے ہیں جو علانیہ
دشمن خدا اور رسولؐ و اہل بیت اطہار ہیں یعنی ناصبی جو قاطبتاً حضرت علیؑ کے دشمن ہیں اور
خدا اور رسولؐ کے بھی دشمن ہیں اس وجہ سے کہ امام احمد مطلب بن عبد اللہ بن خطب سے
روایت کرتے ہیں ترمذی میں کہ اُس کے باپ نے کہا کہ رسولؐ خدا نے ایک خطبہ میں فرمایا
اے لوگو میں تمہیں اپنے بھائی اور چچا کے بیٹے علیؑ ابن ابیطالب کی ساتھ محبت کرنے کی
وصیت کرتا ہوں جو کنبہ میں سب سے زاید قریب ہے کیونکہ اُسے دوست نہیں رکھتا مگر کامل
مومن اور دشمنی نہیں رکھتا مگر منافق اور جس نے اُسے دوست رکھا اُس نے مجھے دوست
رکھا اور جس نے اُس سے دشمنی کی اُس نے مجھ سے دشمنی کی اور جو مجھ سے عداوت
رکھے گا اُسے خدائے تعالیٰ دوزخ میں داخل کرے گا بلفظہٖ یہ حدیث اہل سنت کے
راویوں نے بہت مستند اور نہایت وثوق کے ساتھ لکھی ہے کہ کسی کو مقام دم زدن
نہیں۔

اب فرمائے رسولؐ خدا کی وصیت کی بجا آوری انہیں الفاظ و کلمات نا ملایم سے
پائی جاتی ہے جنکو آپ نے اپنے رسالہ **اسرار الہدیٰ** میں حضرت علیؑ کی شان میں
نہایت شوخی طبع اور لفاظی اور لسانی سے درج کئے ہیں۔ اور اس پر کیا منحصر ہے ابھی
تو آپ اس سے زیادہ کہنے اور کھلولنے کے تمنی ہیں بذریعہ تار برقی اپنی حمایت کیواسطے
نمبر دینے والے ہیں یعنی اپنے بھائیوں کو جیسا آپنے آخر رسالہ میں وعدہ کیا ہے۔ مگر یہ آپ
کا حیلہ زائدانہ ہے آپ ہی کہتے ہیں اور آئندہ بھی کہیں گے بھائیوں کا صرف ایک ہلکا سا

پردہ ڈال رکھا ہے شرم دنیاوی کے لحاظ سے تاکہ سُنی لوگ یہ نہ کہیں کہ دیکھو کیسا ناصبی اور خارجی پیدا ہوا ہے کیونکہ ابھی تک یہ لوگ بھی اِن گروہ ضالہ کو کافر سمجھتے ہیں لیکن خوب یاد رکھیے کہ شیعہ جو بمصداق قول مخبر صادق کامل الایمان ہیں جن کا حدیث مذکورہ بالا میں ذکر ہوا ہے اپنے کمال اور فضل سے ہر مومن اور منافق کو طرز کلام ہی سے پہچان جاتے ہیں وہ آپ کو اچھی طرح جان گئے۔ اب یہ دو حدیثیں نص خلافت ابوبکر میں آپ پیش کرتے ہیں۔

حدیث بخاری میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ البتہ میں نے ارادہ کیا کہ میں کسی کو ابی بکر اور اُس کے بیٹے عبدالرحمٰن پاس بھیجوں اور اُس کو اپنا خلیفہ اور ولیعہد کروں مبادا کہ کہنے والے کوئی اور بات کہیں یا آرزو کرنے والے خلافت کی آرزو کریں پھر میں نے کہا کہ ابی بکر کے سوائے خدائے تعالےٰ کسیکی خلافت نمانے گا اور مومنین بھی دفع کرینگے یا یوں فرمایا کہ دفع کرے گا خدا اور نمانیں گے مومنین۔

حدیث بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا بُلا لا میرے پاس اپنے باپ ابوبکر اور اپنے بھائی کو تاکہ میں اُن کو نوشتہ لکھدوں یعنی خلافت نامہ اسواسطے کہ میں خوف کرتا ہوں کہ آرزو کرے کوئی آرزو کرنے والا یا کہے کوئی کہنے کہ میں لائق تر ہوں خلافت کا اور نمانے گا خدا اور مسلمان لوگ مگر ابوبکر کو۔

یہ دونوں حدیثیں جن کی راوی حضرت عائشہ ہیں عجب خلجان پیدا کرتے ہیں۔ پہلی حدیث میں (کہ میں کسی ابی بکر اور اُس کے بیٹے عبدالرحمٰن پاس بھیجوں اور اُس کو اپنا خلیفہ و ولیعہد کروں) لکھا ہے۔ دوسری میں (بلا لا میرے پاس اپنے باپ ابوبکر اور اپنے

بھائی کو تاکہ میں انکو نوشتہ لکھدون یعنی خلافت نامہ)

پہلی حدیث میں حضرت نے ارادہ کیا کہ کسی کو دونون کے بلانے کو بھیجون دوسری میں حضرت عائشہ سے ارشاد ہوا کہ بلالا۔ پہلی میں (اور اُس کو اپنا خلیفہ اور ولیعہد کرون) دوسری میں اُن کو نوشتہ لکھدون یعنی خلافت نامہ۔

پس اب اہل انصاف ملاحظہ کریں۔ رسول خدا نے ارادہ بلانے کا کیا مگر کسی کی فرست نہ بلایا۔ اور حضرت عائشہ کو حکم بلانے کا دیا۔ اُنھون نے تعمیل نہ کی۔ رسول خدا کا ارادہ اور حکم دونون معطل رہے اور (اُس کو اور انکو) نے اور بھی غضب ڈھایا ہے۔ پہلی حدیث میں معلوم نہین ابوبکر یا عبدالرحمن کس کے خلیفہ بنانے کا خیال تھا کیونکہ دونون میں سے ایک کو (اُس کو) کا لفظ سمجھا جاتا ہے مگر یہان دوسری حدیث میں اُن کو یعنی ابوبکر و عبدالرحمن دونون کو خلافت کی سند عطا ہونا پایا جاتا ہے۔ بس کیسی مصیبت ہے کہ بیچارہ عبدالرحمن خلافت سے محروم رکھا گیا۔ یا خدا الخلافت نہ ٹھہری بچون کا فرضی تخت شاہی ٹھہرا کہ کبھی اِسے کبھی اُسے بخشا جاتا ہے اور رسول خدا کا کلام جو ہر حال و قال میں مطابق وحی بلکہ خود وحی الہی تھا بچون کا سا قول خیال کیا گیا ہے نعوذ باللہ منہا۔ رسول خدا خلافت کے معاملہ میں اپنا جانشین مقرر کرنے کا ارادہ کریں اور زبان مبارک سے بھی فرمادیں کہ میں نے ایسا ارادہ کیا ہے کہ ولیعہد و خلیفہ مقرر کرون اور پھر فرمادیں کہ مسلمان خود ہی تجویز کر لینگے۔ یا کہ فلان فلان کو میرے پاس بلا لاؤ اُن کو خلافت نامہ لکھدون اور پھر فرمائیں کہ مسلمانون پر یہ امر چھوڑ گیا۔ معاذ اللہ ایسے اقوال تو عام لوگون سے بھی بعید ہیں چہ جائے کہ رسول مقبول جن کا ہر کلمہ و کلام ایسے اُمور میں وحی کا یعنی حکم خدا مانا گیا ہے اور بیشک وشبہہ ایسا ہی تھا۔

ذرا غور کرنے سے معلوم ہوا کہ یہہ دونوں حدیثین ایک ہی زمانہ کی نہین ہین بلکہ پہلی حدیث زمانہ ماقبل کی ہے اور پوری حدیث اس طرح ہے جس کو جوہری صاحب نے کاٹ چھانٹ کر اس کا خلاصہ اپنے مطلب کے مطابق لے لیا ہے باقی مضامین اور شان نزول کو اپنے مقاصد کے خلاف سمجھکر چھوڑ دیا ہے۔

مگر ہم پوری حدیث بلفظہ لکھتے ہین۔ حدیث بخاری مین اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اُنھون نے درد سر کی شدت کی وجہ سے کہا ہائے سر اسر نبیؐ نے فرمایا وہ (یعنی تیری موت) اے عائشہ اگر واقع ہوتی اور مین زندہ رہتا تو تیرے گناہون کے لئے بخشش اور رفع درجات کے لئے دعا مانگتا حضرت عائشہ نے فرمایا ہائے مصیبت بخدا میرا گمان ہے کہ آپ میرا مرنا چاہتے ہین اگر مین مرجاؤنگی تو آپ اُسی دن کے آخر دوسری بی بیون سے صحبت کرینگے اور مجھے بھول جائینگے آپ نے فرمایا کہ چلو اس ذکر کو جانے دو میرے درد سر کی خبر لو مین نے قصد یا ارادہ کیا تھا کہ کسی کو ابوبکر اور اُس کے بیٹے عبدالرحمن کے پاس بھیجون تاکہ اپنے سامنے اُسے اپنا ولیعہد کر جاؤن ایسا نہ ہو کہ میرے بعد کہنے والے کہین یا آرزو کرنے والے آرزو کرین پھر مین نے اپنے دل مین کہا کہ انکار کرے گا اللہ تعالےٰ (غیر ابی بکر کے) خلافت کا اور دفع کرینگے مسلمان غیر خلافت ابی بکر کو یا اس کے برعکس فرمایا۔

مولوی محمد عبداللہ بن عبدالعلی نبیرہ محدث شیخ عبدالحق دہلوی نے اپنی کتاب تفریح الاحباب مناقب الآل والاصحاب مطبوعہ اکمل الاخبار دہلی اس حدیث کی تفسیر کے آخر فقرہ مین لکھتے ہین کہ آنحضرت نے یہہ کلمات ولیعہدی صرف حضرت عائشہ کے خوش کرنے کو فرما دیا تھا اور صدیق کی خلافت بھی مُراد تھی۔

یہہ حدیث ایک کہانی دردِ سر کی ہے جیسا زن و شوہر کے درمیان کلمات مزاح ہوا کرتے ہیں اِس سے اور خلافت سے کیا بحث یہانتک تو درست ہے کہ یہہ دردِ سر کی خبر ہو مگر آگے صدیقہ کا جوڑ رو پیوند معلوم ہوتا ہے کیونکہ کہان دردِ سر کی شکایتین کہان وصیت ہی و خلافت کی روایتین بعبد اکیا ہے اور جڑ گیا ہے۔

مگر ہان اِس حدیث مین یہہ بات قابل توجہ اربابِ نکتہ رس ضرور ہے کہ آنحضرت حضرت عائشہ کی موت اپنی حیات ہی مین چاہتے تھے کیونکہ آپ کو علم تھا کہ ان بی بی صاحبہ سے جنگ جمل مین کیا کچھ کرتوت ہونے والے ہین کہ ہزارہا بندہائے خدا کا خون صرف ان کی خواہش نفسانی کی وجہ سے بہے گا اور خلیفہ برحق سے ناحق جدال و قتال کرینگے۔ ہان خوب یاد آیا عہدہ خلافت کو ایسی ہی سخت کی چیز سمجھ کر خود بھی تو مدعی بحیلہ خون عثمان خلافت کی ہوئین باپ کو تو خلافت مل ہی گئی تھی بھائی البتہ محروم رہا سو آپ اُس کے قائم مقام ہوئین کیونکہ رسولِ خدا کا قول صادق ہونا چاہئے بھائی نہ سہی بہن آخر ہین تو ایک ہی باپ کے۔

اور رسولِ خدا کا یہہ فرمانا کہ میرے روبرو تم مرجاتی تو تیرے گناہون کی بخشش کے لئے دعا کرتا معلوم نہین وہ کیسے گناہ تھے جنکی بخشش رسولِ خدا کی دعا کی محتاج تھی عجب اہل سنت کی عقل و فہم پر کہ باوجود تصدیق رسولِ خدا عائشہ کے گنہگار ہونے کی نسبت پھر بھی اُن کو آیۂ تطہیر مین داخل سمجھتے ہین حالانکہ وہ خود اپنے ہی قول سے سنزلون دور بھاگتے ہین۔

دوسری حدیث مرض الموت کے وقت کی بیان کی گئی ہے مگر یہہ ظاہر نہین ہوتا کہ انتقال سے کتنے روز پہلے اور باوجودیکہ آنحضرت کی تیمارداری مین سب بنی ہاشم و اہل بیت اطہار و ازواج ہر وقت و ہر لحظہ موجود رہتے تھے کیونکہ بجز ان حضرات کے غیر کا حاضر رہنا ایسی حالت مین آنحضرت کو قطعاً ناگوار تھا دیکھو روایت ابن عمر بخاری و ترمذی مین کہ آنحضرت نے

ابوبکر کی تیمارداری قبول نہ فرمائی اور اپنے اہل بیت کو اِس کام کے لیے مخصوص کیا۔

پس یہہ حدیث مرض الموت میں بجز حضرت عائشہ کے اہل بیت میں سے کسی نے رسول خدا سے نہیں سنی ورنہ بنی ہاشم میں بیعت ابوبکر میں اختلاف بھی نہ ہوتا اور بلا عذر سب لوگ بجان و دل حکم نبوی منظور کرتے اور سمجھتے شاید حدیث غدیر منسوخ ہوئی ہو۔

اگر کہو کہ جب آپ نے یہہ حدیث فرمائی اُس وقت صرف حضرت عائشہ ہی تھیں تو عجب حضرت عائشہ نے کیوں دونوں کو نہ بلایا اور رسول خدا کے حکم کی تعمیل نہ کی اور یہہ حکم تو خاص انھیں کے باپ و بھائی کے لئے بلوائے لیے وہ تو تھا ضروری بلاکر سند لکھوا لینی تھی اول حدیث میں تو آنحضرت نے یہہ فرماکر ٹالدیا تھا کہ میں نے ایسا ارادہ کیا تھا کہ دونوں کو بلا بھیجوں اور وصیت کردوں پھر میں نے کہا کہ خود خدا و مسلمان یہہ کام کرلیں گے یعنی اِس کی ضرورت نہ سمجھی۔ مگر اِس حدیث میں تو صاف آپ نے فرمادیا کہ دونوں کو بلالا میں نوشتہ یعنی خلافت نامہ لکھدوں پھر یہہ کہا اور وہ کہا کچھ بھی آپ نے عذر نہیں بیان کیا تو حضرت عائشہ کی فیاضی اور چشم پوشی سے بس العجب ہی کہ اپنے باپ و بھائی ہی کو سندِ خلافت سے محروم رکھا چہ جائیکہ بدیگران۔

ہاں یہہ امر ذہن نشین ہوتا ہی کہ آپ کو خیال ہوا ہوگا کہ جیسا حدیث قرطاس کے وقت غل غپاڑا شور و شر ہاں نہیں صحابیوں میں برپا ہوا اور حضرت عمر نے رسول خدا کی نسبت ہذیان کا لفظ استعمال کرکے حسبنا کتاب اللہ کہدیا جس پر رسول خدا نے سب کو اپنے حجرہ سے نکالدیا ویسا ہی اِس سند کی تحریر کے وقت نہ ہو مگر نہیں البتہ ہوتا وہ تو عین مدعا یاروں کا تھا اگر ذرا بھی رسول خدا کا اشارہ پاتے تو دس بیس قلم و دوات و دو تین دستہ کاغذ آنِ واحد میں حاضر کردیتے اور لکھنے والے دفتر کے دفتر سیاہ کردیتے۔

بس بات یہ ہے کہ آنحضرت نے نہ یہ حدیث فرمائی نہ وہ اور اگر فرمائی تو حضرت عائشہ نے حکم رسول اللہ کی تعمیل نہ کی نہ اُس کی تکمیل ہوئی اور آرزو کرنے والے خلافت کے اور گرنے والے فریب زر کے واسطے جن کو رسول خدا نے بہ حکم قدیر خم غدیر میں خلیفہ مقرر کیا تھا میدان وسیع بلا خار و خس خالی رہا۔

جب سقیفہ بنی ساعدہ میں جو ایسے کاموں کی پنچایت کو مخصوص تھا خلافت کے واسطے لوگ جمع ہوئے تو وہ بلڑ تھا کہ خدا کی پناہ تاریخیں و روایتیں شاہد حال ہیں انصار کہتے ہم میں سے امیر ہو مہاجر دعویٰ کرتے ہم ہی میں سے امیر ہو کوئی کہتا فلان ہو کوئی کہتا فلان ہو غرض وہ دھینگا مشتی لگد کوب ہوا کہ بیچارہ سعد بن عبادہ اُسی جماعت میں پامال ہو گیا۔ بنی ہاشم و اہل بیت اپنی مصیبت میں مبتلا رسول خدا کی تجہیز و تکفین میں مصروف تھے اِن کو کیا خبر باہر دروازہ کے کیا ہو رہا ہے۔ سقیفہ تو دور تھا اور اگر خبر بھی ہوتی تو استغفر اللہ کیا رسول کی نعش مطہر چھوڑ کر خلافت کی پنچایت میں داخل ہوتے ہرگز نہیں جگر جگر ہے اور دگر دگر ہے۔ ایک سنی قائل حق پسند نے کیا خوب رباعی کہی ہے رباعی

آنکہ گویند عائشہ در فضل — بہتر از دخت سید البشر است
قول آنہا چسان کنم باور — رشتہ دیگر رگ جگر دگر است

حضرت ابوبکر و عمر بھی اُسی جماعت میں موجود تھے انھوں نے بھی قیل و قال کی اور لوگوں کو سمجھایا بجھایا حضرت عمر نے ابوبکر کی جہاں تک زبان نے یاری دی تعریف کی اور لوگوں کو اپنا ہمزبان بنایا کہ ابوبکر سابق الاسلام ہیں یار غار ہیں جماعت کے امام ہیں چنین و چنان مگر تعجب ہے کہ یہ حدیثیں نص خلافت کی جناب شیخین کی سمجھانی میں اُن سے کوئی نہ کہا حضرت ابوبکر و عمر ہی واقف نہ تھے ورنہ ایسے اچھی جماعت کے لئے ایک ہی نعرہ

حدیث کا کافی تھا اس قدر جد و جہد بحث طول طویل کی نوبت ہی نہ آتی سب اسناد و صدفینا کہہ کر خاموش رہتے اور لوگ دفن وکفن رسول خدا سے محروم نہ ہوتے اور فرقہ وہابیہ کو یہ عذر نہ ہوتا کہ جب اصحاب خاص رسول خدا نے ہی انتقال کے بعد زیارت نہ کی اور تجہیز و تکفین میں شامل نہ ہوئے تو ہم بھی انھیں کی تقلید کرتے ہیں اور زیارت کو نہیں جاتے ہمارا کیا قصور ہے بھلا جوہری صاحب تم کو خدا ہی کی قسم ہے کہ کسی تاریخ کسی روایت کسی حدیث میں تم نے لکھا دیکھا ہے کہ ہنگامہ خلافت میں ایک بھی حدیث ان حدیثوں سے خلافت نصی ابوبکر میں پیش کی گئی تھی یا صرف اور اوصاف ابوبکر کے بیان کئے گئے تھے۔ لیجئے حضرت عمر نے پہلے ہاتھ بڑھایا اور ابوبکر کی بیعت کی اُس روز چند اور آدمیوں نے شرف بیعت حاصل کیا اور یہی اُدھیڑ بن میں مصروف ہوئے کیونکہ خوف تھا کہ تمام دنیا کے مشرک مدینہ منورہ کے گرداگرد جمع ہو کر چاہتے ہیں کہ اسلام کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیں۔ سبحان اللہ خلافت کے لئے یہہ جمع یہہ کوششیں یہہ کاوشیں یہہ ہنگامہ یہہ دار و گیر اور رسول اللہ کے دفن وکفن کی وہ صورت کہ صرف چند اعزا قریب قربا قلب صد چاک و دل اندوہناک نالان و گریان تجہیز و تکفین میں مصروف۔ افسوس اور ہزار افسوس اُس اُمت کی دنیا طلبی پر جو اپنے ہادی اور پیشوا نبی اللہ کی نعش مطہر کو بے غسل و دفن چھوڑ کر جب جاہ و مناصب کیواسطے جابجا جمع کرتے پھرے اور قایم سقائی کی ہو میں خدا اور رسول خدا کے کلام پر اعتماد نہ کرے مولانا روم نے خوب فرمایا ہے ؎

چون صحابہ حب دنیا داشتند مصطفےٰ را بے کفن بگذاشتند

کیون جوہری صاحب جبکہ خداوند جل و علیٰ بذریعہ آیہ اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت بدین اسلام معرفت اپنے رسول مقبول کی کل اُمت کے لئے مژدہ سُنا

چکا تھا تو اب کس کا خوف تھا اور کس کی مجال تھی کہ اسلام میں رخنہ ڈالے کیونکہ خدا کا وعدہ پکا تھا مگر ہاں اعتقاد و اعتماد اس وعدہ پر انھیں انفاس قدسیہ کا کام تھا جو کامل الایمان تھے اور جن کو خدا و رسول نے بروز فتح خیبر اپنا دوست بنایا تھا دیکھو حدیث نمبر ۷ مندرجہ رسالہ ھذا نہ ایسے ویسے جو منتظر بیٹھے تھے کہ ادھر رسول خدا کی روح مقدس علیین میں داخل ہو اُدھر دوڑ دھوپ کر کے خلیفہ بن بیٹھیں جیسا واقع ہوا۔

آپ کہیں گے وہ دین کا کام تھا اور اسلام کے ضائع ہونے کا احتمال تھا کہ لوگ مرتد ہو جائینگے۔

ہم کہتے ہیں جبکہ خدا نے دین کو کامل ہی کر دیا تھا اور کل نعمتیں تمام کر چکا تھا تو پھر اس وعدۂ خدا پر اعتماد نہ کرینگی کیا وجہ اگر کچھ بھی ایمان کا لگاؤ ہوتا تو اُسی وعدہ خدا پر مستحکم بہر و کرکے ثابت قدم رہتے ہزار شور و شر ہوتا پروا نہ کرتے۔

پہلے اپنے رہنما ایمان عطا کنندہ کی تجہیز و تکفین نہایت اہتمام و سرگرمی سے کرتے بعدہ مسجد نبوی میں جو اس کام کے لئے موزوں و مستحق تر تھی انصار و مہاجر کا اجماع ہوتا اور خلافت کی بابتہ مشورہ ہو کر جس پر کل کا اتفاق ہوتا اُسے خلیفہ بناتے یہ بات البتہ مناسب وقت تھی مگر یہ باتیں کیوں ہوتیں وہاں تو یہ خیال تھا کہ اگر بنی ہاشم داخل بیعت اظہار نے کفن و دفن سے فرصت پالی تو غضب ہو گیا پھر کیسی خلافت کیسا اجماع (خلقت کا ہجوم اُسی طرف ہوگا جس کے لئے بروز خم غدیر منجانب خدا و رسول خلافت و امارت ہو چکی ہے ہم سوچتے کے سوچتے رہجائینگے یہ وقت غنیمت ہے اسے ہاتھ سے نہ دو اور جب کارروائی بیعت کی شروع ہو گئی تو پھر بھیڑ یا دھنسان اُمی و جاہل لوگ ایک دوسرے پر گرنے لگے ابوبکر خلیفہ ہو گئے یہ خبر مشتہر ہونے ہی

پھر کیا تھا بیعت کے رنگ ڈھنگ بگڑ گئے اور خاص سے عام بیعت کی نوبت پہونچی مگر بنی ہاشم اُسی بات پر اڑے رہے جو بروز خم غدیر رسولؐ خدا سے سن چکے تھے اب تیسری حدیث جو بری صاحب کی سنئے بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ مقرر تم یوسف کے ساتھ والی عورتوں کی طرح ہو یعنی کیوں خلاف نمائی کرتی ہو۔ کہو ابوبکر سے کہ لوگوں کو خود امام ہو کر نماز پڑھاوے یہ حضرت نے اُس بیماری میں فرمایا جس میں انتقال ہوا **ف** حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت نے مرض الموت میں فرمایا کہو ابوبکر سے لوگوں کو نماز پڑھاوے میں نے کہا ابوبکر نرم دل مرد ہے اگر حضرت کے مقام پر نماز پڑھانے کھڑا ہوگا رونے لگے گا قرآن کی آواز لوگ نہ سنیں گے۔ عمر کو فرمایئے کہ نماز پڑھاوے حضرتؐ نے فرمایا ابوبکر سے کہو نماز لوگوں کو پڑھاوے پھر میں نے حفصہ سے کہا کہ تم حضرت سے کہو حفصہ نے حضرت سے یہی کہا تب یہ حدیث فرمائی چنانچہ حضرت کی حیات مبارک میں پانچ دن صدیق اکبر نے امامت کی یہ اشارہ ہوا صدیق اکبر کی خلافت کا کہ جو عہدہ خاص حضرت کا تھا یعنی نماز جماعت کی امامت کا وہ اپنی زندگی میں صدیق اکبر کو دیا جیسے بادشاہ اپنی زندگی میں کسی کو تاج و تخت دیوے اور یہ علامت ہے کہ بادشاہ نے اُسے اپنا ولیعہد کیا اور یہی حدیثیں حضرت نے خلافت صدیق کی بابت فرمائی ہیں بطور پیشین گوئی جو خلل شوری نہیں ہیں۔

**جواب** یا اللہ عورتوں کے کید عظیم سے اپنی پناہ میں رکھ۔

جتنی حدیثیں خلافت ابوبکر کی بابت آنحضرتؐ نے فرمائیں سب کی سب حضرت عائشہ اُن کی دختر نیک اختری سے ہیں اور کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہوئی

ہان اس حدیث مین حفصہ کی بھی موجودگی پائی گئی۔ مگر صرف عائشہ ہی کے قول سے ورنہ حفصہ بیچاری نے یہہ حدیث کسی سے بیان نہین کی۔ لیں تعجب تو یہہ ہے کہ مرض الموت مین جس کی ہر وقت کی حضوری اور تیمار داری بنی ہاشم واہل بیت اطہار کے ذمہ تھی اور دیگر ازواج بھی حاضر رہتی ہون گی اور ظاہر ہے کہ ان تیمار دارون مین مرد بھی مثل حضرت علی و عبد اللہ و فضل ابن عباس و خود حضرت عباس وغیرہما ہر وقت وہر لحظہ حاضر رہ کر خدمت نبوی کی سعادت حاصل کرتے مگر آنحضرت جو کچھ فرماتے عائشہ ہی سے حالانکہ پردہ کی آیت بھی نازل ہو چکی تھی اور مرد بھی موجود ہی رہتے مگر انھین بی بی صاحبہ سے ارشاد ہوتا کہ (بلا لا اپنے باپ ابوبکر اور اپنے بھائی عبد الرحمن کو تاکہ سند خلافت لکھدون) اور (کہو ابوبکر سے کہ امام بنکر نماز جماعت پڑھاوے) کیا یہہ ممکن نہ تھا کہ مردون مین ہی کسیکو بھیجکر بلواتے یا ابوبکر سے پیغام نماز کا بھجواتے کیونکہ حضرت عائشہ کو حکم پردہ مین بیٹھے کا تھا ان کو باوصف موجودگی مردون کے جو باہر جانے آنے تھے تکلیف دینے کی کیا ضرورت تھی۔ مگر ہان یہہ البتہ تم کہہ سکتے ہو کہ بخوف بنی ہاشم واہل بیت اطہار آنحضرت بھی تقیہ کرتے تھے اور ایسی باتین صرف بی بی عائشہ ہی سے فرماتے کہ راز فاش نہ ہو جائے مگر غضب تو یہہ ہے کہ حضرت عائشہ نے تعمیل ارشاد نبوی مین وہ تاخیر اور عذرات بیجا وقوع مین آئے جن کے صلہ مین آنحضرت نے صاف طور پر فرما دیا کہ بسقدر تم یوسف کے ساتھ والی عورتون کی طرح ہو۔ اب اہل انصاف ملاحظہ فرمائین یہہ مثال حضرت صدیقہ پر کہانتک اپنا اثر ظاہر کرتی ہے۔ حضرت یوسف کے ساتھ والی عورتون کا یہہ قصہ ہے کہ انھون نے جن مین زلیخا سرغنہ تھی

حضرت یوسف کو طرح طرح کے اتہام والزام جھوٹے مکروتزویر سے لگا کر معصوم وناکردہ گناہ کو قید خانہ میں ڈلوا دیا کہ وہ حضرت انھیں ستمگار عورتوں کی وجہ سے بارہ۱۲ برس قید خانہ میں رہے۔ ہم پہلے سمجھتے تھے کہ خداوند عالم نے (اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ) جو شیطان وعورتوں کے حق میں فرمایا ہے اس سے ازواجِ نبی مستثنےٰ ہوں گی کیونکہ اُن کے مدارج رفیع ہیں۔ مگر اس مثال مندرجہ حدیث مذکورہ بالا سے ظاہر ہو گیا کہ حضرت عائشہ و حفصہ بھی اُسی ارشاد خداوندی میں بہمہ صفت موصوف ہیں۔ پس نہ معلوم صدیقہ کا خطاب حضرتِ عائشہ کو کس کے دربار سے ملا ہے اور حفصہ فاروقہ کے معزز خطاب سے کیوں محروم رہیں اگر باپ کی صدیقیت نے بیٹی کو صدیقہ بنایا تو دوسرے صاحب بھی فاروق ہیں اُن کی بیٹی کو بھی فاروقہ کہنا چاہئے۔

اصل یہ ہے کہ صدیقہ کبریٰ حضرت خدیجہ کا لقب تھا بدیں وجہ کہ آپ نے بنی آدم میں سب سے پہلے آنحضرتؐ کی تصدیق رسالت کی اور یہ خطاب غصب ہو کے حضرت عائشہ کو دیا گیا کیونکہ آنحضرت سے کسی حدیث فریقین میں عائشہ کو صدیقہ فرمانا پایا نہیں جاتا جیسا اہل سنت کی روایتوں میں ابوبکر کو صدیق اور عمر کو فاروق کہنا آنحضرت کی نسبت بیان کیا گیا ہے معلوم نہیں جھوٹ یا سچ مگر خیر کچھ اصل تو ہے۔

ابھی نماز جماعت کی امامت جسے جوہری صاحب نے خلافت کا تاج و تخت قرار دیا ہے زیر بحث ہے۔

سنئے جوہری صاحب امامت نماز میں آپ کو یہ کدو کوشش کیوں ہے اور خاص عہدہ اور تخت و تاج خلافت سے کیا تعلق ہے جو حضرت ابوبکر کی امامت نماز پر آپ مرے مٹتے ہیں اور خواہ مخواہ اُن کو امامت نماز کی بنیاد پر خلافت دئے دیتے

ہین معلوم ہوتا ہے کہ آپ اہل سُنّت کی حدیث و روایات و اقوال صحابہ سے بالکل نادان و نافہم ہین اور خدائے عزوجل کے احکام سے بھی آپ بیخبر ہین۔

خداوند عالم حکم فرماتا ہے وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِيْنَ جھکو جھکنے والون کے ساتھ حسب رسم و رواج اہل سنت زید و بکر کسی کی تخصیص نہین۔ اسی لیے اہل سنت نے زمانہ سلف سے آجتک امامت نماز کے واسطے کچھ شرف و منزلت نہین لگائی۔ دھنا۔ جولاہا۔ کنجڑا۔ قصائی۔ جسے دو سورتین یاد ہوین اُس کے پیچھے نماز پڑھ لی کیونکہ خدا نے جھکنے والون کے ساتھ جھکنے کا حکم فرمایا ہے۔

رہا رسول خدا کا فعل دیکھو صحیح مسلم و بخاری مین ابن عباس اور رافع بن عمرو بن عبید جو اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ عبدالرحمن بن عوف رسول خدا کی صحت و علالت موجودگی مین امام جماعت ہوئے اور رسول خدا نے خود اُن کے پیچھے نماز پڑھی اور کچھ مضائقہ نہ کیا۔

اب فرمایئے اس امامت نماز پر کیا ناز و فخر باقی رہا اور عہدہ خاص و تاج و تخت خلافت اول کس کے ہاتھ آیا عبدالرحمن بن عوف یا ابوبکر کے۔ آپ کہین گے ایام مرض کی امامت نماز مستند ہے اور جو اس سے قبل ہوا اُس کا اعتبار نہین ہے۔ بہتر اسی مرض کی حدیث لیجیے۔ کتاب اہل سنت ابو داؤد مین عبداللہ ابن زمعہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ پر جب مرض کی شدت ہوئی اور مسلمانون کی جماعت مین سے ایک مین بھی آپ کے پاس بیٹھا تھا۔ تو بلالؓ نے حضور نماز کے لئے ندا کی فرمایا کسی کو کہدو نماز پڑھا دے۔ مین باہر آیا ابوبکر موجود تھے مین نے حضرت عمرؓ سے کہا جو بیٹھے تھے کھڑے ہوجیے لوگون کو نماز پڑھائیے۔ آپ نے آگے بڑھ کر تکبیر کہی چونکہ حضرت عمر

بڑی آواز کے آدمی تھے رسول اللہ نے ان کی آواز سنکر فرمایا ابوبکر کہاں ہین وہ نماز پڑہین
یہ امامت وجماعت اللہ و مسلمانون کو ناپسند ہے۔ ابوبکر نے وہی نماز عمر کی پڑہائی ہوئی پہر
اُلٹ کر پڑہائی

اب غور کیجیے اور انصاف فرمایئے۔ پہلے آنحضرت نے فرمایا کسی کو کہدو نماز پڑہاوے
جس کا عربی کا بہی فقرہ لکہدیتے ہین فقال مروا من یصلی للناس جس مین کسی کو
شبہہ نہے کہ ترجمہ ٹہیک نہین جب حضرت عمر نے اپنی بڑی آواز سے نماز کی
امامت شروع کی تو آنحضرت کو شدت مرض مین سخت ناگوار و تکلیف دہ معلوم ہوئی آپ
نے حکم دیا کہ عمر امامت سے معزول اور ابوبکر منصوب ہون کیونکہ یہ حضرت نرم دل اور
کثیر البکا بہی آواز کے آدمی تہے نیز انہوں نے عمر کی نماز کو بحکم رسول خدا اُلٹ دیا اور از
سر نو تکبیر سے نماز شروع کی اور تمام۔ پس ظاہر ہے کہ حدیث رسول خدا
مین کسی کی قید نہین پہلے آپ نے یہی فرمایا کسی کو کہدو نماز پڑہاوے مگر صرف عمر
کی کریہہ الصوت نے ابوبکر کو امامت کا تاج و تخت دیا اور آواز عمر نے یہانتک تکلیف
پہونچائی کہ رسول خدا کو یہ فرمانا پڑا کہ اللہ و مسلمانون کو یہ امامت ناپسند ہے
جو نماز عمر نے پڑہائی وہ باطل اور ناجائز کیونکہ نماز ہی اُلٹ دی گئی مگر ہمکو
آتش مزاجی وغیظ وغضب حضرت عمر سے بہت ہی تعجب ہے کہ اس موقع پر آپ نے
نہایت ہی تحمل و عجز و انکسار کو کام فرمایا کہ چپکے پیچہے کہسک آئے اور
کچہ نہ بولے کیونکہ انہین ایام شدت مرض مین آپ نے رسول خدا کو ہذیان سے نسبت
دی اور حسبنا کتاب اللہ کہکر رسول اللہ کے حکم سے عدول کیا۔ دیکہو حدیث
قرطاس صحیح مسلم و بخاری مین مگر یہان تو ابوبکر کو امام جماعت بننے کا معاملہ تہا

کیوں نہ خاموش رہتے وہاں قضیہ برعکس تھا یعنی حضرت علیؑ کی خلافت مقصود تھی۔ کیوں جوہری صاحب بھی حدیثیں ہیں جو نص خلافت ابوبکر پر مصدق ہیں اور جن کی رو سے ابوبکر خلیفہ ہوئے۔ کچھ تو خدا اور رسولؐ سے خوف کیجئے اور خلق خدا سے شرمائیے۔ کیوں جاہلوں کو گمراہ کرتے ہو مگر آپ کسی کی نہ سنینگے خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ وَعَلٰی سَمْعِہِمْ وَعَلٰی اَبْصَارِہِمْ غِشَاوَۃٌ جس قدر حدیثیں خلافت ابوبکر میں پیش کیجاتی ہیں بالکل بے سر و پا نہ عبارت کا ربط نہ مبتدا نہ خبر سراسر موضوعی و مصنوعی ہیں معلوم نہیں کس کی بنائی ہوئی ہیں جسے عقل سے بہرہ ہی نہ تھا۔ سر سید احمد خان محقق حال نے خطبات احمدیہ میں لکھا ہے ابوبکر کے متعلق ہم نے کوئی حدیث نہ پائی جس کا صحیح سلسلہ آنحضرت تک پہنچتا ہو یہ حدیثیں جو بیان کیجاتی ہیں بالکل جعلی اور مصنوعی ہیں۔ سر سید احمد خان شیعہ تو ہیں نہیں نہ کبھی تھے اہل سنت کی ہی کتابوں سے دیکھ بھال کر یہ فقرہ لکھا ہوگا۔

اب آپنے حضرت علیؑ کی طرف توجہ کی ہے اور جہاں تک اپنی لفاظی و لسانی اور زبان درازی کو وسعت ہے خوب ہی دل کا بخار نکالا ہے۔ مگر یاد رکھیے چاند کی طرف ہزار خاک اڑائیے وہی چاند ہے بلکہ خاک اڑانے والا خود ہی اس خاک سے اٹ جائے گا۔ لوگوں کی نظر میں گرد و غبار کا پتلا نظر آئے گا۔ اگر حق سے چشم پوشی ہو تو اتنی جو آپنے اختیار کی ہے اور باطل کو بڑھانا چڑھانا ہو تو ایسا جیسا آپنے رات کو دن اور دن کو رات کر دکھایا ہے مگر آپ کیا تمام جہان کے ناصبی و خارجی اگر لاکھ برس تک ہاتھ پیر ماریں اور جھوٹی باتیں بنائیں تو کیا ہوتا ہے ؎

چراغے را کہ ایزد بر فروزد
اگر گس پف کند ریشش بسوزد

آپ فرماتے ہیں۔ اسی ضمن میں اُن احادیث کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے جو حسب اصل تشیع اہل سنت

کی کتب سے استدلال کرتے ہیں۔

ہم کہتے ہیں صدہا آٹھ ہزار احادیثوں سے اصل حق خلافت حقہ بلافصل جناب امیرؑ استدلال جمعنی وارد ثابت کرتے ہیں اور کور باطنوں کو دکھا دیتے ہیں کہ دیکھو وہ آفتاب عالمتاب چمک رہا ہے جس کی شعاعوں نے تمہاری آنکھوں کو چکاچوند کر رکھا ہے مگر خیر آپ نے دو حدیثیں پیش کی ہیں یہی ہمارے مدعا کو کافی ہیں چلیئے حدیث براء بن عازب سے صحیح بخاری و مسلم میں روایت ہے کہ جب رسولؐ خدا نے قصد غزوہ تبوک کا کیا جناب امیرؑ کو واسطے نگرانی اپنی بی بیوں اور بچوں کے مدینہ طیبہ میں محافظ مقرر فرمایا کفار اشرار نے جناب امیرؑ کو طعن کی کہ رسولِ خدا آپ کو اپنے ساتھ کیوں نہیں لیجاتے جناب امیرؑ کو یہ بات ناگوار گزری یہ شکایت رسولؐ خدا سے کی اور کہا یا رسول اللہ اتخلفنی فی النساء و الصبیان یعنی اے رسولِ خدا آیا خلیفہ کرتے ہو آپ مجھکو عورتوں اور بچوں پر تب حضرتؐ نے تسکین فرمائی اما ترضیٰ ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی یعنی راضی نہیں ہوتا ہے تو یہ کہ ہو تو مجھ سے بمنزلہ ہارونؑ کے موسیٰؑ سے مگر تحقیق شان یہ ہے کہ نہیں کوئی نبی بعد میرے۔

**سوال** آپ کہتے ہیں کہ شیعہ اس حدیث کے معنی اپنے مطلب کے موافق لیتے ہیں مگر چند دلائل معقول ان کا دعوے صحیح نہیں۔

**جواب**۔ ہم کہتے ہیں اہل حق وہی معنی لیتے ہیں جو حدیث کہہ رہی ہے اپنے مطلب اور دوسرے کے مقصد سے ان کو کچھ غرض نہیں۔ اچھا صاحب ہم اس حدیث کے معنوں میں آپ کی موافقت کرتے ہیں اتنے خوش ہو گئے۔

**سوال**۔ آپ کہتے ہیں یہ خلافت جناب امیرؑ کی مثل خلافت حضرت ہارونؑ

کے وقت معینہ پر مخصوص تھی۔

جب حضرت موسیٰ کوہ طور سے واپس آئے حضرت ہارونؑ خلیفہ نہ ہوئے بلکہ مستقل خود ہی نبی برحق تھے نہ خلیفہ اسی طرح پر اس معاملہ کو قیاس کرنا چاہئیے۔

**جواب** - ہم کہتے ہیں خلافت کا تو یہاں ذکر ہی نہیں رسولؐ خدا صاف فرماتے ہیں کہ یا علیؑ تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے یعنی جیسا حضرت ہارونؑ شریک فی النبوت حضرت موسیٰ کے اپنی حیات تک رہے ویسا ہی تم بھی ہو مگر یہ البتہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبیؐ نہ ہوگا۔

اس تشبیہ سے تو صاف ظاہر ہے کہ جیسا حضرت ہارونؑ تا دم حیات حضرت موسیٰ کے شریک فی النبوت تھے ویسا ہی جناب امیرؑ بھی رسولؐ خدا کے شریک فی النبوت رہے ہاں البعد رسولؐ خدا کے نبی کا ہونا محال تھا جس کا انتشار حدیث میں ہوا ہے۔ پس جناب امیرؑ کو دعوے نبوت تو ہے نہیں خلافت بلا فصل کے مدعی ہیں تو کیا انصاف اسی امر کا مستدعی ہے کہ جو شخص حیات رسولؐ خدا میں شریک فی النبوت رہا ہو اُسے اُن کی خلافت بھی نہ ملے اور جانشینی ہو وبعیدی سے بھی محروم رہے آخر قصور کیا ہوا۔

جوہری صاحب - یہ حدیث خدا ہی نے آپ کی زبان سے نکلوائی ہے الحمد للہ خلافت تو درکنار جنابؑ رسولؐ خدا کے شریک فی النبوت ہو گئے - (حضرت موسیٰ کوہ طور سے واپس آئے تو حضرت ہارونؑ خلیفہ نہ رہے بلکہ نبی رہے) ہم کہتے ہیں اگر خلیفہ و نبیؑ دونوں رہے تو کیا مضایقہ کیونکہ شرکت فی النبوت میں خلافت ضروری امر ہے۔ حضرت موسیٰ رسول اللہ صاحب تم بعثت اور حضرت ہارونؑ نبیؑ

و خلیفہ حامی و مددگار معاون و جان نثار ایسا ہی جناب امیرؑ پر قیاس کرو کیونکہ جو حضرت ہارونؑ کو حضرت موسےٰؑ کے ساتھ نسبت تھی بعینہ جناب امیرؑ کو رسولؐ خدا کے ساتھ یکجہتی و برادری تھی۔ دیکھو حدیث نمبر ا ترمذی علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے۔ پھر اب مغائرت کجا جیسا حضرت موسیٰؑ کی واپسی پر حضرت ہارونؑ نبی و خلیفہ رہے ویسا ہی جناب امیرؑ بھی بعد معاودت رسولؐ خدا خلیفہ رہے اور شریک فی النبوت مثل حضرت ہارونؑ کے مزید براں کیونکہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے میرے بعد نبی نہ ہوگا مگر زمانہ حیات کے لئے کچھ استثنا نہیں کیا پس وہی مرتبہ جناب امیرؑ کا حیات رسولؐ خدا میں رہا جو حضرت ہارونؑ کا حضرت موسےٰؑ کے زمانہ میں ورنہ یہ تشبیہ ہی بے سود و بیکار ہوئی جاتی ہے۔

**سوال**۔ آپ کہتے ہیں اس قسم کی حدیث بسبب ہمرازی کے بیٹی یا دامادہی کو سپرد کیجاتی ہے پس جناب امیرؑ کا چند روز کے واسطے بطریق محافظ کے مقرر ہونا دلیل خلافت نہیں ہو سکتا۔

**جواب**۔ ہم کہتے ہیں یہ آپ کی سمجھ کا قصور ہے۔ حدیث میں منزلت ہارونی عطا ہوئی ہے محافظ چہ معنی دارد جیسا حضرت ہارونؑ کل امت موسوی کے خلیفہ و جانشین ہونے تھے ویسا ہی جناب امیرؑ بھی۔ اور یہ ہی دلیل خلافت بلافصل جناب امیرؑ کی ہے۔ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ؛ چشمہ آفتاب را چہ گناہ ؛

ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ سبھی اعزا و اقارب آنحضرتؐ کے موجود تھے جو بقول اہل سنت اہلبیت میں داخل سمجھے جا کر یکسی قابلیت رکھتے ہیں مثل جناب عثمان داماد رسولؐ خدا جناب ابوبکر و عمر جنکے داماد رسولؐ خدا تھے حضرت عباس و عبد اللہ و فضل رسولؐ خدا کے چچا و

چچازاد بھائی جناب زبیر پھوپی زاد بھائی وغیرہ - پھر تخصیص جناب امیرؑ کی کیا تھی کہ آپ ہی کو یہ منصب عالی عطا ہو کوئی خاص وجہ تو ضرور ہوگی کیونکہ محدثین و مورخین ناقلین فریقین کی شاہد حال ہیں کہ یوم بعثت رسولؐ خدا سے تا دم آخر کسی کو خطاب ہارونی بلا غیر حاضری رسولؐ خدا میں کل قوم کے خلافت و امامت مثل حضرت ہارون کے - وجہ قوی تر یہ ہے کہ خدا و رسولؐ خدا کو منظور ہوا کہ جناب امیرؑ رسولؐ خدا کے خلیفہ برحق حیات رسولؐ خدا میں ہی علی الاعلان مقرر کئے جائیں تاکہ بعد ممات رسولؐ خدا کسی کو مجال چون و چرا نہ ہو پس جب آنحضرت غزوہ تبوک کے عازم ہوئے تو حضرت امیرؑ کو مدینہ میں رہنے کا حکم دے کر تشبیہ ہارونی کا خلعت فاخرہ اُن کو پہنایا اور اپنا خلیفہ و جانشین دو نوعہد بنایا کیونکہ یہی موقع ہی ایسا تھا ورنہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آنحضرت کسی معرکہ جنگ میں تشریف لیگئے ہوں اور جناب امیرؑ ساتھ نہ ہوں اور مدینہ میں رہگئے ہوں - ہر جنگ میں مقدمۃ الجیش تھے علیؑ اور کیوں نہ ہوں جبکہ خداوند عالم نے قلع و قمع کفار نا ہنجار و مشرکان اشرار آپ ہی کی ذوالفقار شرربار ہدیہ خدا و رسولؐ مختار پر منحصر کردیا تھا جس کی نسبت بروز فتح خیبر جبرئیلؑ دکیل رب جلیل باآواز بلند کہہ رہے تھے لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفَقَار ؂ اور رسولؐ خدا و تمام صحابی موجود سُن رہے تھے دیکھو حدیث اہل سنت نمبر ۲ سند رحم رسالہ ہذا شاید آپ کہیں کہ جو غزوہ تبوک میں جناب امیرؑ ہمراہ نہ تھے تو اس کی وجہ وہی ہے کہ آپ کو منزلت ہارونی عطا ہوئی تھی اگر ساتھ جاتے تو حضرت ہارون کی تشبیہ کیونکر صادق آتی -

علاوہ اس کے اس غزوہ کی بنیاد ہی کیا تھی ادہر پہونچے اور اُدہر فتح ہوئی نہ لڑائی ہوئی نہ جھگڑا - رسولؐ خدا خود بھی نہ تشریف لیجاتے اور کسی کو بھیجدیتے تب بھی

فتح ممکن تھی مگر نہیں رسولؐ خدا کا تشریف لیجانا جناب امیرؑ کو خلیفہ و جانشین کر جانا مصلحت خدا و رسولؐ ہی تھی۔

**سوال**۔ آپ کہتے ہیں کتب سیر فریقین میں مرقوم ہے کہ حضرت ہارونؑ نے حیات حضرت موسیٰؑ ہی میں وفات پائی پھر خلافت کیسی۔

**جواب**۔ ہم کہتے ہیں بیشک ایسا ہوا حضرت ہارونؑ کا پہلے انتقال ہو گیا مگر یہ تو نہیں ہوا کہ حضرت موسیٰؑ کو طور سے واپس آئے اور حضرت ہارونؑ نے قالب کو خالی کیا بلکہ مدت تک زندہ رہ کر شریک فی النبوۃ رہے اور جب قضا آئی روح نے قالب کو چھوڑا گو حضرت موسیٰؑ کی حیات ہی میں سہی مگر جناب امیر بفضلہ صحیح و سالم دشمنان خدا اور رسولؐ کی سرکوبی و گفش زنی کے لئے زندہ و موجود رہے اور اسی طرح جیسا حضرت ہارونؑ خلیفہ و شریک فی النبوۃ موسیٰؑ تھے یہ بھی حیات رسولؐ خدا میں شریک فی النبوۃ و خلیفہ و بعد اُن کے بمثل حضرت یوشع بن نون و حضرت کالب بن یوقنا بلافصل خلیفہ رسولؐ ہوئے۔

یہ تو فرمایے کہ حضرت ہارونؑ تو بوجہ انتقال خلافت موسیٰؑ سے محروم رہے مگر جبکہ حضرت موسیٰؑ نے اپنی غیبت میں خلیفہ کیا تھا یہ کہو اپنی قوم اُن کے سپرد کی تھی تو اگر حضرت ہارونؑ زندہ رہتے تو امت موسیٰؑ کے خلیفہ و سردار ضرور ہوتے اور شریعت موسوی کی تکمیل کرتے لیکن جناب امیرؑ سے کیا قصور سرزد ہوا کہ رسالت محمدیؐ میں تاحیات شریک فی النبوۃ و خلیفہ رہ کر بعد ممات باوصف زندہ رہنے و بہمہ صفات موصوف ہونے کے خلافت بلافصل سے محروم کیے گئے آخر کوئی وجہ تو ہونی چاہیے۔ رسولؐ خدا نے تو

(لا نبیَّ بعدی) فرمایا ہو (لا خلافت بعدی) نہیں ارشاد کیا - رسول خدا کو حضرت ہارونؑ کے انتقال کی خبر تھی کہ حضرت موسیٰ کی حیات میں اُن کا انتقال ہوا مگر تشبیہ انھیں سے دی جو شریک فی النبوت وخلیفہ موسوی تھے پس کیسا غضب اور کیسی حق تلفی وحق پوشی ہے کہ جسے رسول اللہ اپنی حیات سراپا خیر وبرکات میں شریک فی النبوت اور اپنی غیبت میں خلیفہ وجانشین برحق بنائیں اُسے بعد وفات رسول کے اُمت مغفوبہ تعصب واغراض نفسانی سے باغوائے چند دنیا طلبان یوں معطل وبے کار کردے اور خلافت کے بھی لائق نہ سمجھے اور اپنی گوں کا خلیفہ تجویز کرے جس سے دنیاوی مناصب ومراتب ملنے کی اُمید ہو افسوس صد ہزار افسوس -

**سوال** - آپ کہتے ہیں حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے حقیقی بھائی تھے اور عمر میں کلان اور نبوت میں شریک اور گویائی میں افصح البیان - جب ان جملہ مراتب میں سے جناب امیر کو ایک بھی حاصل نہ تھا تو کیوں کر آپ خلیفہ بلا فصل ہو سکتے تھے -

**جواب** ہم کہتے ہیں یہ سوال رسول خدا سے کرنا چاہیے تھا - آپ کے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کیوں نہ پوچھا کہ یا حضرت جبکہ حضرت علیؑ میں حضرت ہارونؑ کے مراتب میں سے ایک بھی نہیں ہے تو آپ کیوں اُن سے تشبیہ دیتے ہیں اور مجھے جو آپ خلیفہ بنا چکے ہیں جس کی میری بیٹی صدیقہ گواہ ہے - اسے آپ کیوں بھول گئے مگر یہ خیال کیا ہوگا کہ تیرہ سو [۱۳۰۰] برس بعد ہمارے عاشق زار میاں جوہر صاحب پیدا ہوں گے وہ شیعوں سے پوچھ لیں گے - اب ہم سے سنیئے - یہ حدیث مخبر صادق کی ہے جن کا ہر کلام وحی الٰہی تھا جب حضرت علیؑ بمنزلہ حضرت ہارونؑ کے ہوئے تو سب مراتب ہارونی پر قبضہ بلا شرکت غیرے پا گئے - وہ حضرت موسیٰ کے حقیقی بھائی تھے - یہ رسول خدا کے چچازاد بھائی

وہ چچا کیسا جس نے رسول اللہ کی پرورش کی اور ہر حال میں سینہ سپر و جان نثار رہا پس آنحضرت نے انھیں حقوق عموی کی وجہ سے حضرت علیؑ کو اپنا بھائی و یار دین و دنیا دونوں کا بنا یا دیکھو حدیث نمبر ۲ ترمذی مندرجہ رسالہ ہٰذا - اور اس حدیث نے تو کچھ پردہ ہی نہ رکھا جیسے حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰ کے حقیقی بھائی تھے ویسا ہی حضرت علیؑ حضرت رسول خدا کے حقیقی بھائی ہو گئے کیونکہ آپ نے حدیث میں بمنزلہ ہارون کا لفظ فرمایا ہے نہ بمثل وغیرہ -

اور نبوت میں شریک ہونا بھی مثل حضرت ہارونؑ کے -

اور افصح البیان ہونا بھی غرضکہ جو مراتب و صفات ہارونی تھے بعینہ سب حضرت علیؑ کو مل گئے - اور یہ خدا کی دین ہے اس میں کسی کا اجارہ نہیں ہے ؎

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال ۔ کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری ہو جائے

عمر میں کلاں و خورد ہونا کچھ کیا بات ہے یہاں مدارج و مراتب کا ذکر ہے یا بڑائی و چھوٹائی کا - حضرت موسیٰ صاحب شریعت رسول اللہ تھے حضرت ہارونؑ باوصف عمر زیادہ ہونے کے نبی شریک فی النبوت و خلیفہ تھے پھر عمر زیادہ ہونے کی کیا فضیلت ہوئی حضرت علیؑ کا افصح البیان ہونا اگر تاریخیں و روایتیں دیکھو تو معلوم ہو - حال کی تصنیف تنقید الکلام مصنفہ مسٹر امیر علی صاحب بیرسٹر ایٹ لا جج ہائی کورٹ کلکتہ سنی المذہب نے حضرت علیؑ کو اعلم الناس بعد رسول خدا کے تاریخوں روایتوں سے چھان بین کر کے لکھا ہے -

مولوی عماد الدین سنی المذہب جو عیسائی ہو گئے ہیں اعجاز قرآنیہ میں لکھتے ہیں کہ حضرت علیؑ کے اقوال کلام اللہ سے بلاغت و فصاحت میں بڑھے ہوئے ہیں اور

قول حضرت علیؓ اور کلام اللہ کی آیتیں لکھ کر دکھلا دیا ہے مگر ہم اس پر اعتماد و اعتقاد نہیں رکھتے کہ کلام اللہ پر کسی کے کلام کو سبقت ہو ایک محقق کا خیال ذکر کرتے ہیں اور بہت سی روایتیں صد ہا حدیثیں حضرت علی کی افصح البیانی کی تصدیق کرتی ہیں مگر ان سب کو طاق پر رکھ دو اور مخبر صادق کے قول پر اعتماد کرو۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا یہ حدیث مقبول فریقین ہے اور شہرت عام رکھتی ہے اللہ بس باقی ہوس۔

**سوال** ۔ آپ کہتے ہیں حضرت رسول خدا نے جو تشبیہ کہ جناب امیرؑ کو حضرت ہارون سے دی ہے اس سے ثابت ہے کہ جیسے حضرت ہارون حضرت موسیٰؑ کی حیات میں خلیفہ تھے ویسے ہی جناب امیرؑ بھی حیات مبارک رسول خدا میں خلیفہ رہے ہوں چونکہ بعد وفات حضرت موسیٰؑ حضرت یوشع بن نون و حضرت کالب بن یوقنا خلیفہ ہوئے اُسی طرح سے بعد وفات رسولؐ خدا حضرت صدیق اکبر خلیفہ ہوئے۔

**جواب** ۔ ہم کہتے ہیں جناب امیرؑ حضور رسولؐ خدا میں شریک فی النبوت و خلیفہ اور غیبت میں خلیفہ مطلق رہے تشبیہ سے یہی ثابت ہے پس بعد وفات رسول خدا وہی مستحق خلافت کے ہونگے جو حضور میں شریک فی النبوت و خلیفہ و غیبت میں خلیفہ مطلق رہے ہیں ابوبکر کا خلیفہ ہو جانا اور حضرت علیؑ کا خلافت سے محروم ہونا جہلا اور نادان آدمیوں کا جوڑ توڑ ہے۔ یہی تو ہم پوچھتے ہیں کہ رسولؐ خدا کی حیات میں بقول آپ کے جو خلیفہ رہا ہو بعد وفات اُس کی خلافت پر کیوں نہ اجماع ہوا اور رسولؐ خدا کے حیات کی خلافت کیوں ہیچکارہ سمجھی گئی آپ

کھین گے مسلمان راضی نہ ہوئے ۔ ہم کہتے ہین مسلمانون کو بھاڑ مین جھونکو۔
آپ کے صدیق نے جو ہر قول رسول خدا کی نسبت صدقت یا رسول اللہ کہتے رہے
کیون نہ جاہلون کو سمجھایا اور حدیث کے معنی و مطالب ذہن نشین کئے۔
تک خود ہی خلیفہ بن بیٹھے ۔ سبحان اللہ ۔ این کار از تو آید و مردان چنین کنند بھلا
جوہری صاحب یہ تو فرمائیے کہ اس حدیث سے اور ابوبکر سے کیا لگاؤ و مناسبت
ہے جو حضرت یوشع بن نون کی طرح خلیفہ ہوگئے کیا حضرت یوشع بھی چند جاہلون
کے اجماع سے خلیفہ ہوئے تھے ۔ یا اُن کو خود حضرت موسیٰ نے اپنا خلیفہ کیا
تھا یہی تو بھید ہے کہ امامت و خلافت من جانب اللہ و رسول ہوتی ہے جیسا حضرت
یوشع و حضرت علی خلیفہ و جانشین ہوئے دوسرون پر اجماع ہوا تو ہوا کرے اُس اجماع
کی حقیقت ہی کیا ہے جس مین قوم کے شرفا و نجبا شامل نہون ۔ دیکھو حدیث مسند جبل
ذیل امام احمد انس بن مالک سے روایت کرتے ہین کہ ہم نے سلمان فارسی سے
کہا کہ رسول خدا سے پوچھو کہ اُن کا وصی کون شخص ہے پس سلمان فارسی نے
رسول خدا سے پوچھا حضرت نے فرمایا کہ موسیٰ بن عمران کا کون وصی تھا سلمان نے
جواب دیا کہ یوشع بن نون فرمایا میرا وصی میرا وارث میرے وعدہ کا وفا کرنے
والا علی ابن ابی طالب ہے پس اب تو کوئی شک باقی نرہا ۔ اور آپ کے صدیق دودھ
کی مکھی کی طرح خلافت سے الگ ہوگئے کیونکہ یوشع بن نون کا بھی مرتبہ جناب امیر
ہی کو ملگیا

**سوال** آپ کہتے ہین جب رسول خدا نے (انہ لا نبی بعدی) کو کہ جملہ خبریہ ہے
استثنا فرمایا تو منصب یعنی نبوت درصورت حیات حضرت ہارون ابعد ممات

حضرت موسیٰ نبی ہرگز جدا نہ ہوتا جیسا کہ بسبب استثنا کے جناب امیر سے قطعاً جدا رکھا۔

**جواب** ہم کہتے ہیں۔ ہم نہ مثل خبریہ جانیں۔ نہ جبریہ و قدریہ۔ صاف بات یہ ہے کہ حضرت موسیٰ کے بعد نبی ہوئے ہیں۔ حضرت رسولِ خدا خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد رسول و نبی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے (انّہٗ لا نبی بعدی) فرمایا کہ حضرت علیؑ کو بعد میرے کوئی نبی نہ سمجھے مگر خلیفہ جو میں نے اپنی حیات ہی میں کر دیا ہے۔ سو یہی حضرت علیؑ کو دعوےٰ تھا اور اُن کے تابعین کو اب تک ہے کہ جب آپ حیاتِ رسولِ خدا میں خلیفہ ہوئے تو بعد وفات بدرجہ اولےٰ جانشین و وصی و ولیعہد و خلیفہ کا منصب آپ کو ملا۔ استثنا نبوت کا ہوا ہے نہ خلافت و امامت کا جدائی نبوت سے ہوئی ہے نہ کہ خلافت سے تمہاری اُلٹی سمجھ ہے جملہ خبریہ کو وظیفہ بناؤ اور شہد لگا کر چاٹو۔ حضرت ہارونؑ زندہ رہتے تو بعد حضرت موسیٰ کے خلیفہ ہوتے حضرت علیؑ حیات میں بھی خلیفہ رہے اور وفات کے بعد بھی خلیفہ بلافصل۔ ہر کہ شک آرد کافر گردد۔

**سوال** ۔ آپ کہتے ہیں دلو فرضنا۔ حضرت ہارونؑ بعد حضرت موسیٰ کے زندہ بھی رہتے بلاشبہ رسولِ مستقل رہتے اور بدستور دیگر انبیاء اللہ کے ضروری تبلیغ احکام شریعت فرماتے چونکہ جناب امیر میں یہ صفت نہ تھی پھر استحقاق خلافت کیسا۔

**جواب** ۔ ہم کہتے ہیں حضرت ہارون اگر زندہ رہتے جو خدا حکم دیتا وہ کرتے

(ضروری تبلیغ احکام شریعت کرتے) خدا کو علم ہے کیا کرتے کیا نہ کرتے - ہاں یہ خیال میں آتا ہی تکمیل شریعت موسوی کرتے (کیونکہ حضرت موسےٰ کی خلافت اُن کو ملتی) پس جبکہ حضرت علیؑ میں صفت خلافت موجود تھی اگر انکو تم لوگ اَطِیعُوا اللّٰہَ وَاَطِیعُوا الرَّسُولَ پر عمل کرکے خلیفہ بناتے تو تکمیل شریعت محمدی کرتے اور خدا کے احکام و رسولؐ اللہ کے فرمان پر پورا پورا عمل ضروری ہوتا اسلام میں جو رخنہ پڑا اور بہتر ۷۲ فرقہ ہوگئے یہ کچھ نہ ہوتا سب کو سیدھی راہ ملجاتی گمراہی کا طریقہ بند ہوجاتا احکام خدا میں تاویلیں بیجا - احادیث نبوی کی توضیحیں رنگ نہ لاتیں اسلام ایک ڈہرے پر لگ جاتا جس سے جنت کا رستہ قریب تھا غرضکہ سب کچھ ہو رہتا اور اسلام اپنا آپ ہی نظیر بنتا مگر ہاں دنیا نہ تھی جسپر اُمّت فریفتہ ہوئی - دین تھا جس سے روگردانی کی بس یہی بات تو تھی کہ دنیا طلبوں نے حضرت علیؑ کو اپنی گون کا نہ پایا اور رسولؐ خدا کا انتقال ہوتے ہی یاروں نے بساط خلافت بچھا کر زمانہ کا رنگ بدل ہی دیا اور ایک نئی دنیا قائم کر دی -

**سوال** - آپ کہتے ہیں حدیث شریف میں استثنا منقطع موجود ہے اگر اس کو شیعہ استثنا متصل خیال کریں تو اس صورت میں حدیث رسولؐ خدا کی صریح تکذیب ہوتی ہے قطع نظر ان جملہ امورات کے کہ شیعہ بتادیں کہ حدیث موصوفہ میں کونسا لفظ ایسا ہے جس سے نفی خلافت خلفاء ثلثہ و اثبات امامت جناب امیرؑ پائی جاتی ہو ہاں اگر فی وقت من الاوقات کہا جاوے تو یہ عین مذہب سنت والجماعت کا ہی -

**جواب** - ہم کہتے ہیں استثنا منقطع ہو یا غیر منقطع یا اور کچھ مگر

نبوت سے استثنا ہی خلافت سے نہین ہی - اور بعد رسول خدا کے نہ کہ حیات مین پس اہل حق حیات رسول خدا ہی سے خلافت حقہ جناب امیر کے قائل ہین جیسا تم کو بھی عذر نہین ہے کہ حیات رسول خدا مین جناب امیر خلیفہ تھے - پس خلافت جناب رسول خدا کا سلسلہ تا دم آخر حیات و بعد ازان بعد وفات رسول خدا حیات جناب امیر کے دم آخرین تک قایم رہا - اس کا استثنا حدیث مین نہین ہے - اور وہی (لفظ بمنزلہ ہارون) مندرجہ حدیث لہذا نفی خلافت خلفا ثلثہ پر دلیل کافی و وافی ہی - کیونکہ جب خلافت کا سلسلہ حیات اور بعد وفات بدستور قایم رہا - پھر غیر کی گنجایش کجا - سبحان اللہ فی وقت من الاوقات کی خوب ہی دل بھلاوہ کہانی ہے جیسے سنکر بچے شیر خوار بھی ہنستے ہین ع یہ خوش گفت است سعدی در زلیخا - ابھی تو آپ ابوبکر ہی کی خلافت ثابت کر رہے تھے - اب ثانی و ثالث کدہر سی آکودے بیل نہ کودا کودی گون - یہ تماشا دیکھے کون - حدیث حضرت علیؑ کی شان مین شرکت فی النبوت و خلافت فی غیبت اُن کی ذات خاص سے مختص آپ کے خلفا ثلثہ تو اس سے مشرق و مغرب کا فاصلہ رکھتے ہین مگر ہان خلافت ترتیبی کے خیال نے آپ کو فی وقت من الاوقات کہنے کا موقع دیا ہے - اب ہم آپ سے خصوصاً اور تمام دنیا کے سنیون سے عموماً پوچھتے ہین کہ خلافت جناب امیرؑ کی جو حیات مین تا دم واپسین رسول خدا رہ کر جس کے تم بھی قائل ہو گئے ہو بعد وفات کے ۲۵- ۲۶- برس تک کیون معطل و بیکار ہو گئی اور فی وقت من

الاوقات پر منحصر کرنے کی کیا وجہ کیا کوئی استثنا حدیث میں ہے کہ ابو بکر عمر عثمان جب خلافت کر لینگے تب جناب امیر کی طرف پھر خلافت رجوع کرے گی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ برین عقل و دانش بباید گریست۔

اب سنئے شان نزول اس حدیث مقدس کی جو آپ نے بیان کی ہے (کہ جناب امیر کو واسطے نگرانی اپنی بی بیون و بچون کے مدینہ طیبہ میں محافظ مقرر فرمایا۔ کفار اشرار نے طعن کی اس پر آپ نے رسول خدا سے عرض کیا کہ آپ مجھے عورتون و بچون پر خلیفہ کرتے ہین) تب یہ حدیث آنحضرت نے فرمائی شاید ایسا ہوا ہو مگر اس حدیث نے تو کفار اشرار و ان کے ہم خیال و ہم زبان کی طعن کو خاک مین ملا دیا اور جناب امیر کو تاج ہارونی پہنا کر تخت شرکت فی النبوت و خلافت بلا فصل پر بٹھا دیا۔ پھر بھی وہی عورتون و بچون کی محافظت جیسا انکو اب تک اسی قول کفار اشرار پر اصرار ہے اور حدیث نبوی سے انکار پس نہین معلوم آپ کیسے مسلمان ہین کہ قول کفار کے مصدق و مخبر صادق کی حدیث کی مکذب ہو

گر تو قرآن بدین نمط خوانی ببری رونق مسلمانی

کیا حضرت موسے نے حضرت ہارون کو یہی حکم دے کر خلیفہ مقرر کیا تھا کہ عورتون و بچون کے لئے آٹا دال نمک تیل بازار سے لا دینا اور در و دروازہ ہر رہ گزار کی محافظت کرنا یا رسول خدا نے حضرت علی سے فرمایا تھا کہ تم کو بمنزلہ ہارون خلیفہ تو کر جاتے ہین مگر بجز محافظت عورتون و بچون کے اور کچھ نہ کرنا جیسا اہل سنت کی کتابون مین لکھا ہے کہ عبد اللہ ابن مکتوم کو امامت نماز

کا حکم دیا تھا واعجبا تنقیص شان و منزلت حضرت علی میں کیسی بےسروپا باتیں بنائی جاتی ہیں اور ایسی تاویلیں اور توجیہیں کر کے حکم خدا اور رسولؐ میں قائم کیجاتی ہیں جن سے آیت و حدیث کے معنے و مطالب اُلٹ پلٹ جاتے ہیں مگر کچھ ہی ہو اہل سنت کو خلافت ابوبکر ہی مان لینا واجب ہے۔ عبداللہ ابن مکتوم کی پخر اس حدیث میں اس لئے لگائی گئی ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ حضرت علیؑ نماز بھی پڑھاتے تھے ورنہ مثل امامت نماز ابوبکر جو خلافت کی جڑ بنائی گئی ہے حضرت علیؑ بھی امام جماعت بن کر خلیفہ نہو جائیں پس کوئی نہ کوئی روڑا چلتی گاڑی میں اٹکا دینا چاہتے تھے۔ امامت نماز کی اصلیت و وقعت ہم نے بحث امامت نماز میں لکھدی ہے کہ رسولؐ خدا نے خود ہی عبدالرحمن ابن عوف کے پیچھے نماز پڑھ لی اور مرض الموت میں آپ نے امامت نماز کے لئے کسی کی قید نہیں لگائی یہ فرمایا۔ (کسی کو کہدو نماز پڑھادے) پس غزوہ تبوک کو جاتے وقت آنحضرتؐ نے حضرت علی کو بمنزلہ ہاروںؑ خلیفہ و جانشین کیا جیسا کہ حضرت ہاروںؑ کل قوم پر سردار و خلیفہ مطلق ہوے ویسا ہی حضرت علی بھی سردار و خلیفہ مطلق ہوے پھر یہاں عبداللہ ابن مکتوم کی کہاں گنجائش رہی اور امامت نماز اس بیچارہ کو کیونکر نصیب ہوئی ہاں اگر اس حدیث میں امامت نماز کا استثنا ہوتا تو ہم ہاں بھی لیتے اور کہتے کہ جب امامت نماز کی وقعت ہی کچھ نہیں ہے رسولؐ خدا عام مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے اور حکم دے کہ کسی کو کہدو نماز پڑھادے۔ تو یہ استثنا چہ معنی دارد۔ بات یہ ہے کہ خلافت مطلق جناب امیرؑ میں عبداللہ ابن مکتوم نے کبھی بحکم آپ کے نماز پڑھادی ہوگی اُس پر یہ بات کا بتنگڑ بنایا گیا ہے ورنہ کچھ اصل نہیں۔ اسی سے جوہر صاحب نے اس امامت کا ذکر ہی نہیں کیا کہ کون ایسی بےسروپا بات

کھکر خجالت اٹھاوے۔

حدیث خُم غدیر یا معشر المسلمین الست اولی بکم من انفسکم قالو بلی۔

قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ

اے گروہ مسلمانان مقرر ہے کہ مجھکو جان اپنی سے زیادہ دوست رکھتے ہو تم پس جو کوئی مجھکو دوست رکھے علیؑ کو دوست رکھے بارخدایا دوست رکھ اُس شخص کو جو دوست رکھے اُس کو اور دشمن رکھ اُس کو جو دشمن رکھے اُس کو۔ غضب تو یہہ ہے کہ تم حدیث کو کاٹ چھانٹ کر اپنے مطلب کے مطابق بنا لیتے ہو اور جو جی میں آیا معنی بیان کر کے اناپ شناپ بکے جاتے ہو۔ حدیث کے پورے فقرات تو لکھہ دیتے جو اہل سنت کی کتابوں میں لکھے ہیں اور اُن پر پھیر اپنی بڑ ہانکتے۔ اہل سنت نے معنوں میں اُلٹ پھیر کیا ہے مگر فقرے پورے لکھے ہیں تم ان میں بھی تصرف کرتے ہو۔ نہ خوف از خدا و نہ شرم از رسولؐ۔

حدیث صحیح۔ عن البراء بن عازب و زید بن ارقم ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نزل بغدیر خم اخذ بید علی فقال الستم تعلمون انی اولے بالمومنین من انفسہم قالو بلے قال الستم تعلمون انی اولے بکل مومن من نفسہ قالو بلے۔ فقال اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ

فلقیہ عمر بعد ذالک فقال ھنیئا یا ابن ابیطالب اصبحت وامسیت مولی کل مومن ومومنۃ رواہ احمد وفی روایۃ لہ اللھم انصر من نصرہ واخذل من خذلہ واحب من احبہ وابغض من ابغضہ -

ترجمہ بلفظہ امام احمد برا ابن عازب سے روایت کرتے ہین کہ رسول خدا جب غدیر خم (ایک بستی کا نام ہی) پر اُترے تو علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے لوگو کیا تم نہین جانتے کہ مین مومنین کے ساتھ اُن کی جانون سے زیادہ مہربان اور دوست ہون - حاضرین بولے جی ہان ہم خوب جانتے ہین - پھر فرمایا کیا تمھین معلوم نہین کہ مین ہر مومن کے ساتھ اُس کی جان سے زیادہ مہربان ہون - لوگون نے کہا ہان آپ ایسے ہی ہین - بعد آنحضرت نے فرمایا - خداوندا جسے مین دوست رکھتا ہون علیؑ اُس کا دوست ہے - بارخدایا جو علیؑ کو دوست رکھے تو اُسے دوست رکھ - اور جو اُس سے دشمنی کرے تو بھی اُس کو دشمن جان -

اس کے بعد حضرت عمر نے حضرت علیؑ سے ملاقات کرکے فرمایا اے ابوطالب کے بیٹے تمھین خوشی ہو تم ہر وقت صبح و شام ہر مومن مرد اور مومن عورت کے دوست ہو - اور امام احمد کی ایک روایت مین یون آیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا بار خدایا جو علیؑ کی مدد کرے تو اُس کی مدد کر اور جو اُسے رسوا کرنا چاہے تو اُسے ذلیل کر اور جو اُسے دوست رکھے تو اُس کو دوست رکھ اور جو اُس سے دشمنی کرے تو اُس کا دشمن ہو -

یہ حدیث و ترجمہ اہل سنت کی کتابون مین لکھا ہے جسے آپ نے براہ تعصب

و دشمنی ترمیم و تنسیخ کر کے مختصر الفاظ پر محدود کر دیا ہے۔ ہماری غرض پوری حدیث لکھنے سے آپ کی خیانت و بددیانتی ثابت کرنا ہے اور یہہ دکھانا ہے کہ آپ کی باتین سب ایسی ہی بے سر و پا مکر و تزویر کی تصویر ہین خدا آپکے مکر سے لوگون کو بچائے اور اپنی حفظ و امان مین رکھے۔

پہلے ہم من کنت مولاہ فعلیٌ مولاہُ کے معنی پر بحث کرتے ہین کہ آیا اِس کے کیا معنی اور مطالب ہین مولیٰ کے معنے اُلٹنے اور اپھیر کرنے مین اہل سنت نے بہت ہی کچھ پیچ و تاب اور اضطراب و اضطرار ظاہر کیا ہے مگر کچھ بن ہی نہین پڑتی۔ اب آخر زمانہ مین مولیٰ کے معنے دوست کے بیان کئے گئے ہین۔ مگر اِس پر بھی اتفاق نہین کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ۔ اصل یہ ہے کہ اگر مولیٰ کے معنے صحیح لئے جاوین تو البتہ حق بات سبھی کی زبان سے نکلے مگر جبکہ حق سے انحراف ہی پر کمر باندہ لی تو پھر جو چاہین کہین کوئی کسی کی زبان نہین پکڑتا۔ اور مفسرون کو جانے دو اِسی حدیث کے ترجمہ پر اور اپنے ترجمہ پر غور کرو تم کیا کہتے ہو اور اِس حدیث کا مفسر و مترجم کیا کہہ رہا ہے تم کہتے ہو۔ اے گروہ مسلمانان مقرر ہے کہ مجھکو جان اپنی سے زیادہ دوست رکھتے ہو تم پس جو کوئی مجھکو دوست رکھے علیؑ کو دوست رکھے۔

مترجم حدیث کا ترجمہ۔ علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے لوگو کیا تم نہین جانتے کہ مین جو مومنون کے ساتھ اُن کی جانون سے زاید مہربان ہون۔ یہی بات سنکر فرمایا کر فرمایا خداوندا جسے مین دوست رکھتا ہون علیؑ اُس کا دوست ہے اب خیال کیجے زمین اور آسمان کا فرق ہوگیا۔ ایسا ہی اور کسی سے ہونے

کے معنے پوچھیے تو دوسراہی راگ الاپے گا۔ بہر حال نہ یہ درست ہے نہ وہ نہ دوستی کے معنے سوائے الگ حضر تک ہو سکتے ہیں اسی حدیث کے آخر فقرہ میں (واحب من احبہ) جو اُسے دوست رکھے تو اُسے دوست رکھ۔ لکھا ہی۔ اب فرمائے ایک ہی حدیث میں ایک جگہ دوست رکھنے کو من کنت مولٰی اور دوسری جگہ واحب من احبہ کہا جاتا ہی یہ کیسے معنی میں بالکل ہی شرم نہیں رہی اور ابوبکر کی خلافت نے ایسا مخمور کر دیا کہ آنکھ ہی نہیں کھلتی۔

تمام حدیثیں رسولؐ خدا کی جو کتب اہل سنت میں مسطور و مذکور ہیں ہم نے ایک میں بھی دوست کو سوائے کے معنے میں نہیں دیکھا اور نہ کہیں نشان و پتہ ہی۔ حضرت علیؑ کے فضائل میں جو حدیثیں لکھی ہیں۔ اُن میں حسب ذیل فقرات لکھے ہیں بطور نمونہ پیش کیے جاتے ہیں۔ ترمذی میں حضرت ام سلمہ سے روایت ہی لایحب علیاً منافق نہیں دوست رکھتا علیؑ کو منافق۔

حدیث جنگ خیبر بریدہ سے یحب اللہ ورسولہ۔ علیؑ کو خدا و رسولؐ دوست رکھتے ہیں۔ امام احمد مطلب بن عبد اللہ حنطب سے روایت ہی لایحبہ الا مومن فمن احبہ فقد احبنی ومن احبنی ادخلہ اللہ الجنۃ علیؑ کو دوست نہیں رکھتا مگر مومن جس نے اُسے دوست رکھا اُس نے مجھے دوست رکھا۔ اور میرا دوست رکھنے والا جنت میں داخل ہوگا۔

عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہے رسولؐ خدا نے فرمایا من احبک فقد احبنی جس نے علیؑ کو دوست رکھا اُس نے مجھے دوست رکھا۔

مسلم میں زر بن جیش سے روایت ہو لا یحبنی الا مومن علیؓ کو
مومن کے سوا کوئی دوست نہ رکھیگا۔

پس حدیثون مین دوست کے معنون مین یہہ الفاظ مستعمل ہوئے ہین اور قرآن
مجید مین ان اللہ یحب المحسنین ولا یحب اللہ وغیرہ موجود ہین پھر
خاص کیا وجہ ہے کہ اسی حدیث غدیر مین مولے کے معنے دوست کے لئے
جاتے ہین حالانکہ اس مین بھی احب من احبہ دوست کے لئے موجود ہے
بھائیو کلام خدا کلام رسول اللہ دیکھو صدہا جگہہ پر دوست کے معنون مین یہی الفاظ
ملین گے۔ اگر مولے کے لفظ پر دوست کے معنے رسول خدا کی حدیث
سے کوئی ثابت کردے بجز اس حدیث غدیر کے تو ہم ہارے۔ ہم سچ کہتے ہین کہ
کہین بھی ایسا لفظ نہین ہے جو مولے کے معنے دوست پر صادق آوین۔ آخر
حق پوشی و دین فروشی کی کچھ انتہا بھی ہے۔ جبکہ صدہا حدیثین رسول خدا نے
حضرت علیؓ کی شان مین فرمائین جن مین آپ سے دوستی رکھنے کی تاکید کی
ہے اور تمام فضائل و مناقب آپ کے علے روس الاشہاد بیان کردئے
تو اب اس حدیث دوستی کے فرمانے کی کیا ضرورت رہی ہان یہہ بات ہے کہ اس
مین برخلاف اور حدیثون کے مولے کا لفظ استعمال کیا تو ضرور کوئی وجہ خاص
ہونی چاہئے اور یہہ بھی ظاہر ہے کہ یہہ حدیث تشریف وفات سے دو ہی مہینے
قبل کی ہے اور حجۃ الوداع کی مراجعت مین جس کے بعد نہ کوئی حج ہوا نہ کہین
کا سفر بلکہ آنحضرتؐ کا دو مہینے بعد انتقال ہی ہوگیا۔ ایہ الیوم اکملت لکم دینکم
و اتممت علیکم نعمتی بھی نازل ہوچکا یعنی دین کا کمال اور نعمتون کا

بہم ہونا - پس اب کیا باقی رہا صرف خلافت یعنی رسول خدا کی نیابت
اور قائم مقامی جسے خدا و رسول ہی کی جانب سے مقرر ہونا واجب بلکہ فرض عین
تھا - جو اہل سنت قاموس و منتخب وغیرہ کتب لغات کا حوالہ دیتے ہیں کہ
مولےٰ کے معنے مالک و غلام و دوست و ناصر وغیرہ ہیں پس کیا ضرور ہے
کہ مالک ہی کے معنے لیے جاویں اور دوست وغیرہ کے نہیں - ہم
کہتے ہیں بیشک مالک و سرداری کے معنے سمجھنا چاہیے اور ہیں بھی یہی
کیونکہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جس کا میں مولےٰ ہوں اُس کا علی مولےٰ ہے
پس ضرور ہے کہ اِس حدیث میں جو مولےٰ فرمایا ہے وہ سرداری سے مراد ہے -
دوست وغیرہ کوئی بھی موزوں و مناسب حال نہیں ہیں - اہل سنت کی
لغات کا کیا اعتبار صدہا برس بعد بنائی گئی ہیں جو معنے مناقض سرداری تھے
رکھ دیے گئے ہاں محاورہ عرب مولےٰ غلام کو بھی کہتے ہیں - مگر یہاں غلام
سے مراد ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ ایسا سمجھنا خبط سراپا بے ربط ہے - پس
سردار اور مالک کے معنے مناسب حال ہیں سو وہی لیے جاویں گے -
ہم دعوے کرتے ہیں کہ جب رسول خدا نے صدہا حدیثوں میں دوستی
کے لفظ کو احب - ۱۹ یحب - ۱۹ یحبہ - من احبنی - احبک ۱۹
یحبنی فرمایا ہے تو پھر اِس حدیث غدیر کے مولےٰ کا لفظ بھی دکھانا چاہیے
جس کے معنے دوست کے لیے گئے ہوں - جس کا یہ کلام ہے اُسی کے
قول کی نظیر چاہیے - لغت کس جانور کا نام ہے - ہم کو مخبر صادق کے کلام معجز
نظام پر عمل چاہیے جس سے صاف اور صریح مولےٰ کے معنے مالک

اور سردار کے ظاہر ہونے مین اور بیشک وشبہہ یہی ہین۔

**سوال** ۔ آپ لکھتے ہین اس حدیث کو مورخین اور اہل سیر نے اسطرح لکھا ہے کہ صحیح قصہ صرف اسقدر ہے کہ حضرت رسولؐ خدا نے جب حجۃ الوداع سے مراجعت فرمائی اور اپنے قیام مقام خم غدیر مین کہ یہہ موضع درمیان مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے واقع تھے کیا وہان بعض اشخاص نے ہمراہیان جناب امیرؑ سے جو لشکر گروہی جناب موصوف کے ہمراہ یمن پر مامور ہوئے تھے شکایت جناب امیرؑ کی حضور مین رحمۃ العالمین کے کی حضرت نے بہ نظر دور اندیشی کے اپنے دل مبارک مین خیال فرمایا کہ اگر ماتحت لوگ اپنے افسر سے ایسی ہی بدگمانیان کرینگے تو انتظام اسلام مین یقیناً خلل واقع ہوگا اور بسبب پیش بینی کے حضرت نے یہہ بھی مصلحت سمجھا کہ اگر خاص شاکیون سے ہی کہا جاوے گا تو عام لوگ متنبہ نہونگے اس لئے خیرخواہ عالم و برگزیدہ عالمیان نے خطبہ عام فرمایا تاکہ تمام حضار کو معلوم ہوجاوے کہ جو کوئی اپنے افسر کے نسبت ذرہ برابر بھی گستاخی کرے گا وہ مصداق حدیث موصوف بالا کا ٹھہرے گا۔

**جواب** ۔ واہ میان جوہر صاحب آپنے خوب ہی کہانی چرب زبانی سے سنائی بہت دل خوش ہوا۔ مگر جبکہ کسی راوی کا نہ نام ہے نہ کتاب کا حوالہ پھر کیونکر ایسی کہانیون پر لوگ اعتبار کرینگے۔ مرد خدا کبھی تو سچ بولو لعنت اللہ علی الکاذبین۔

امام احمد عمرو بن شارش سے روایت کرتے ہین کہ مین حضرت علیؑ کے

ساتھ یمین کیطرف گیا انھون نے مجھ پر کوئی زیادتی کی بات کی جب مدینہ مین آیا تو علی کی شکایت مسجد مین لوگون سے کی اور اس شکایت کی خبر رسول اللہ کو پہونچی۔ پس کے بعد ایک دن مسجد مین گیا اور رسول خدا مسجد مین اپنے یارون کی جماعت کے ساتھ تشریف رکھتے تھے۔ مجھے آپ گھورنے لگے اور فرمایا اے عمر و خدا کی قسم تو نے مجھے ایذا دی مین نے کہا اے رسول خدا مین آپ کے ایذا دینے سے خدا سے پناہ مانگتا ہون فرمایا کیا تجھے معلوم نہین کہ جس نے علی کو ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی۔

امام احمد نے عمران بن حصین سے روایت کی کہ رسول خدا نے ایک لشکر بھیجا اور اُس پر علی ابن ابیطالب کو امیر بنایا اور وہ لشکر مین گئے پھر غنیمت کے مال مین سے اُنھون نے ایک لونڈی لے لی لوگون نے اُسے بُرا جانا اور چار صحابیون نے آپس مین معاہدہ کیا کہ جب رسول خدا کے پاس جائینگے تو اس کی خبر کرینگے پھر جب وہ آپ کے پاس آئے تو ان چارون شخصون مین سے پہلے نے کھڑے ہو کر کہا یا رسول خدا دیکھتے علیؑ ابن ابیطالب نے ایسا ایسا کیا آنحضرتؐ نے اُس سے مُنھ پھیر لیا۔ پھر دوسرے نے کھڑے ہو کر اُسی طرح کہا آپ نے اُس سے بھی مُنھ پھیر لیا۔ پھر تیسرا اور چوتھا کھڑا ہوا آپ نے اُن دونون سے بھی اعراض کیا۔ پھر رسول خدا اُنکی طرف متوجہ ہوئے اور غصہ کے آثار آپ کے چہرۂ مبارک مین پہچانے جاتے تھے پھر فرمانے لگے تم علیؑ سے کیا چاہتے ہو اور یہ کلمہ تین مرتبہ فرما کر کہا علیؑ مجھ سے ہے اور مین علیؑ سے ہون علیؑ کے سوا کوئی میرا قرض ادا نہ کرے۔

کیون میان جوہر صاحب یہ قصہ تو مدینہ طیبہ اور مسجد نبویؐ کا ہے آپ نے خم غدیر

میں کہاں جا کھینچا ع ببین تفاوت رہ از کجاست تابکجا۔ دروغ گورا حافظہ نباشد
بس سنا تعقبین نے انھیں دو موقعوں پر حضرت علیؑ کی شکایت کی ہے حدیثوں سے
یہی پایا جاتا ہے۔ اگر کسی مورخ متعصب نے مثل آپ کے کوئی جھوٹی روایت
لکھ دی ہو تو بمقابلہ حدیث کے مورخ کے قول کا اعتبار نہیں ہو سکتا۔

آپ کا یہ قیاس صحیح ہوگا کہ بسبب مثل مذکور کے حضرت نے بمصلحت یہ کہا
کہ اگر خاص شاکیوں سے ہی کہا جاوے گا تو عام لوگ متنبہ نہ ہونگے اس لئے
خطبہ عام فرمایا۔ الحمد للہ کہ اُن عام میں آپ کے خلفائے ثلثہ بھی شامل تھے
تبھی تو جناب عمر خطاب نے حضرت علیؑ کو مبارکباد دے کر کہا کہ اے ابیطالب
کے بیٹے مبارک ہو کہ تم ہر صبح و شام ہر مومن مرد و ہر مومن عورت کے مولےٰ ہو جس میں
جناب عائشہ صدیقہ و حفصہ بھی داخل ہو گئیں۔

**سوال**۔ آپ لکھتے ہیں اس کی مثال ایسی کہ کوئی تحصیلدار چند چپراسیوں کے ساتھ
اپنے جمعدار کو تحصیل مال کے لئے بھیجے چپراسی کام میں غفلت کریں یا تحصیلدار سے جمعدار
کی جھوٹی شکایت کریں تو تحصیلدار کو ضرور ہے کہ اپنے ماتحت کے کل ملازمان کو جمع
کرکے عام حکم سنا دے کہ اگر کوئی اپنے افسر کی اطاعت میں کمی کرے گا تو وہ
مجرم قرار پاوے گا۔ اس لئے کہ اہانت جمعدار عین اہانت تحصیلدار ہے
مگر مراتب فیمابین میں زمین آسمان کا فرق ہے اسی طرح سے مراتب رسولؐ خدا
اور حضرت عمر تیغے میں بعد المشرقین کا فرق ہے۔

**جواب**۔ ہم کہتے ہیں آپ یہ رائے اپنی حکام بورڈ کے پاس بھیجے وہ
قانون مال میں داخل کر دینگے آپ کو کچھ انعام بھی ملجائے گا۔

آپ سن چکے ہیں کہ شکایت کرنے والوں کو رسول خدا کے دربار عالی سے
کیا سزا ملی اور شکایت بیجا کر کے موذی و مغضوب رسولؐ خدا بنے مگر البتہ
باقی رہ گئی کہ منہ پر دو چار جوتیاں تڑاتڑ پڑ جائیں۔

حضرت علی کا شرف دوبالا ہو گیا یعنی علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے جس نے
علیؑ کو ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی قول مخبر صادق۔ پھر اب بھی مراتب میں بعد
المشرقین رہا یا دو چار منزل اور قریب آگیا۔

نجم اکبر آپ نے فرق مراتب اور بعد المشرقین کہنے کو یہ مثال دی ہے۔ ورنہ اس سے
کچھ مناسبت ہی نہیں۔ خاص کی شکایتوں پر عام کو تکلیف دیجاوے اور
ایک ایسا مجمع کیا جاوے جس میں بروایت اہل سنت ستر ہزار اور بروایت اہل
تشیع ایک لاکھ چند ہزار اور پھر بات وہی جو صد بار یہ لوگ سن چکے تھے یعنی علیؑ کو
دوست رکھنا مجھے دوست رکھنا ہے نہ خاص شکایت کا ذکر نہ اُن شاکیوں پر کچھ
عتاب و خطاب معاذ اللہ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ رسولؐ خدا صاف بات
کہنے اور مسلمانوں پر عتاب کرنے سے ڈرتے تھے جسے تقیہ کہتے ہیں۔ کیوں
ایسی لغو و پوچ باتیں لکھ کر اپنے مذہب کو رسوا کرتے ہو خدا سے ڈرو اور رسولؐ
پر تو بیجا اتہام نہ کرو۔ مگر تم کو شرم کہاں۔ دیکھو تقویۃ الایمان مصنفہ مولوی اسمٰعیل
دہلوی جو تمہارے پیر و مرشد ہیں لکھتے ہیں۔ نقل کفر کفر نباشد۔ رسولؐ اللہ کا
رتبہ خدا کے سامنے مثل ایک چمار کے ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ
(شیوہ کفر بھی ہے دعوئے اسلام بھی)

سوال۔ آپ لکھتے ہیں کہ شیعہ جناب امیرؑ کو نفس رسولؐ سے مناسبت

کلمی دیتے ہیں اُس کی تردید ملا فتح اللہ کاشانی کی تفسیر خلاصۃ المنہج سے بخوبی ہوتی ہے
آخر سورہ توبہ میں تفسیر آیہ کریمہ اِنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ کی اسطرح لکھی ہے
ایشان گروہے اند کہ در نمی یابند حق را و فہم نمی کنند از غایت نفاق و عدم تدبر و فرط کفر و عناد
در باطن ایشان و دران تدبیر نمی کنند تا حق را دریابند - بعد از ذم اہل کفار و نفاق و وعید
ایشان بہ عقاب بر سبیل عموم خطاب بجمیع بندگان می کنند کہ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ
اَنفُسِكُمْ ترجمہ کاشانی بتحقیق و بیقین کہ آمد بہ شما اے کافہ مسلمانان فرستادہ بحکم
خدا یعنی از جنس شما در بشریت تا بواسطہ جنسیت با او مخالطہ نمائید و بر وجہ سہولت افادہ
و استفادہ در وجود گیرید -

یا آمد اے اہل عرب رسولے از شما تکلم بہ لغت شما یا از قبیلہ شما - اس عبارت
سے ظاہر ہے کہ عام مسلمانوں کو بسبب بشریت و ہم جنسیت کے رسول خدا سے
مناسبت تھی اُس میں تخصیص جناب امیر کی کیا باقی رہی -

**جواب** ہم کہتے ہیں تفسیر میں تین باتیں ہیں از جنس شما در بشریت - یا
رسولے از شما تکلم بہ لغت شما - یا از قبیلہ شما - پھر تخصیص بشریت و ہم جنسیت
کی کہاں رہی اور لوث بنا بشریت و جنسیت ہی تھی تو اس سے یہی ثابت
ہوگا کہ جنس انسان سے ہم نے رسول بھیجا تاکہ تم بھی انسان ہو اُس کے ساتھ
مکالمت و مجالست و مخالطت کرو اور اُس کی باتیں سنو - یعنی تم کو یہ عذر نہو
کہ رسول ہمارا غیر جنس تھا - اُس کی باتیں ہم نہیں سمجھ سکتے نہ اُس کے ساتھ ہماری
مخالطت و مجالست ہو سکتی ہے اور کوئی بات اس تفسیر سے نہیں نکلتی - حالانکہ ہوے
از شما تکلم بلغت شما - و از قبیلہ شما بھی موجود ہے مگر چونکہ تم کو حضرت علیؑ کے

ساتھ ہم سے بچا کہ دو کاوش ہے جہاں لفظ انفسکم دکھائی دیا تم جھونک کر سجود ہو گئے
کہ اس میں تخصیص جناب امیر کی کہاں ہے۔ اب ہم سے سنو جہاں تخصیص ہے آیہ مباہلہ
میں انفسنا و انفسکم ابناءنا و ابناءکم و نساءنا و نساءکم بلاؤ اپنے نفس کو اور
لڑکوں کو اور عورتوں کو جب مشرکوں نے یہ خواہش کی تو رسول خدا حضرت علی و فاطمہ
و حسن و حسین کو مباہلہ کرنے لے گئے پس ابناءکم میں حسن و حسین و نساءکم میں حضرت
فاطمہ و انفسکم میں حضرت علی قرار دیے گئے باقی تمام دنیا کے مسلمان رسول
خدا کی خصوصیت سے خارج ہو گئے اور کسی کو دعوے نہ رہا کہ رسول خدا کے ہم جنسیت کی
جو اپنے بھی مشابہت کرے پس اسطرح حضرت علی کو رسول خدا کے نفس سے
مشابہت کلی ہو گئی۔ کیوں صاحب آپکے اس انفسکم کو قرآن مجید میں دیکھا
اور تفسیر فریقین پر توجہ نہ کی جس سے آپکو مفسرین کا حال ظاہر ہو جاتا مگر آپ تو عام پر فریفتہ
ہو رہے ہیں خاصان بارگاہ خدا اور رسول سے کیا غرض۔

**سوال** آپ کے کہنے میں ملا فتح اللہ کاشانی کی تفسیر سورہ مائدہ پارہ لا یحب اللہ میں مرقوم ہے
کہ بسیار کسے مولائے رسول بود یا چند نفر از عقب النشان رفت دیکھو بخوبی ثابت ہو گیا
کہ مولا بمعنی اولیٰ نہیں ہے بلکہ یہ معنی غلام کے ہیں

**جواب** ہم کہنے میں ہو لے یہ معنی غلام صحیح و درست و بجا مگر حدیث من کنت
مولاہ سے اور غلام سے کیا مناسبت ہے اگر تم اسطرح معنے اس حدیث کے
بیان کرو کہ جو میرا غلام ہے وہ علی کا غلام ہے تو چونکہ کل مسلمان چہ مرد چہ عورت
سبھی حضرت رسول خدا کے غلامان غلام ہیں سے ہیں ہم بھی تسلیم کرینگے کہ جیسا
فلاں فلاں رسول خدا کے غلام ہوئے ویسا ہی حضرت علی بھی ان غلاموں کے

مولےٰ ہوئے چلو جھگڑا طے ہوا۔ اگر یہ کہو کہ معاذ اللہ جس کے رسول خدا غلام ہیں اس کے حضرت علی بھی غلام ہوئے تو صریح کفر ہوگا پھر آخر اس لفظ مولےٰ متصرف اولےٰ کو کس طرح کہا جاوے گا جس سے مخبر صادق کے قول کی پوری تصدیق ہو پس اب وہی آقا و مالک مولےٰ متصرف اولےٰ کے معنے قبول کرنے پڑینگے جس سے تم کو شرق سے مغرب تک گریز ہے مگر مجبوری رہے یہ مسئلہ اہل عرب نے غلام کو مولےٰ اس وجہ سے کہا ہے کہ محض بے بس و بیکس نہ ماں نہ باپ نہ عزیز نہ آشنا بذریعہ خرید و فروخت قبضہ میں رہتا ہے ہر طرح پابند اور مطیع پس اس کے دل افزائی و خوش کرنے کو مولےٰ کہدیا یعنی جو سردار و مالک کو کہا جاتا ہے وہی غلام کو بھی اور غلام و بندہ کا لفظ انسان کو گراں بھی معلوم ہوتا ہے پس ایسے لقب سے مخاطب کیا جو ناگوار بھی نہ ہو اور اس کی خوشی کا بھی باعث ہو۔ ہندوستان ہی کے محاورہ پر خیال کرو کہ نائی و درزی وغیرہ کو بالعموم خلیفہ کہتے ہیں پس کیا وہ آپکے مانے ہوئے خلیفہ کی برابر ہوجاینگے یا خاکروب و بھٹیاروں کو عموماً مہتر و مہترانی کہتے ہیں یا انگریزوں کے خدمتگاروں کو سردار کہتے ہیں پس کیا یہ لوگ واقعی مہتر و سردار ہو گئے نہیں بلکہ نائی درزی خاکروب بھٹیارہ کہنے سے ان کو ایک طرح کی حقارت معلوم ہوتی ہے اسی لئے خلیفہ و مہتر وغیرہ الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں جن سے وہ خوش رہتے ہیں۔ اور کام بھی اچھا کرتے ہیں۔

سوال۔ آپ کہتے ہیں اگر اس پر بھی قدح کیجائے تو مولےٰ بمعنی اولی نہیں بلکہ اولےٰ ترین سہی مگر شیعہ صرف اس بات کو حدیث موصوفہ سے ثابت کردیں کہ حدیث میں کونسا لفظ ایسا ہے جس سے جناب امیرؑ خلیفہ

بلا فصل سمجھے جاتے ہیں

**جواب** - ہم کہتے ہیں تم بالکل بچوں کی سی باتیں کرتے ہو فعلیٌّ مولاہُ کا لفظ خلافت بلافصل جناب امیر ثابت کر رہا ہے یا اس میں بھی مثل حدیث تشبیہ ہارونی کچھ سستنا رہ گیا - صرف دو لفظ ہیں مَن کنتُ مولاہُ فعلیٌّ مولاہُ کیا اس سے زیادہ اتصال اور بجنسیت بلافصل میں کہا جاتے ہو - تم کہو گے ابوبکر کی امامت نماز مرض الموت جس سے ڈہائی تین سال کا فصل سمجھا جاتا ہے مگر آپ دیکھ چکے کہ اس امامت کے ایسے دہوئیں بکھرے کہ نہ زمین کے رہے نہ آسمان کے - بعد ازاں ثانی و ثالث کی خلافت کا فصل جو بیس اکیس سال ہوا ہے استخلاف و شورہ پر حمل کرو گے جسکا اس حدیث میں ذکر ہی نہیں لیس یہی ماننا پڑے گا کہ جو الفاظ اس حدیث مقدس کے سنا کرو حلافت بدوم مردود و مطرود عند اللہ و عند الرسول - کیوں صاحب مَن کنتُ مولاہُ فابوبکر مولاہُ فعمر مولاہُ فعثمان مولاہُ فعلیٌّ مولاہُ یہ فصل تو پسند کرو گے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا ایّہا الرّسولُ بلّغ ما اُنزل الیک من ربّک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من النّاس ان اللہ لا یھدی القوم الکافرین

اس آیہ کریمہ کے اوصاف اور لفظی معنی یہ ہیں کہ اے رسول پہونچا دے جو نازل کیا گیا ہے تیرے رب کی طرف سے اور اگر نہ پہونچایا تو نے تو تبلیغ رسالت نہ کی اور اللہ نگاہ رکھے گا تجھے شرِ مردمان سے تحقیق اللہ نہیں راہ دیتا کافروں کو - پس اس آیہ کریمہ کے الفاظ مختصر جن کے معنے اور

مطالب صاف طور پر آفتاب عالمتاب کی طرح چمک رہے ہیں یعنی اللہ جل شانہ نے اپنے رسول مقبول کی طرف خطاب کرکے ارشاد کیا ہے کہ جو حکم تم کو دیا گیا ہے لے اپنی امت کو پہنچادو اگر تم نے وہ حکم نہ پہنچایا گویا رسالت ہی ادا نہ کی۔ اللہ تم کو آدمیوں کے شر سے محفوظ رکھے گا کیونکہ تحقیق اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا یعنی اُن کی مجال نہیں کہ دخل در معقولات کریں۔ میاں جوہر صاحب نے بلغ ما انزل الیک من ربک سے مراد احکام شرعیہ مثل صوم و صلوٰۃ حج و زکوٰۃ لیا ہے اور تفسیر کاشانی کا حوالہ دیا کہ اس میں (احکام شرعیہ) لکھا ہے حالانکہ تفسیر میں احکام شرعیہ کا لفظ ضرور ہے مگر صوم و صلوٰۃ حج و زکوٰۃ جوہر صاحب کی رائے ہے نہ کاشانی کی کیونکہ کاشانی نے اس آیہ کریمہ کا غدیر میں نازل ہونا اور حضرت علی کا خلافت پر منصوب ہونا بھی تفسیر میں لکھا ہے پس ظاہر ہو گیا کہ کاشانی نے احکام شرعیہ میں خلافت کو جزو اعظم قرار دیا ہے جیسا اہل حق اصول دین میں امامت کو رکن اعظم سمجھتے ہیں اور واقعی ہے بھی یہی۔

اب اہل انصاف و صاحبان ایمان و ایقان حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ و اس آیہ کریمہ کے معنے و مطالب و مضامین پر غور کریں اور جیسا خدا و رسول نے اس آیت سراپا خیر و برکت و حدیث من کنت مولاہ سے خلافت کی بابت فیصلہ ناطق فرما دیا ہے ویسا ہی وہ بھی بمصداق اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول حق بحقدار پہونچائیں نہ ناحق تاویلیں مچا تو جھین جو لوگ کر رہے ہیں تھوڑی توجہ کرنے سے معلوم ہو جائے گا کہ حق پرست کون ہے اور باطل پرست کون۔

اب دیکھنا چاہئے کہ یہہ آیۂ کریمہ کب نازل ہوا اور اِس کی شانِ نزول کیا ہے
فریقین کی تفسیرین روایتین دیکھی جاتی ہین تو اُن سے صاف طور پر یہہ معلوم ہوتا ہے
کہ حجۃ الوداع کے زمانہ مین یہہ آیت نازل ہوئی جو قریب وفات زمانہ رسولؐ خدا کا
تھا۔ اہل سنت کہتے ہین کہ مکہ مین حج کے ایام مین اِس کا نزول ہوا شیعہ کہتے ہین خم غدیر
مین وقت مراجعت حجۃ الوداع سے پس ظاہر ہوا کہ اِس آیہ کا نزول غلبہ اسلام مین ہوا
اور اِس بات پر بھی سب کو اتفاق ہے کہ جو احکام شریعت خدا کی جانب سے رسول اللہؐ
کو وقتاً فوقتاً پہونچتے رہے وہ بجنسہٖ اور بعینہٖ بلا تامل و توقف آنحضرتؐ امت کو پہونچاتے
رہے کسی حال مین آنحضرتؐ نے تبلیغ رسالت مین توقف ہی نہین کیا کیونکہ رسالت
آپ کی احکام رسانی خدا پر منحصر تھی حالانکہ شروع بعثت مین کفار قریش نے
انتہا کی کیسی کیسی ایذائین اور تکلیفین آپ کو دین اور ہر وقت آپ کا جسم و جان خطرہ مین
رہتا مگر اُن شدائد و تکالیف پر بھی آپ تبلیغ رسالت سے باز نہ رہے اور جو حکم خدا
کی طرف سے ملا فوراً بلا تامل پہونچا دیا اگر ہم مثل جوہر صاحب کے صوم و صلوٰۃ
حج و زکوٰۃ احکام شریعت کو اِس آیہ سے مناسبت دین تو بعید المشرقین کے مصداق
بن جائینگے کیونکہ قبل نزول اِس آیہ کریمہ کے یہہ سب حکم ہوتا تھا لوگ نماز بھی پڑھتے
روزہ بھی رکھتے زکوٰۃ بھی دیتے حج بھی کرتے تھے اور بھی اوامر و نواہی داخل
شریعت ہو چکے تھے چنانچہ اِن باتون کے لئے متعدد آیتین قرآن مین موجود ہین۔
اِن احکام شریعت اور اِس آیہ کریمہ سے کچھ لگاؤ ہی نہین پایا جاتا۔ وان لم تفعل فما بلغت
رسالتہ اگر نہ پہونچایا تو نے تبلیغ رسالت نہ کی۔ تو اِس سے صاف پایا جاتا ہے
کہ کوئی حکم رسولؐ خدا کو منجانب خدا پہونچا آپ نے مصلحتاً کچھ تامل فرمایا جب

خداوند جل وعلی کیجانب سے یہہ خطاب ہوا۔ دوسرے و اللّٰہ یعصمک من النّاس
اللہ نگاہ رکھے تجھے شر مردمان سے یہہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ کو
اس حکم کے پہونچانے مین شریرون کی شرارت کا بھی اندیشہ تھا جب ہی تو
خدائے پاک نے حفاظت و نگہبانی کا وعدہ فرمایا۔ پھر صاف فرمادیا۔
ان اللہ لا یہدی القوم الکافرین تحقیق اللہ نہین راہ دیتا کافرون کو یعنی اس
حکم کے پہونچانے مین کافرون کو کچھ دخل نہین۔ مصلحتاً تامل فرمانے پر
آپ کہینگے کہ جبکہ آنحضرتؐ نے احکام خدا کے پہونچانے مین کبھی تامل ہی نہین
کیا تو یہہ تامل کیسا۔ یہہ تامل ایسا ہے کہ یہہ حکم ایک خاص امر کے واسطے تھا
اور حضرت جبرئیلؑ کی زبانی روزہ نماز وغیرہ کے لئے نہ تھا کہ تامل کرنے سے قضا
و کفارہ لازم آئے گا۔ پس آنحضرتؐ کو یہی مصلحت انسب و احسن نظر آئی کہ اگر کچھ
وقفہ ہوا تو کچھ ہرج نہین اور یہہ بھی پایا جاتا ہے کہ خاص حکم خداوندی ایسا نازل
ہو کہ داخل کلام اللہ سمجھا جاوے پس اس تامل مین کچھ مضائقہ نہین۔ ہان جب یہہ
آیۂ کریمہ نازل ہوا فی الفور آپ نے تعمیل کی جس کی تفصیل یہہ ہے کہ جب حجۃ الوداع
سے آنحضرتؐ نے معہ کل ہمراہیان رکاب فیض انتساب مراجعت فرمائی تو حضرت
جبرئیلؑ وکیل رب جلیل خدا کا تحفہ درود و سلام لیکر آپکے پاس حاضر ہوئے اور عرض
کی کہ خدائے عز شانہ فرماتا ہے کہ اب زمانہ وصال قریب ہے آپ اپنے نفس اور
بھائی علیؑ کو بہ نفس نفیس وصی و خلیفہ و جانشین فرمائین اور کل امت کو حاضر و
غائب آگاہ کردین کہ بعد میرے میرا بھائی علیؑ ابن ابی طالب میرا خلیفہ و جانشین
ہے یعنی جیسا مین کل امت کا مولے بہ تصرف اولے ہون اسی طرح

بعد میرے علیؑ کل اُمت محمدی کا چہ مرد چہ عورت مولےٰ بہ تصرف اولےٰ ہے۔
چونکہ یہ حکم فوری نہ تھا کہ اُسی وقت تعمیل کیجاتی نہ کسی آیہ کا نزول تھا پس
آپ نے توقف کیا کہ کسی وقت خاص پر اِس کا اعلان کر دیا جاوے گا اور یہ بھی
خیال مبارک میں آیا کہ علیؑ ابن ابی طالب کی جانب سے یاروں کے دل صاف نہیں
منافقین صحابہ حاضر و غائب اُن کے شاکی رہتے ہیں اور ایک جماعت کثیر
اصحاب اُن کے مراتب و مدارج پر حسد و بغض رکھتے ہیں (جس کا علم خدا و
رسول ہی کو تھا) (منافقین کا حال دیکھو حدیث نمبر ۴ و حدیث شاکیان
لشکر یمن) پس کیا عجب کہ شککین و حساد یہ سمجھیں کہ اپنے بھائی کو ہم پر امیر
بناتے ہیں اور اپنی طرف سے منصب خلافت و امامت دیتے ہیں عجب نہیں
کہ کچھ شرارت کریں کیونکہ فقرہ واللہ یعصمک من الناس خدا نگاہ رکھے گا شر
مردمان سے) اسی پر دلالت کرتا ہے کہ رسولؐ خدا کو شر مردمان کا ضرور خیال
تھا) اب یہ امر کہ ایک جگہ من الناس فرمایا دوسری جگہ کافرین پس ظاہر ہوتا ہے
کہ من الناس سے کل ہمراہیان مراد ہیں اُن میں سے جو لوگ خدا و رسولؐ کے
حکم کو نہ مانیں کان من الکافرین اب آنحضرتؐ منزل بمنزل سمت مدینہ طیبہ تشریف
لے چلے۔ جب غدیر خم پر مقام ہوا تو یہاں سے کئی راستے اطراف و جوانب
کو نکلتے تھے پس اس مصلحت سے کہ مجمع منتشر نہ ہو اور سب کے سب اِس حکم
ربی کو کانوں سے سن لیں اور علیؑ ابن ابی طالب کو آنکھوں سے دیکھ لیں
یہ آیہ وافی ہدایہ نازل ہوا کہ اے میرے رسولؐ پہونچا اُس حکم کو جو تیرے
پاس زبانی جبرئیل کے پہونچا ہے اگر تو نے وہ حکم نہ پہونچایا تو گویا تبلیغ رسالت

نہ کی اللہ شر مُفسدان سے تجھے محفوظ رکھے گا۔ کافرون کو دخل در معقولات
کرنے کی صورت مین وہی سزا کفر کی۔

بس اب توقف و تامل کیسا — حیّ علیٰ خیر العمل کی صدائین بلند ہوئین۔ آن واحد
مین برواتیے ستر ہزار و برواتیے ایک لاکھ چند ہزار کا مجمع ہوگیا تبلیغ رسالت
کے لیے منبر کا ہونا ضرور تھا۔ اونٹون کے کجاوے ایک دوسرے پر رکھکر
بلند منبر نصب کیا گیا جناب سرور انبیا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ اُس پر
رونق افروز ہوئے۔ بعد خطبہ حمد و ذکر اکرام و انعام خدا آیہ یا ایھا الرسول
کی تلاوت فرمائی اور حضرت علیؑ ابن ابی طالب غالب کل غالب کا ہاتھ
تھام کر بلند کیا تاکہ سب حاضرین مجمع دیکھ لین کہ یہ بعد رسولؐ خدا ہمارے مولے
بتصرف اولے ہین — دیکھو حدیث غدیر بسند رجہ رسالہ ہذا) اخذ بید علی
بعدہ آنحضرتؐ نے کل حاضرین سے مکرر و سہ کرر عہد لیا فقال الستم تعلمون
انی اولےٰ بالمومنین من انفسہم قالوا بلےٰ۔ قال الستم تعلمون انی اولےٰ
بکل مومن من نفسہ قالوا بلےٰ کیا مین تمہاری جانون سے اولےٰ
یعنی بہتر و برتر نہین ہون۔ کیا مین کل مومنین کی جانون سے اولےٰ نہین
ہون۔ حاضرین نے جواب دیا بیشک آپ ہماری جانون سے عزیز تر
ہین یہ اس قسم کا عہد ہے جس سے بڑھ کر ممکن ہی نہین یعنی جان سے کوئی
چیز عزیز نہین مگر آنحضرت نے اُس جان سے بھی اپنے کو اولےٰ یعنی
بہتر و برتر فرمایا اور کل حاضرین نے قبول کرکے کہا بیشک آپ ہماری
جانون سے بہتر و برتر و عزیز تر ہین۔ آنحضرتؐ کا مقصد ایسے عہد لینے کر

سمجھا کہ جبکہ اپنی جانون سے مجھے عزیز تر قبول کر لین گے پھر تو میرے
قول و فعل کو راست سمجھینگے اور انحراف نہ کرینگے ۔ پس فرمایا من
کنت مولاہ فعلیٌ مولاہ اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ
اللھم فانصر من نصرہ و اخذل من خذلہ و احب
من احبہ و البغض من البغضہ جنکا مین مولے ہون
یعنی جنکی جانون تک پر بھی مین اولے بالتصرف ہون فعلےؑ مولاہ انکا
علیؑ بھی مولے بالتصرف اولے ہے ۔ خداوندا علی کے دوست کو دوست
اور علی کے دشمن کو دشمن رکھ اور جو علیؑ کی نصرت کرے اُس کی تو
نصرت کر اور جو علیؑ کو مخذول کرنا چاہے تو اُسے مخذول کر اور جو علیؑ کا دوست
ہو اُس کے ساتھ تو بھی دوستی کر اور اُن کے دشمن کے ساتھ
دشمنی ۔

فلقیہ عمر بعد ذالک فقال ھنیئاً یا ابن ابی طالب
اصبحت و امسیت مولے کل مومن و مومنۃ پس ملاقات کی عمر نے اور کہا
مبارک ہو لے علیؑ ابن ابی طالب کہ تم ہر صبح و شام کل مرد مومن اور
کل عورت مومنہ کے مولے ہو ۔ ہم نے اصلی معنے جو حدیث کے
ہین لکھے ہین ۔ اہل سنت بیجا ہیر پھیر معنون کے کرتے ہین مگر کچھ بن ہی
نہین پڑتی ۔ اب جو ہر صاحب بقول خود احکام شرعیہ صوم و صلوٰۃ حج و
زکوٰۃ وغیرہ سے اس آیت کو مناسبت دیتے ہین اور بتلاتے ہین کہ کن احکام
شرعیہ کے پہونچانے مین رسولؐ خدا نے تامل کیا جس پر ان لم تفعل فما بلغت

رحمۃ اللہ کا فقرہ موزون و مناسبت کلی رکھتا ہو جیسا ہم نے ثابت کیا ہے۔

اللہ جل جلالہ و عم نوالہ اگر اس کی نظیر اسلام کیا تمام عالم کی تاریخ میں دکھادو کہ کبھی کسی کی خلافت امامت و صایت کی بابت یہہ اہتمام یہہ انتظام یہہ عہد و پیمان یہہ خدا کا آیہ یہہ حدیث یہہ دستگیری و ہمبانگی یہہ ہولے ہوا ولے کے الفاظ یہہ دعا رسول خدا کی یہہ عمر خطاب کی مبارکباد کبھی کانوں نے بھی سنا ہے آنکھ تو مثل دیدار خدا دیکھ ہی نہیں سکتی اب آیہ کا اتحاد الرسول و حدیث غدیر سے مناسبت کلی ہو گئی یا کچھ کسر باقی رہ گئی۔ شپرہ چشم کو اگر دن میں نہ دکھائی دے تو چشمہ آفتاب کا کیا گناہ ہے۔ اگر تم کہو مفسروں نے باہم اختلاف کیا ہے کوئی کچھ لکھتا ہے کوئی کچھ لکھینگے اپنی اپنی رکے مفسر کا قول آیہ و حدیث تو ہے نہیں کہ خوانخواہ مانا ہی جاوے ہم کو بھی اللہ نے عقل عطا کی ہے ہم ایسے مختصر الفاظ کے صاف و سیدھے معنے چھوڑ کر کیوں اختلاف میں پڑیں اور تاویلوں کے مقلد ہوں۔ یہہ آیہ محکمات میں سے ہے متشابہات میں نہیں کہ ادھر ادھر بھٹکتے پھریں۔

**سوال**۔ آپ کہتے ہیں خدا تعالےٰ نے آیہ موصوفہ میں وَاِن لَم تَفعَل فرمایا یعنی اپنی ذات سے انجام دے (احکام شرعیہ ہوں یا کچھ بھی) اگر آیہ کریمہ کو کچھ بھی مناسبت بلا فصل جناب امیر سے ہوتی تو خدائے تعالےٰ بجائے وَاِن لَم تَفعَل کے وَاِن لَم تَبلغ فرماتا۔ اس سے معلوم ہوا آیہ موصوفہ کو خلافت سے کوئی تعلق نہیں۔

جواب - ہم کہتے ہیں بیشک وان لم تفعل فرمانا درست وبجا ہے یعنی اپنی ذات خاص سے اس کام کو انجام کرا اگر ایسا نہ کرے گا تو گویا تو نے تعمیل رسالت نکی - دیکھو آنحضرت نے اسی ارشاد خداوندی پر عمل کر کے بہ نفس نفیس خود ہی جناب امیرؑ کو خلیفہ مقرر کیا تو وان لم تبلغ کی ضرورت نہ ہی ہم کلام اللہ میں اصلاحین کیا کریں جیسا تمہارے سلف نے کیا ہے۔

سوال آپ کہتے ہیں دوسری روایت میں مفسر نے یوں لکھا ذکر میا شمی از جابر بن عبد اللہ نقل کردہ کہ حضرت رسول مامور شد بہ نصب امیر المومنین - ترسید کہ اگر مردمان را بہ آن خبر دہند گویند باپسر عم خود محابا میکند و از نزد خود منصب ولایت میدہد و او را طعن کنند - خدا و غذا این آیہ فرستاد در غدیر خم و حضرت امیر المومنین را خلیفہ خود ساخت و این خبر بخاص و عام رسانید۔

اگرچہ روایت جابر میں بھی صرف یہی دعوے ہے کہ حضرت امیر المومنین را خلیفہ خود ساخت - نہ یہ کہ خلیفہ بلا فصل خود ساخت - جب بقول جابر جناب امیر کی خلافت بلا فصل ثابت نہ ہوئی تو فقط خلافت فی وقت من الاوقات پر اسقدر اصرار و تکرار کیوں ہے اس کا تو اہل سنت کو بھی بدل وجان اقرار ہے۔

جواب ہم کہتے ہیں اہل انصاف جوہر صاحب کی اس نادانی و کم فہمی و کجفہمی کو خود ہی خیال کریں اس کا کیا جواب ہے کہ خلیفہ خود ساخت نہ کہ خلیفہ بلا فصل خود ساخت کیوں صاحب جابر کی روایت سے یہ پایا جاتا ہے کہ بعد ابوبکر عمر عثمان فی وقت من الاوقات خلیفہ خود ساخت ۵

گر ہمین مکتب و ہمین ملا
کار طفلان خراب خواہد شد

سوال۔ آپ کہتے ہیں اگر کلام ہے تو صرف اولیٰ بتصرف پر ہے سو گمان بھی شیعوں کا غلط ہے کیونکہ یہہ سب کلمے ایک ہی مصدر سے مشتق ہوئے ہیں پھر تصرف کیسا اگر تصرف ہوتا تو بجائے اولیٰ بتصرف کے مولیٰ بتصرف بولا جاتا چونکہ یہہ تصرف بالاجماع باطل ہے لہذا مولیٰ بہ تصرف اولیٰ بھی باطل ہے۔ دیکھو جب جابر کی روایت سے خلافت بلافصل جناب امیرؑ کی ثابت نہ ہوئی تو آیہ یا ایہا الرسول بھی جناب کی شان میں بلافصل راست نہیں آئی بلکہ چند آیہ کا منسوخ ہونا لازم آتا ہے۔

جواب۔ ہم کہتے ہیں یہہ اعتراض تمہارا رسول خدا پر ہے کہ بجائے اولیٰ بتصرف مولیٰ بتصرف بولا جاتا وہاں کلام اللہ میں اصلاح کی یہاں حدیث نبوی میں جیسوں کلمے ایک مصدر سے مشتق ہوں جائز ہے تم صرف و نحو اسی پر ختم کردو اور تمام عمر مصدر و مشتق نکالو رسول خدا نے خدا کے حکم سے حضرت علیؑ کو اپنا خلیفہ و جانشین مطلق کیا۔

جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی مقبول اہل سنت نے شہادت علنی دی کہ خلیفہ خود ساخت۔ اب فضل چھتیس سالہ چہ معنی ہاں اگر ابوبکر عمر عثمان کی نسبت بھی ایسی کوئی حدیث ملے تو کہا جا سکتا تھا کہ خیر چار کی بابت جب ایک ہی قسم کی حدیثیں موجود ہیں تو مقدم و موخر پر کچھ خیال نہ کرنا چاہئے آپ نے نعمت خان عالی کی یہہ رباعی سنی ہے

رباعی

اصحاب نبیؐ کہ چار یار اند — چون چار کتاب در شمار اند
در رتبہ شان نہ شک نہ ریبے — زان چار یکے نداشت عیبے

یہ تو تمہارے مطلب کی ہے آیندہ فی وقت من الاوقات کام میں لانا۔

سوال۔ جوہر صاحب نے اسرار الہدیٰ صفحہ نمبر ۱۰۷ سطر ۲۱ میں لکھا ہے کہ اگر اہل نجف کا اطمینان آیات بینات سے نہو اور یہی کہے جاویں کہ اہل سنت جب تک کوئی حدیث بتفصیل بوضاحت خلافت حضرت صدیق برحق نہ دکھا دینگے شیعہ کتاب غمانی کی کیسی آپ کو دیا میں گے اور اُس میں بھی یہ تفصیل ہو کہ خلافت بکے بادیگرے ہو تو بسم اللہ اس قسم کی بھی صحیح حدیث سنیئے۔ وہ حدیث پاک یہ ہے۔

ترجمہ۔ بخاری میں نبی کے باپ کے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ میں سوتا تھا کہ میں نے اپنے تئیں دیکھا ایک کنوئیں پر کہ اُس پر ایک ڈول پڑا ہے سو میں نے اُس ڈول سے پانی کھینچا جتنا خدا نے چاہا پھر اُس کو ابن قحافہ نے لے لیا سو اُس سے ایک یا دو ڈول نکالے اُس کے کھینچنے میں کچھ سستی و کم ہمتی تھی اور خدا اُس کو معاف کرے گا پھر وہ ڈول چرس ہو گیا پھر اُس کو ابن خطاب نے لیا سو میں نے آدمیوں سے ایسا عجیب و غریب بڑا زور آور کسی کو نہیں دیکھا جو عمر کی طرح پانی کھینچتا ہو یہاں تک اُس نے پانی کثرت سے نکالا کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو پانی سے آسودہ کرکے اُن کے ٹھکانوں پر بٹھا دیا۔

ف رسول خدا نے یہ تعبیر فرمائی کہ میرے بعد ابو بکر خلیفہ ہونگے وہ ایک یا دو ڈول آہستگی سے نکالیں گے بعدہٗ عمر جنکی خلافت میں اسلام کو خوب ترقی ہوئی۔ اور بہت سی باتیں اُن کے فتوحات کی لکھی ہیں جنکو ہم نے بوجہ طوالت ترک کیا۔

جواب۔ ہم کہتے ہیں تعبیر رسول خدا حدیث میں نہیں ہے آپ کا جوڑ پیوند ہے۔

اگر یہ رویائے صادقہ جو رسولؐ کو ہوتا ہے سمجھا جاوے تو پھر خلافت عثمان کا استتار ہونا کنوئیں پر موجود تھے اور نہ کوئی ڈول پانی کا کھینچا حضرت علیؑ تو کنوئیں پر کیوں ہوتے کیونکہ ابوہریرہ سے یہ خواب آنحضرتؐ نے بیان کیا ہو۔ سبحان اللہ کیا ہی حدیث ترتیب خلافت کی گڑھی ہے۔ ہاں سمجھ گیا ہو الیس آنکھ کھل گئی اور کچھ نہ تھا معلوم نہیں ہوتا تم کس خواب خرگوش میں پڑے سو رہے کہ آنکھ ہی نہیں کھلتی رویائے صادقہ رسولوں کے ایسے ہوا کرتے ہیں کہ مبتدا کی خبر نہ نکلی۔ یہ حدیث مصنوعی ہے اور رسولؐ خدا پر تہمت۔ ابوہریرہ کو عثمان سے بھی کاوش تھی ان سے صرف آدھا ہی ڈول کھنچوا دیا ہوتا اور حضرت علیؑ کو ان لوگوں کے ساتھ ہی بیان کیا ہوتا تاکہ ترتیب پوری رہتی۔ لاحول ولا قوة الا باللہ جب بیداری کی حدیثوں سے خلافت کی بنیاد اکھڑ گئی تو یہ حدیث خواب کیا مفید ہوگی۔

چلئے خلافت کی حدیثوں کا خاتمہ ہو گیا۔ اب آپ آیات قرآنی پیش کرتے ہیں بقول شخصے ؎

تو کار زمین را نکو ساختی | کہ بر آسمان نیز پرداختی

چونکہ خلافت جمہور اہل سنت آپ نے خلافت ابوبکر کو نص حدیث نبویؐ سے قرار دیا ہے جو ایک نئی بات ہے اس لیے ہم آپ سے مخاطب ہوئے ہیں ورنہ آپ کی بے سرو پا کہانیاں لن ترانیاں فضول گوئیاں کج بحثیاں اس قابل نہیں ہیں کہ کوئی عاقل ایسی مجنونانہ بڑ و مجذوبانہ لفاظیوں پر توجہ کرے جبکہ آپ کو بھی معلوم ہی نہیں کہ اہل سنت کا اتفاق اجماع و شورہ پر ہے اور خلافت کی اصل اجماع ہی سے قرار دیتے ہیں۔ منجانب خدا و رسولؐ ہونا ضرور نہیں سمجھتے نصب خلافت

نہ خدا پر فرض نہ رسول پر واجب مسلمان لوگ جسے چاہیں انتخاب کریں وہی سردار ہوگا۔ نیک و بد کی شناخت و تمیز کی ضرورت نہیں جیسا آپ نے صفحہ تئیس ۲۳ اسرار الہدیٰ میں جناب امیر کا قول فصیل سے فی نہج البلاغت۔ دربارۂ اثبات شورہ و اجماع درج کیا ہے۔ ترجمہ چارہ نہیں ہے آدمیوں کے واسطے امیر سے نیک ہو یا بد (عربی میں بر او فاجر لکھا ہے) کہ عمل کرے اس کی حکومت میں مومن اور بہرہ پاوے اس میں کافر اور پہونچ جاوے اس حکومت میں تا مدت اور مامون ہوں اس حکومت میں راہیں اور پکڑا جاوے واسطے ضعیف کے حق قوی سے یا آرام پاوے نیکبخت بدبخت سے اور راحت پائی جاوے دور کرنے بدبختی سے بلفظہ پھر کیوں نص حدیث و قرآن پر جان دیئے دیتے ہو۔ ناظرین ذرہ اس قول مرتضوی پر خیال کریں جو شورہ کے استحکام کی غرض سے پیش کیا گیا ہے کہ مرد فاجر بھی امیر مسلمانوں کا ہوسکتا ہے فاجر کے معنی لغت میں تلاش کرو تو پتا لگیگا مگر بد کے معنے بھی جو تم نے ترجمہ کیا ہے برے نہیں ہیں۔ اس قول مرتضوی کے چار پانچ سطر اوپر ایک اور قول جناب امیر کا اسی صفحہ میں درج ہے۔ ترجمہ جناب امیر نے فرمایا کہ وہ شخص بالتحقیق امام شورے ہے اور اس کی بیعت مہاجرین اور انصار نے کی جیسے سبقت کی خلفا نے ۔ فی نہج البلاغت یہ اقوال جناب امیر ثبوت خلافت ابوبکر و اثبات شورہ میں جو آپ صاحب نے پیش کیئے ہیں۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ جیسا جناب امیر نے امام شورے ہونا فرمایا ہے بہت صحیح و درست ہے اور مہاجرین و انصار کا بیعت کرنا بھی بجا ہے بیعت خلفا میں عمر نے بیشک سب سے پہلے سبقت کی پھر عثمان نے بھی کی تو گویا یہ سبقت بیعت سے

مراد ہے مگر استغفر اللہ کہ جناب امیرؑ نے بیعت کی ہو۔
تم نے صفحہ اٹھائیس ۲۸ اسرار الہدیٰ میں بروایت مصنف روضۃ الصفا صفحہ ایکسو نوے ۱۹۰
کا حوالہ دے کر بیعت جناب امیرؑ جو تسلیم کی ہے وہ محض غلط ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے
کہ تم کو کتب حدیث پر بالکل عبور نہیں ہے اسی لیئے اپنی تصنیف میں ہر جگہ روضۃ
الصفا کا حوالہ دیتے ہو کیونکہ وہ ایک سنی متعصب کی تاریخ ہے جسے تم نے براہ
تعصب شیعہ قرار دیا ہے اور اپنے مطلب کی کہانیاں دے سر و پا افسانے تم ہمیں
دکھلا کر دھوکے دیتے پھرتے ہو کہ یہ شیعہ کی کتاب ہے۔ جاہل شیعہ بھی تو ایسی لغو باتیں
نہ لکھے گا جیسا مصنف روضۃ الصفا۔ پس حق پسند فوراً ہی شناخت کریں گے
کہ اخوند شاہ متعصب سنی تھا یا شیعہ۔ ہمیں چوگان ہمیں میدان ہمیں گوئے۔
روایت روضۃ الصفا و هو هذا۔ بعضے گفتہ اند کہ بعد از چہل روز بیعت کرد و مرد
برانند کہ بعد از وفات فاطمہؑ زہرا و فرقہ بعد از شش ماہ گفتہ اند و در تاریخ مستند
مذکور است کہ چون علیؑ استماع نمود کہ مسلمانان بر بیعت ابوبکر اتفاق نمودند بہ تعجیل
از خانہ بیرون آمد چنانچہ ہیچ در بر نداشت بغیر از پیراہن و ازار نہ ردا ہمچنان نزد صدیق
رفتہ با او بیعت نمود بعد از ان کس فرستاد تا جامہ بمسجد آوردند ملخصہ۔
حدیث بخاری میں عروہ حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ زہراؑ
رسولؐ اللہ کی صاحبزادی نے کسی شخص کو ابوبکر کے پاس بھیج کر رسولؐ اللہ کے
مال میں سے جو اللہ صاحب نے فدک اور مدینہ میں بدون جنگ کے رسولؐ اللہ کے
واسطے ارزانی فرمایا تھا اور جو خیبر کے خمس میں آپ کا مال باقی رہا تھا میراث کہ دینا
چاہیئے ابوبکر نے کہلا بھیجا کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا ہے ہمارا کوئی وارث نہیں جو

مال ہم نے چھوڑا صدقہ ہے۔ یعنی وقف۔ ہاں اس مال میں سے آل محمد کا کفاف
جاری رہے گا۔ بخدا میں رسول اللہ کا صدقہ اسی حال پر رہنے دونگا جسطرح آپ کے
زمانہ میں تھا۔ ذرہ بھر تغیر نہ کرونگا غرضکہ ابوبکر نے انکار کیا اور فاطمہؑ زہرا کو اس مال
میں سے کچھ نہ دیا۔ حضرت فاطمہؑ کو ابوبکر پر اس درجہ غصہ آیا کہ گو کامل چھ مہینے بعد رسولؐ
کے زندہ رہیں مگر نہ ابوبکر سے مال کی بابتہ کلام کیا نہ ان سے ملیں پس جب حضرتؑ
کا انتقال ہوا تو ان کو حضرت علیؑ نے بدون اطلاع ابوبکر کے دفن کر دیا اور خود ہی
نماز پڑھی۔ حضرت فاطمہؑ کے انتقال کے بعد لوگوں کا آپ سے روکنا اور انکار کرنا بُرا
معلوم ہوا۔ ابوبکر سے مصالحت اور بیعت کی جستجو کی کیونکہ بیعت کے وقت نہ تو آپ
موجود تھے نہ ان ایام میں حضرت فاطمہؑ کے شغل سے آپ کو فرصت ہوئی پس آپنے
ابوبکر کو بلوایا اور کہلا بھیجا کہ آپ کے ساتھ دوسرا شخص نہ آوے کیونکہ آپ کو خوف تھا
کہ اگر عمر تشریف لائینگے تو عتاب زیادہ کرینگے اسی وجہ سے عمر کے حضور کو مکروہ
جانتے تھے یہاں حضرت عمر نے فرمایا اے ابوبکر بخدا آپ وہاں تنہا نجاویں ابوبکر
نے کہا کیا تمہیں گمان ہے کہ وہ میرے ساتھ کچھ برائی کرینگے بخدا میں اکیلا ہی جاؤنگا
پس ابوبکر علیؑ کے پاس آئے۔ آپ نے خطبہ پڑھکر فرمایا ہم آپ کی فضیلت کے
قائل ہیں۔ اور بغض و حسد ہم میں نہیں ہے۔ مگر چونکہ ہم قرابت رسول اللہ کی وجہ سے
امور خلافت میں شریک ہونے کے مستحق تھے اور آپ نے ہمیں علیحدہ کر دیا اس
سے خیال تھا یہ سنکر ابوبکر کی آنکھیں بہہ نکلیں اور فرمایا خدا کی قسم اپنے اقربا
کے صلہ رحمی سے زیادہ رسول اللہ کے اہل قرابت مجھے محبوب ہیں ہاں مجھ میں اور
تم میں تنازع و اختلاف اموال میں ہوا سو میں کبھی بھلائی میں تقصیر نہ کرونگا اور جو

رسول اللہؐ کو کرتے دیکھا ہے ہم دینی کام کو ترک نہ کرینگے حضرت علیؑ نے ابوبکر سے کہا بیعت
کا وعدہ کل زوال کے بعد ہے۔ حضرت ابوبکر چلے گئے اور ظہر کی نماز کے بعد
ممبر پر چڑھ کر خطبہ فرمایا۔ اور کچھ حضرت علیؑ کا تذکرہ آپ کا بیعت سے تخلف
اور وہ عذر جو ابوبکر سے کیا تھا سب بیان کیا پھر حضرت علیؑ نے ممبر پر چڑھ کر
خطبہ پڑھا اور حضرت ابوبکر کی بڑائی اور استحقاق بیان کر کے فرمایا کہ تخلف بیعت
ہوا یہ حسد کی راہ سے نہ تھا لیکن ہم اس مشورہ میں اپنا بہت بڑا حصہ خیال کرتے
تھے اُس کی علحدگی نے البتہ ہم کو رنج پہونچایا۔ اس گفتگو سے تمام مسلمان
خوش ہو گئے اور اصبت (یعنی آپ سیدھی راہ پر ہیں) کے نعرے مارنے لگے
پس جس وقت حضرت علیؑ نے امر معروف (یعنی تمام صحابہ کی موافقت کی طرف
مراجعت فرمائی تو تمام اصحاب کے نزدیک آپ قریب اور محبوب تھے ترجمہ بلفظہ۔
اب معلوم نہیں کہ آپ صدق و کذب پر کیا فتوے دیتے ہیں مگر عام اہل سنت و جماعت
ہی کو صادق سمجھینگے کیونکہ صدیقہ کا کلام ہے اور اخوند شاہ مورخ و داستان گو کو
کاذب۔ پس اخوند شاہ کی شیعہ گری تحقیق ہو گئی اور ظاہر ہو گیا کہ آپ دھوکے باز آدمی ہیں تم
مطلب کیواسطے لوگوں کو شیعہ سے سنی اور سنی سے شیعہ بناتے ہیں بلکہ خود بھی کسی غرض
خاص سے شیعہ سے سنی ہو گئے ہیں۔ اب فرمائیے آپ کی باتوں کا کیا اعتبار رہا اور جو
تفسیر و اقوال و روایتیں آپ نے لکھی ہیں اُن پر کیونکر وثوق ہو سکتا ہے۔ ہاں خوب یاد آیا
آپ نے طبری کو بھی تو شیعہ سمجھا ہے پس معلوم ہوا آپ کو ایسے ہی لوچ و لغو خیالات نے
شیعہ سے سنی بنایا ہے اور اُستاد ملے مولوی جہانگیر خان شکوہ آبادی جنھوں نے
اظہار الہدیٰ اپنی تصنیف میں ایسی ہی بے سروپا باتیں و روایتیں لکھی ہیں جناب امیر علیہ

کی نسبت سخت و ناسزا الفاظ لکھے ہیں اور عمر خطاب کے اسلام کا زور اٹھارہ ہزار آدمیوں کا مسلمان ہونا شوکت فاروقی کی وجہ سے لکھ دیا ہے۔ مگر آپ اُن سے بھی بڑھ گئے
ع اگر پدر نتواند پسر تمام کند۔ صفحہ چھتیس ۳۶ اسرار الہدیٰ میں تحریر فرماتے ہیں وضعہ خصوصاً بالخصوص خلفائے ثلاثہ اگر تمام کافران عرب و گبران عجم کو مسلمان نہ کر دیتے اور اسلام کو شرق سے مغرب تک نہ پھیلا دیتے تو آپ کو رسول اللہ کون کہتا بلکہ بعثت بھی آپ کی عبث سمجھی جاتی اور وعدہ صادق خدا کا بھی کذب سے بدل جاتا بلکہ تمام روئے زمین پر خدا کا نام لیوا بھی نہ ہوتا۔

صفحہ چونسٹھ ۶۴ اسرار الہدیٰ میں لکھتے ہو وھو ھذا۔ اگر شروع سے جناب امامت منزلگاہ خلیفہ بلا فصل بنائے جاتے تو ترقی تو درکنار کلمہ اسلام کا نام و نشان بھی دنیا سے مٹ جاتا۔ صفحہ ساٹھ ۶۰ اسرار الہدیٰ میں وھو ھذا البتہ سالہا سال تک جناب امیر علیہ السلام کا آرام فرمانا مصلحت خاص سے تھا کوئی کمال کی بات نہیں تھی۔

صفحہ ستاون ۵۷ اسرار الہدیٰ وھو ھذا نہ وہ کہ صرف آدھ پاؤ گوشت کے ٹکڑے پر اپنے حقیقی بھائی پر ذوالفقار کھینچی۔

صفحہ پچاس ۵۰ جب جناب امیر علیہ السلام نے مذہب کفر سے توبہ کی اور دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ صفحہ چھتیس ۳۶ اسرار الہدیٰ وھو ھذا ہمیشہ مغلوب رہے یہاں تک کہ جناب نے اپنے دین کو غلبۂ دشمنوں سے برباد کر دیا۔ صفحہ چھتیس ۳۶ اسرار الہدیٰ فلان صاحب کو خلافت جناب امیر علیہ السلام پر کیوں ناز ہے حضرت کی ذوالفقار تو کبھی کسی کافر کے گرد بھی نہیں پھری۔ صفحہ ۱۳۴ اسرار الہدیٰ وھو ھذا اگر حسنین علیہما السلام و نیز دیگر ائمہ بھی کفار عرب کو فی النار کرتے اور اشراف عجم کی جورؤوں اور بچوں کو لونڈی غلام عرب کا بناتے

تو البتہ قابلیت امامت کی رکھتے جب یہہ صفت حضرات ممدوح موصوف ہین تو تھی تو دائرہ امامت سے قطعی خارج سمجھے گئے۔ صفحہ اکتیس ۳۱ اسرار الہدیٰ وہو ہذا اس درجہ جرمی تھی کہ آنجناب بروز بیعت حضرت صدیق اکبر حضرت زہرا کو دراز گوش پے سوار کرکے ایک ہاتھ مین حضرت امام حسنؑ کا ہاتھ اور دوسرے ہاتھ مین امام حسینؑ کا ہاتھ پکڑ کے ایجان پریشان کسی بادو یہ صورت دلو انگکان کس ہر سادہر ایک مہاجرین و انصار کے دروازون پر جاکے بے لحاظ پاس و ننگ و ناموس استعانت کی درخواست کرتے پھرتے تھے۔ صفحہ چودہ ۱۴ اسرار الہدیٰ وہو ہذا مصداق ان آیتون کے وہی لوگ ہین جنھون نے بفضل خدا کفار عرب و اشرار عجم سے روئے زمین کو پاک کیا اور جن کے زمانہ مین اس کا ل زمانہ وہ کہ جنھون نے بہ طمع خلافت اپنے ہاتھ سے اغنیت کا خون کیا۔ صفحہ چودہ ۱۴ اسرار الہدیٰ سے وہو ہذا جناب امیرؑ بقول علامہ حلی ۲ الجبان لا یستحق الامامۃ یعنی نہین جس کے معنے ہے ہمت بے جرات جیسے ہندوستان مین نامرد کہتے ہین خلافت کا مستحق نہین ہے۔ جوہر صاحب جناب امیرؑ کو جن جن امر دیگر خلافت کا مستحق نہین بناتے۔ اور بھی ایسی ہی ناشائستہ کلمات بدتر از کفر تمام رسالہ مین لکھے ہین ہم نے صرف چند بطور نمونہ از خروارے ناظرین کے روبرو پیش کیے ہین۔

پس اب اہل انصاف خود ہی غور کرلین اور دیکھین کہ اس عقیدے کا بھی آدمی اہل سنت کی جماعت مین داخل ہوسکتا ہے شاید بجز وہابیہ جو رسول اللہؐ کی شان و منزلت گھٹاتے ہین۔ بدیگران چہ رسد۔ پسند کرین مگر چونکہ وہ بھی خلیفہ چہارم رسول اللہؐ کی نسبت ایسی کلمات کفر کیونکر سن سکین گے۔ باقی رہا گروہ نواصب و خوارج سو اس مین داخل ہونا۔ ہم پہلے ہی تصدیق کرچکے ہین۔ بس میان جوہر صاحب اور جو آپ کے دل مین

ہو کچھ ڈالیے جواب الجواب کا انتظار نہ کیجیے قیل ان ۲ الا لہ ذو ولد قیل ان الرسل
ند کھنا — زمانہ سلف سے یہ فعل تمہارے یہاں محمود سمجھا گیا ہے۔ کفار قریش نے
رسول ﷺ اللہ کی نسبت کیا نہیں کہا معاذ اللہ کاہن ساحر مجنون ابتر وغیرہ۔ بعدہٗ جناب
عمرؓ نے رسول ﷺ اللہ کی نسبت ہذیان کا لفظ مرض الموت میں استعمال کیا کہ معاذ اللہ
یہ شخص ہذیان بک رہا ہے حدیبیہ میں صلح کے بعد انہیں صاحب نے فرمایا کہ آج کا سا
شک نبوت میں کبھی نہیں ہوا۔ دونوں روایتیں بخاری و مسلم میں دیکھو۔ جناب
عائشہ نے عثمان بن عفان کی نسبت حاضرین سے کہا اقتلوا ہذا النعثل یعنی اس لمبی
ڈاڑھی والے یہودی کو قتل کرو۔ محمدؒ ابن ابوبکر اپنے باپ کو ناسزا و غاصب کہتے
رہے۔ اور معاویہ شامی بھی ابوبکر و عمر کو غاصب اور ظالم کہتا ہی رہا جیسا کہ مفصل
حال ایک جواب خط سے معلوم ہوگا جو اپنے موقع پر درج کیا گیا ہے۔ بنی امیہ و
مروانیہ نے صدہا سال تک حضرت علیؑ کو برسر ممبر ناسزا و برا کہا خطبوں میں لعن
و تبرا پڑھا جاتا۔ بیچارے عمر ابن عبد العزیز نے خطبے سے وہ الفاظ نکلوا کر
بجائے اس کے آیت کلام اللہ داخل کی۔ واضح ہو کہ جو الفاظ جوہر صاحب نے جناب
امیرؑ کی نسبت استعمال کیے ہیں۔ بنی امیہ و مروانیہ علیہم اللعین والعذاب نے اسی قسم
کے الفاظ خطبہ میں داخل کیے تھے کیونکہ لعن و تبرا سے بیزاری مراد ہے پس ان
نفرات سے بھی بیزار ہونا ثابت ہے یہاں تک کہ (دین بھی برباد کر دیا)۔ اب اس
سے زیادہ لعن و تبرا کیا ہوگا بنی امیہ و مروانیہ تو یہی کہتے تھے۔ قال اللہ تعالیٰ
ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرۃ واعد لہم عذابا مہینا
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ اللہ اور رسول ﷺ کو ایذا دیتے ہیں انپر اللہ لعنت کرتا ہے اور آگے

لیے بڑا عذاب تیار کیا ہے۔ صاحب کشاف مفسر مقبولہ اہل سنت نے تفسیر کی ہے کہ یہہ آیت مروان کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ اُس نے حضرت علی کو سخت ایذا دی پس مروان علیہ اللعین کی ایذا مرف جناب امیر علیہ کی برائی او طعن و تشنیع کرنے کی تھی جس سے آپ کو سخت ایذا پہونچتی تھی۔ اب یہاں مروان اور اُس کے باپ کے بارہ میں ایک دو حدیثیں جناب رسول مقبولؐ کی سنلو تاکہ تفسیر میں جائے کلام نہو۔ طبرانی کبیر میں ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے مروان کے باپ کے حق میں فرمایا ہے قریب ہے کہ کتاب اللہ میں وہ مخالفت پیدا کریگا اور سنت پیغمبر خدا کے طریقہ میں مفسدہ ڈالے گا۔ اس کی پشت سے ایک فتان یعنی فتنہ انگیز شخص پیدا ہوگا جس سے صحابہ کو سخت تکلیف پہونچے گی آسمان و زمین پر گرد و غبار پیدا ہوگا وہ تمہارے گروہ میں سے نہوگا۔ ابن عساکر نافع بن جبیر بن مطعم سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم آنحضرتؐ کے یاروں کی جماعت میں ہم تھے۔ مروان کا باپ رسول اللہؐ کے آگے سے گزرا آپ نے فرمایا کہ میرے یاروں کو اس شخص سے از حد تکلیف پہونچیگی جو اس شخص کی پشت میں ہے۔ واقدی عمرو بن مرہ سے روایت کرتے ہیں حروان کے باپ حاکم نے ایک دن رسول اللہؐ کی خدمت میں آنے کی اجازت چاہی آپ نے فرمایا اُسے یہاں نہ آنے دو خدا اس پر لعنت کرے اُس کی پشت سے بدترین شخص پیدا ہوگا اُس کی اولاد میں ہو من پیدا نہ ہونگے۔ یہہ حدیثیں اہل سنت کی کتب معتبر کی ہیں۔ پس یہہ تین حدیثیں نجم صادق کی کافی ہیں۔ ہائے کیسا غضب ہے کہ یہی مروان مردود و مطرود خدا اور رسولؐ جناب عثمان جامع القرآن نے جنکو شیعوں نے محرق القرآن کا خطاب دے

رکھا ہے اسی مروان کی صلاح و شورہ سے قرآن موجودہ کو جمع کروایا اور
جسقدر قرآن خلفائے اوّل و ثانی کے وقت میں زیر استعمال اور ارکان دینی
کے مرکز و منبع تھے سب کو ایک جا کر کے جلوا دیا۔ پس بقول حدیث مخبر صادق
کتاب اللہ میں اس نے مخالفت پیدا کی اور پیغمبر خدا کے طریقہ میں مفسدہ انداز
ہوا۔ اس کی اولاد کا حال سنئے تاریخ ابی الحسن ذہبی مسعودی سنی المذہب
میں لکھا ہے۔ حجاج بن یوسف نے بحکم عبدالملک بن مروان عبداللہ بن زبیر
پر چڑھائی کی ابن زبیر کعبہ میں پناہ گیر ہوا۔ شروع ذلقعد ۷۲ھ ہجری میں اکیاون
دن یا بچاس رات محصور رہا۔ آخر حجاج بن یوسف مردود نے عبداللہ بن زبیر
کو کعبے کے اندر ذبح کیا۔ اسماء بنت ابوبکر مادر ابن زبیر نے اپنے بیٹے
کی نعش دفن کرنا چاہی حجاج نے لٹکا دیا۔ حجاج نے جو جو ظلم مکہ و مدینہ و حجاز
و یمن میں کئے وہ کتابوں میں مذکور و مشہور ہیں۔ حجاج نہایت ظالم و سفاک
خونریز تھا ڈیڑھ لاکھ بزرگ و اولاد بندگان مقبول کو اس نے قتل کیا۔ ایک دن
حجاج مذکور اپنے دوست عبداللہ ابن ہانی سے ملا اور کہا ہم نے دو سرداروں کی
بیٹیاں تجھے دلا دیں اس سے زیادہ کیا سلوک ہوگا عبداللہ نے کہا جناب عالی
یہ تو نہ فرمائیے کیونکہ میرے وہ اوصاف جمیل ہیں کہ عرب میں کسی کے بھی نہیں
اس نے کہا آپ میں کیا کمال و صفات ہیں عبداللہ بولا جنگ صفین میں امیر معاویہ
کے ساتھ ہمارے ستر آدمی تھے اور ابوتراب کے ساتھ فقط ایک دن ایک
تھا۔ حجاج نے کہا یہ بڑی صفت ہے۔ عبداللہ نے کہا ہمارے قبیلہ میں سے
کسی نے محبان ابی طالب کے ساتھ شادی نہیں کی۔ حجاج نے کہا۔

بیشک یہ بھی بڑی تعریف کی بات ہے عبد اللہ نے کہا ہم میں سے کوئی عورت
باقی نہیں رہی جس نے حسینؑ بن علیؑ کے قتل کی خوشی میں دس دس اونٹ
قربانی نہ کیئے ہوں حجاج نے قسم کھا کر تحسین و آفرین کی - عبد اللہ بولا ہم میں
کوئی عورت و ایسا نہیں کہ جس سے لعن و تبرا ابو تراب پر کہوایا گیا ہو اور
اُس نے نہ کہا ہو مگر میں حسنؑ و حسینؑ اور اُن کی والدہ پر زیادہ کرتا ہوں حجاج شقی
ملعون نے کہا خدا کی قسم یہ بڑی بزرگی ہے بلفظہ - اس سے پیشتر بنی امیہ
نے کتاب اللہ و خانہ خدا اور رسولؐ کی نسبت جو عمل کیا وہ بھی ظاہر ہے -
جنگ صفین میں معاویہ نے صد ہا قرآن نیزوں پر بلند کروا کر عہد کیا اور حضرت علیؑ
سے پناہ چاہی - مگر عہد پر قائم نہ رہا اور خود امیر بن بیٹھا - کتاب اہل سنت منہاج
میں مذکور ہے معاویہ کے بیٹے نے قرآن مجید کو ہدف اپنی نشانہ بنایا - مدینہ
منورہ کی تخریب کی مسجد نبویؐ و روضہ مقدسہ رسول اللہؐ میں گھوڑے و اونٹ
بندھوائے گوڑا کچڑا غلیظ کا ڈھیر ہو گیا - عرصے کے بعد حضرت امام زین العابدینؑ نے اپنے
ہاتھوں سے صاف کیا - اہل بیت رسول مختارؐ کی بے حرمتی کی - خانہ خدا کی بے حرمتی
ہی نہیں بلکہ قسم قسم کی بے ادبیاں اور گستاخیاں کیں صحابہ کبار سید ابرار کو ناحق
شہید کر ڈالا - زنا و لواطت شرب خمر اور جملہ معاصی کو مباح کر دیا بھائی
بہنوں ماں بیٹوں میں باپ بیٹی میں نکاح جائز کر دیا - ہر شخص سے اپنی عبودیت
کی بیعت لی - کئی ہزار بچے حرام سے پیدا ہوئے - غرض کہاں تک ظلم و
جور فسق و فجور لہو لعب بنی امیہ و مروانیہ کے لکھے جاویں کتابیں بھری پڑی ہیں
تاریخ مذکورہ بالا میں ولید بن یزید بن عبد الملک بن مروان کا حال لکھا ہے

ایک روز اُس نے قرآن مجید میں یہہ آیت پڑہی) وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ کُلُّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ مِّنْ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ ۔ یعنی فتح چاہی اُنھوں نے حالانکہ ہرایک ظالم عناد رکھنے والا جہنمی ہے۔ اِس کم بخت نے یہہ آیت پڑھکر قرآن شریف منگوایا اور اُسے نشانہ بناکر تیر مارنے شروع کئے اور یہہ کہتا جاتا تھا کہ تو ظالموں اور جابروں کو ڈراتا ہے پس دیکھ یہہ شخص جابر و ظالم ہے۔ جب تو اے قرآن حشر میں آوے تو کہدینا کہ مجھے ولید بن یزید نے نشانہ بنایا اور جلایا ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ اسی تاریخ مذکورہ بالا سے ایک خط محمد بن ابی بکر کا بنام معاویہ و اُس کا جواب بلفظہ درج کرتے ہیں۔ جو ناظرین کو دلچسپ و پسندیدہ معلوم ہوگا وھو ھذا یہہ خط محمد بن ابی بکر کی طرف سے گمراہ معاویہ بن صخر کو بعدہ یہہ کہ اللہ نے اپنی عظمت اور غلبہ سے خلقت کو بے عبث اور بے غرض اپنی قوت کے ساتھ پیدا کیا لیکن اکثر کو اُن میں سے غلام اور گمراہ اور غافل پیدا کیا۔ بہت کو بدبخت اور اکثر کو نیک کیا پھر اہل علم کو مقبول کیا اور اُن میں سے محمد صلعم کو انتخاب کیا اُنھیں اپنے علم اور رسالت کے ساتھ منتخب اور برگزیدہ کیا اور رسول کرکے بھیجا اور اپنی وحی کا امین کیا اور بشیر و نذیر وکیل فرمایا۔ پہلے جس نے اُنکا کہنا مانا اور ایمان لایا اور سچ بولا اور راہ اسلام و تسلیم قبول کیا اُن کا بھائی چچازاد علی ابن ابیطالب تھے جنھوں نے حاضر و غائب کی تصدیق کی اور آنحضرت صلعم کو ہر ایک بھاری چیز پر مقدم رکھا اور ہر ایک دہشت کے وقت اُن کی حمایت و حفاظت کی اُن کے دشمن سے لڑے اُن کے دوست سے صلح رکھی اور ہمیشہ خوف اور بھوک اور سختی میں راتوں کو بھی اپنی جان اُن پر قربان کرتے رہے اور مصیبت میں اُن کے سپر ہوئے اُنکی نظیر کوئی بعد کو نہوا

اور کوئی اُس کا ہم چشم نیک افعال میں اُس کی برابری نہ کر سکا اب میں دیکھتا ہوں کہ تو
اُس کی برابری کرتا ہے بھلا تو تو ہی ہے اور وہ وہی ہے ع چہ نسبت خاک را با عالم
پاک ۔ وہ تمام آدمیوں میں از روئے نیت یکتا راست گو ہے اور اُس کی اولاد سب
لوگوں سے افضل ہے اُس کی بیوی سب عورتوں میں بہتر ہے اُس کا سا پسر عم
کہاں اُس کے بھائی جعفر طیار نے رسول خدا پر جان قربان کر کے فرشتوں کے
ساتھ پرواز کیا اُس کا چچا حمزہ سید الشہداء ہوا اُس کے باپ ابو طالب نے آنحضرت
سے کینہ ور دشمنوں کو دور رکھا اور بلاؤں سے محفوظ رکھ کر پناہ دی تو تو ملعونوں میں ملعون
ہے تو اور تیرا باپ ہمیشہ رسول اللہ کو بُری راہ بتلایا کرتے اور نور خدا بجھانے میں
کوشش رکھتے تھے آنحضرت کے مقابلہ میں جماعتیں جمع کرتے اور مال خرچ کر کے
رسول اللہ پر دشمنوں کو چڑھاتے تھے اور بہت قبیلوں اور قوموں کو تم نے آنحضرت
پر برانگیختہ کیا اسی حال میں تیرا باپ مر گیا اور اسی حال پر تجھے چھوڑ گیا قریب اور بعید تمام گروہ
ور و سار نفاق تیری بُرائی کی گواہی دیتے ہیں اور علی کی قدم بزرگی کے سب شاہد ہیں
اُس کے ساتھی وہ انصار و مہاجرین ہیں کہ اللہ نے جنکا ذکر قرآن شریف میں بزرگی کے ساتھ کیا
وہ گروہ در گروہ تجھکو حقیر جانتے ہیں اور حضرت علی کی خلافت کو نفاق و شقاق مانتے
ہیں بھلا تجھکو کب زیبا ہے کہ حضرت علی کی برابری کرے وہ وصی و وارث رسول مقبول
ہے وہ فرزندان رسول کا باپ ہے طاعت رسول میں سب کے اول ہے اور سب سے
زیادہ قریب تر رشتہ دار ہے آنحضرت اُس سے اپنا بھید کہتے اور اپنی بات کی
اطلاع دیتے تھے تو دشمن رسول اور عدو خدا اور رسول کا بیٹا ہے جس قدر
ہو سکے باطل طور پر دنیا کمالی اور پسر عاصی بد باتوں میں تیری مدد کرے ۔ تیرا دن عدد ولید

ہوگی اور تیرا امر ثبت ہو چکا۔ اب بعد تیرے وہ ہو گا جس کی عاقبت بخیر ہو۔
دانع ہو کہ تو خدا کو فریب دیتا ہے جس کے بیچ سے تو اپنے تئین اُس مین جا تا ہے مگر تو
رحمت خدا سے مایوس ہے اور اللہ تعالےٰ تیری گھات مین ہے تو اُس کی جانب سے دھوکے
مین ہے۔ پس تابعین ہدایت پر سلام۔ اس کے جواب مین معاویہ نے یہہ لکھا۔

کہ معاویۃ بن صخر کی جانب سے یہہ نامہ اُس شخص کے نام ہے جو اپنے باپ کو
عیب لگاتا ہے۔ بعد ازان تیرا خط میرے پاس پہونچا کہ اُس مین تو خدا اور رسولؐ کی
عظمت و قدرت بیان کرتا ہے اور اُس کے ساتھہ کلام ضعیف کہتا ہے جو
تیرے باپ ہی پر پڑتا ہے۔ یعنی تیرے باپ کو معیوب اور قصور وار ٹھہراتا ہے
تو نے جو علیؑ ابن ابی طالب کی بزرگیان اور قدیم احسانات اور قرابت رسولؐ
اور ہر ایک خوف و دہشت مین انکی جان نثاری بیان کی ہے اور مجھ پر
حجت لایا ہے اور عیب لگایا ہے کہ مجھ پر اپنی بزرگی نہ ظاہر کی غیر کی بزرگی
پر ناز کرتا ہے تو نے اپنی فضیلت تو چھوڑ دی اور غیر شخص کی تعریف کرنے لگا
ہم اور تیرا باپ سب علیؑ کی فضیلت جانتے ہین اور اُس کا حق لازم مانتے
ہین۔ جس وقت اللہ نے اپنے نبیؐ کے لئے اپنی نعمت مہیا کی اور اپنے وعدہ کو تمام
کیا اور دعوت اسلام ظاہر فرمائی اور حجت قایم کی اور آنحضرتؐ کی وفات
ہوئی تو تیرا باپ اور فاروق سب سے اوّل غاصب حق علیؑ ہوا اور اُس کے حکم کے
خلاف کیا اسی بات پر وہ دونون متفق و مساوی رہے انھون نے علیؑ سے
بیعت طلب کی علیؑ نے بیعت مین تامل و توقف کیا تب انھون نے اُس کے
ساتھہ ہم عظیم کا ارادہ کیا تب اُس نے نبوت کی اور خلافت سپرد کردی وہ دونون

خلافت کے والی ہوئے ۔ علیؑ کو امورِ خلافت مین انھون نے اپنا شریک
نہ کیا اور اپنی باتون کی اُن کو خبر نہ دی یہانتک کہ وہ دونون جہان سے روانہ
ہوگئے پھر تیسرا عثمان اُن کی جگہ قایم ہوا اور بعینہٖ انھین کی راہ پر چلا ۔ محمدؑ تو نے
اور تیرے آقا علیؑ نے اُسے عیب لگایا اور ادنے و اعلے سب لگے سے معزول کرنا
چاہا تم نے اُس کے لئے بُری باتین سوچین اور اپنی عداوت ظاہر کی تا اینکہ تم اپنی آرزو
اور طمع کو پہونچے ۔ ای پسر ابی بکر سوچ اور سمجھ اور اندیشہ کر کہ ہم تیری سب
باتین نامناسب ہین ۔ کیونکہ تیرے باپ نے بستر بچھایا اور اپنی سلطنت کے لئے
مسند مقرر کی ۔

اگر ہم جنگ علیؑ مین خیر صواب اور خاطی ہین تو پہلے تیرے باپ ہی نے یہ
راہ نکالی اور ہم اُس کے ساتھ شریک ہوئے ورنہ تیرا باپ اگر یہ نہ کرتا تو ہم کیون
علیؑ سے مخالفت کرتے اور ضرور اُسے خلافت دیتے اور اُس کا حکم تسلیم کرتے لیکن
ہم نے تیرے باپ کو دیکھا کہ اُس نے پہلے یہ کچھ علیؑ کے ساتھ کیا ویسے ہی
ہم ہوگئے پہلے اپنے باپ کو عیب لگا ورنہ اپنے کلام سے باز آ ۔ سلام اُس کو جو
توبہ و رجوع کرے ۔ بلفظہٖ ۔

میان جو ہر تمتے ہم کو کوئی شکایت نہین ہے شاباش ایسا ہی چاہیے
حقوق آباو اجداد ادا کرنا فرض ہے جو تم سے کار نمایان ہوا باعث خوشنودی
ارواح بزرگان ہے ۔ مگر ہان یہ دوغلاپن اچھا نہین ۔ کہ زبان سے حضرت علیؑ
کو فی وقت من الاوقات خلیفہ برحق کہتے ہو اور دل سے بے دین اور غیر
مستحق خلافت وغیرہ وغیرہ پس لازم ہے کہ زبان اور دل کو ایک کرو اور ہر کا یہ مذہب

کو چھوڑ دو۔

پھر زمانہ آزادی کا ہے اگر خدا و رسولؐ کو بھی علانیہ ناسزا و بُرا کہو تو کون تمہاری زبان روک سکتا ہے جیسا بنی اُمیہ و مروانیہ نے کیا حضرت علیؑ کو برسر منبر بُرا کہتے اور فخر کرتے تصدیق خلافت کیسی۔ قرآن مجید کو نشانہ میں باندھ کر سیکڑوں تیر لگائے پھر اُس پر عمل کیسا۔ خانہ خدا و رسولؐ کو محاصرہ کرکے سیکڑوں بے ادبیاں گستاخیاں کیں غلیظ کا انبار لگا دیا پھر حرمت کجا۔ صدہا ہزارہا کتاب اللہ کو ڈھیر لگا کر جلا دیا پھر بزرگی کہاں غرضکہ جو بات کی پوری کی اور مسلمان بنے ہی رہے۔ امیر المومنین کا خطبہ اُن کے نام مسجدوں میں پڑھا ہی جاتا رہا اور خلیفہ اُمت کہلاتے ہی رہے۔

پس تم کو بھی یک رنگ ہونا چاہیے اس دخل فصل کی باتوں پر لوگ چونکیں گے اور اعتبار نہ کرینگے۔

اب ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ جو اسلام خلفاء ثلثہ نے سندھ سے لیکر شرق تک پھیلایا تھا۔ یہی تھا۔ جو بنی اُمیہ و مروانیہ کے وقت میں جاری تھا یا اور کوئی نیا اسلام تھا جس میں رسول اللہ کہنے والے اور خدا کے نام لینے والے اور جنت کے عبث نہ سمجھنے والے اور خدا کے وعدہ کو صدق سے بہ کذب نہ بدلنے والے اپنے ایمان پر قائم رہے ہوں اور کسی نے ان جبار و قہار و ظالم خلیفوں کو ان حرکات سے روکا ہو وقعات تاریخی سے تو کوئی معلوم نہیں ہوتا ہاں مثل مصنف روضۃ الصفا اگر کسی نے جھوٹی روایت لکھدی ہو تو خیر۔

ع اسلام گر یہی ہے تو اسلام کو سلام + اگر اسلام اسی کا نام ہے کہ قتل کرتے لوٹتے مارتے مگر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہلاتے عورتوں و بچوں کو لونڈی غلام

بنا تے مغرب سے مشرق تک نکل گئے اور مال غنیمت سے جھولیاں بھر لیں تو چنگیز خان ہلاکو نادر شاہ تیمور وغیرہ کے فتوحات دیکھو خلفائے ثلثہ سے بدرجہا بڑھے ہوئے ہیں السابی خالد سیف اللہ وغیرہ کا حال تواریخ میں دیکھو جدہر رخ کیا قتل و غارت مار دھاڑ کر گئے پس باندوں کو یا مسلمان برائے نام ہونا پڑا یا خر یہ دیکر پیچھا چھوڑا یا اسی لئے تو عیسائی اسلام پر بزور شمشیر اسلام قبول کرانیکا داغ بدنما لگاتے ہیں جسکا جواب اکثر محقق و انصاف پسند نے یہہ دیا تھا کہ آنحضرتؐ کے عہد میں جس قدر جہاد ہوئے تحفظ اسلام کی غرض سے یعنی جب کفار نے خود ہی مدینہ پر حملہ کیا یا تحزب اسلام پر کمر باندہی اسوقت حفاظت ورست اسلام کے واسطے لڑنا بھڑنا ضرور ہوا اس جنگ وجدال میں جو مال عالڑنے والوں کو تقسیم ہوا اور فتوحات محمدی کے دیکھنے سے واقعی السابی پایا جاتا ہے۔ آنحضرتؐ کے وقت میں بھی منبت سے طامع و حریص صرف مال لوٹنے اور حصہ لینے کی غرض سے بظاہر اسلام قبول کر لیتے تھے مگر دل اُن کا وہی کافر تھا چنانچہ سورہ منافقون ہی کلام اللہ میں موجود ہے اور آنحضرتؐ کی دشمن بھی۔ چنانچہ اسی رسالہ میں ایک حدیث مشہور رسول اللہ با علیؑ غزوہ طائف میں لکھی گئی ہے جس سے منافقین صحابہ کا ہمیشہ غزوات میں ہمراہ رہنا ثابت ہوتا ہے اور حضرت علیؑ سے دشمنی رکھنا۔ رسول اللہ جب مال غنیمت تقسیم فرماتے تو بعض بندہ زر و غلام نفس برو کہدیتے کہ یا محمدؐ تقسیم میں آپ انصاف کریں۔ اور آپ فرماتے ولے ہو تم پر اگر میں ہی ناانصافی کرونگا تو انصاف کی امید کس سے ہو گی۔

اکثر ان منافقون کے اقوال و افعال سے آپ درگزر کرتے اور فرماتے کہ

کفار کہتے ہیں گے کہ محمد اپنے اصحاب کو سزا دیتے ہیں مگر امر بالمعروف و نہی عن المنکر
میں درگزر منظور نہیں تھا۔ پس معلوم ہوا کہ جب آنحضرتؐ ہی کے روبرو منافق لوگ
جنگ و جدال میں بہ طمع نفسانی شامل رہتے تو بہ عہد خلفائے ثلثہ جس میں بیجا
خاصا ہر لوٹنگ تھا ہزار در ہزار منافق لوٹ کے مال اور لونڈی غلاموں کی خواہش
میں دوڑتے ہوں گے اور جنگ و جدال میں شرکت کی ہوگی مخلص قلاش بیکار لوگوں
کا یہی طریقہ ہوتا ہے۔ لیجیے لاکھوں کی فوج تیار ہوگئی اور سپاہ خالد سپہ
سالار بنگئے جدھر گئے قتل و غارت لوٹ کھسوٹ نہ رائے زد ہائے جس کی عورت
پسند آئی مرد قتل کیا گیا عورت پر تصرف بیجا خلاف حکم خدا و رسولؐ دیکھو مالک
بن نویرہ کا حال جسے خالد نے باوصف اُسکے مسلمان ہونے کے صرف باغوائے نفس
شیطانی قتل کرکے بیچاری عورت پر تصرف یعنی زنا کیا۔

پس جن لشکروں کے ایسے افسر سالار قلعہ شکن ہو گئے اُس کا کیا ٹھکانا اور
تماشا تو یہ ہے کہ ابوبکر صدیق کو باوجود یکہ حضرت شیخین ہمو بخشن اور فاروق اعظم
بیچارے حد جاری کرنے کو بہت کچھ چیخے پکارے مگر خالد نے جو کیدا ان در
دولت صدیقی کو رشوت دیکر گانٹھ لیا تھا صاف بچ نکلا اور بال بھی
بیکانہ ہوا۔

مورخ لکھتے ہیں کہ اسلام میں یہ پہلی رشوت اور اس ناشدنی کی ابتدا ہے
اوائل خلافت میں ابو سفیان نے پہلے حضرت علی کو ورغلانا کہ تم خلافت لو ہم مدد کو
موجود ہیں۔ مگر حضرت اس نکتہ کے کید عظیم میں کب آنے والے تھے۔ اُس نے
خلیفہ صاحب کو دہمکایا کہ تم خلافت کے مستحق نہیں ہو حسنین و حسان۔ خیر بمصلحت

یہہ ہوئی کہ شام کی حکومت معاویہ کو دیکر پیچھا چھوڑاؤ۔ یہہ بنیاد معاویہ شاہی کی ہے جو پانچواں خلیفہ اہل سنت کی رائے میں سمجھا جاتا ہے اور چھٹا یزید اسیطرح بارہ ۱۲ خلیفہ کی تعداد پوری کی گئی ہے۔

واضح ہو جو لوگ بعد فتح مکہ مسلمان ہوئے ہیں وہ مولفۃ القلوب کہلاتے ہیں جو بنظر تالیف قلوب و رونق اسلام مسلمانوں میں شامل کئے گئے مگر مثل منافقوں کے اُن کے ایمانوں کا ٹھکانا نہیں۔ اُنھیں میں ابوسفیان و معاویہ ہے ایک حدیث نبوی مروان کے حق میں پیشتر ہم لکھ چکے ہیں کہ یہہ مروان کتاب اللہ میں مخالفت پیدا کرے گا اور پیغمبر خدا کے طریقہ میں مفسدہ ڈالے گا۔ اب دوسری حدیث خاص خلیفہ اول کی شان والا میں سنیئے۔ صحاح ستہ موطا میں ابی النضر مولی عمر بن عبید اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے اُحد کے شہیدوں کے حق میں فرمایا میں قیامت کے دن اُن کی گواہی دونگا ابوبکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم اُن کے بھائی نہیں ہیں اُن جیسے ہم بھی مسلمان ہیں جیسے اُنھوں نے جہاد کیا ہم نے بھی اپنی جانیں لڑادیں رسول اللہ نے فرمایا یہہ بات ٹھیک ہے لیکن خبر نہیں کہ تم میرے بعد کیا کیا دین میں ایجاد کروگے یہہ سنکر ابوبکر روئے اور بہت رونے کے بعد کہا کیا ہم آپ کے بعد زندہ رہینگے۔ ترجمہ بلفظہٖ

ایک اور حدیث سنیئے اور داد دیجیئے اہل سنت کی صحاح دارمی میں جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ عمر خطاب رسول اللہ کے پاس ایک توریت کا نسخہ لائے آنحضرت خاموش ہوگئے۔ عمر نے اُسے پڑھنا شروع کردیا۔ رسول اللہ کا چہرہ مبارک متغیر ہونے لگا ابوبکر بے تاب ہوگئے

اور عمرؓ سے خطاب کر کے فرمایا روئیں تجھے رونے والیاں کیا تو چہرہ رسول اللہؐ کو نہیں دیکھتا۔

عمرؓ آپ کے چہرہ کو دیکھکر کہنے لگے میں اللہ سے اُس کے غصہ اور اُس کے رسولؐ کی خفگی سے پناہ مانگتا ہوں ہم راضی ہیں اللہ سے اور رسولؐ سے اور اسلام سے۔ بعدہ رسول اللہؐ نے فرمایا خدا کی قسم اگر تمہارے سامنے موسیٰ علیہ السلام ہوتے تو تم مجھے چھوڑ کر اُن کی پیروی کرتے اور ضرور سیدھی راہ سے بہک جاتے لیکن اگر موسےٰ علیہ السلام زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پاتے ضرور میری پیروی کرتے۔ بلفظہ۔

پس اب اہل انصاف غور کریں۔ اسلام برائے نام تو ضرور مشرق سے مغرب تک پھیلا۔ اور فتوحات عظیم حاصل ہوئیں مگر اُس کے ساتھ بقول مخبر صادق یہ بھی ضرور ہوا کہ اسلام میں صدہا ایجادیں کی گئیں اور کتاب اللہ کی مخالفت اور طریقہ رسول اللہؐ میں مفاسد و منافقت جو ظاہر ہوئی اُسے آنکھ سے دیکھ لو۔ عیان را چہ بیان۔ ۷۲ بہتر فرقہ اسلامیہ تو ابتدا سے موجود ہی ہو گئے بعدہ وہابیہ و نیچریہ و مہدویہ و احمدیہ وغیرہ یعنی ایک قادیانی صاحب نے اپنا سب سے نرالا مذہب نکالا ہے۔ اب اِن فرقوں کے اصول و فروع میں دیکھو تو زمین اور آسمان کا فرق ہے اور لطف یہ کہ سب اپنی قرآن و حدیث سے سند لیتے ہیں۔ ایک کہتا ہے قرآن مخلوق ہے مثل داؤد ابن علی اصبہانی دوسرا کہتا ہے خدا مجسم ہے مثل ابن تیمیہ ظاہری۔ تیسرا کہتا ہے فرشتوں و شیطان کا وجود نہیں حضرت عیسےٰ بغیر باپ کے نہیں پیدا ہوئے۔ قرآن

اعجاز نہیں مثل سید احمد خان نیچری۔ چوتھا کہتا ہے کہ میں مسیح موعود ہوں مجھ پر وحی
آتی ہے مثل غلام احمد قادیانی۔ پانچواں کہتا ہے خالق خیر و شر کا خدا ہے
اُسی کی جانب سے سب نیکیاں و بدیاں ہوتی ہیں تقدیر میں جو لکھدیا گیا ہے وہ
اٹل ہے مثل جوہر مصنف اسرار الہدیٰ۔ چھٹا کہتا ہے کہ رسول اللہ
کا مزار مقدس معاذ اللہ صنم اکبر ہے مکہ و مدینہ پر جہاد واجب اُس کا قتل و قمع
رسول اللہ کا روضہ انور قابل انہدام یعنی نیست و نابود کرنا فرض مثل عبدالوہاب
نجدی۔ ساتواں کہتا ہے نعوذ باللہ منہا رسول اللہ کا مرتبہ خدا کے روبرو
مثل ایک چمار کے تھا مثل مولوی اسمٰعیل دہلوی۔ آٹھواں کہتا ہے کہ کان
محمد رسول اللہ یعنے تھے محمد۔ اب کلمہ میں کان کا لفظ زیادہ کرنا چاہیئے مثل مولوی
نذیر حسین دہلوی۔ غرضکہ جملہ فرقہائے اسلامیہ کے اعتقادات بہ نسبت
خدا و رسول و قرآن مجید مفصل کتابوں میں درج ہیں مشتے نمونہ از خروارے
ہم نے لکھدیا ہے۔ مگر عبدالوہاب نجدی کا مختصر حال لکھتے ہیں۔ کتاب جوہر الا
یقان اہل سنت سے عبدالوہاب نجدی گوکہ دعوے حنبلی مذہب کا رکھتا مگر حکومت
کے زعم میں بے ادبی و گستاخیاں بہ نسبت جناب رسالتمآب و اہل بیت
اطہار و دیگر علمائے مومنین کی کرنی شروع کردی اور گستاخی و بے حرمتی
حرمین یعنی مکہ و مدینہ و قتل سادات و غارت گری اموال پر کمر باندھی۔ سنہ ۱۲۱۸ھ
ایک لشکر جمع کیا لوگوں نے سلطان روم کا نام خطبہ سے نکال کر اسی کے
نام کا خطبہ جاری کردیا ایک کتاب التوحید تصنیف کرکے اطراف و جوانب میں
مشتہر کیا اہل اسلام جوق جوق بہ قصد جہاد مکہ و مدینہ پر متفق ہو گئے۔

سنہ ۱۲۲۱ میں سعود نامی اس کا نائب کعبہ کو روانہ ہوا اور قرن المنازل میں پہونچکر طائف پہونچا اور ایک جماعت کثیر کو بہ بہانہ ملاقات بلا کر قتل کر ڈالا اور شہر کو لوٹ لیا بعدہ سیف زنان اور غارت کنان مکہ معظمہ میں آیا اور جو حق غارتگری وقتل کا تھا خاص بیت اللہ میں کیا تمام شریف سادات کو تہہ تیغ کر کے مال اسباب جملا سب لوٹ لیا۔ مساجد و مقابر و آثار صحابہ منہدم کر ڈالے وہان سے مدینہ پہونچا وہان بھی قتل و غارت کر کے روضہ مقدسہ نبوی صلعم کے انہدام پر عازم ہوا مگر ایک اژدہائے خونخوار کے نکلنے سے روضہ مقدسہ کو منہدم نہ کر سکا۔ مدینہ میں اپنا نائب چھوڑ کر پھر مکہ کی طرف لوٹا اور تمام اطراف ملحقہ حجاز و عراق و نجد میں قتل عام شروع کیا کربلائے معلےٰ کو بھی خوب لوٹا اور قتل کیا۔ بلفظہ۔ ہیچ کافر نکند آنچہ مسلمان کردند۔ و میکنند۔

پس معلوم ہوا کہ سچی اسلام خلفاء ثلثہ نے مشرق سے مغرب تک پھیلایا۔ اور وہ وہ ایجادیں اور تحریفات بیجا قرآن مجید و حدیث نبوی صلعم میں واقع ہوئے کہ اسلام کا نام ہی نام باقی رہا خدا و رسول صلعم کے احکام پر نہ ابتدا سے عمل ہوا نہ ہوتا ہے خدا نے جو رضیت لکم الاسلام دینا فرمایا وہ اور ہی اسلام ہے۔

خدائے قادر کا وعدہ پکا اس رسول خاتم النبیین کی بعثت لا انجم غیر زوال تا قیام قیامت مگر ایسے اسلام پر جسکا مختصر ذکر اوپر ہوا نہ خدا کے وعدہ نہ رسول اللہ صلعم کی بعثت کا اثر ہوا کیونکہ جب ایک ملت ایک دین ایک خدا ایک رسول صلعم پھر یہ انقلابات عظیم اور صدہا فرقوں کا جدا ہو جانا اور خدا اور رسول صلعم کے احکام صاف صریح میں شاخیں لگانا اور تاویلات لایعنی و توجیہات بے معنی اپنے

قیاس سے پیدا کرنا چہ معنی دارد - اگر خدا اور رسولؐ کے حکموں کے مقید رہتے اور ربانی
معنی و مطالب قبول کیے جاتے اور جو حکم خدا اور رسولؐ نے دیئے تھے اُن پر پورا
پورا عمل کیا جاتا تو اسلام میں کیوں رخنے اور خرابیاں پیدا ہوتیں مگر نفسانیت
و طمع حطام دنیوی سے انسان مجبور ہے - اب سنیئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام
نے نہ کبھی تلوار اٹھائی نہ کسی کو مارا صرف جہاد لسانی کرتے رہے تمام عمر میں
صرف گیارہ یا بارہ یا کچھ زیادہ بہر کیف سو سے کم آپ پر ایمان لائے اور وہ
حضرت چوتھے آسمان پر تشریف لیگئے پھر کیا اُن کی بعثت عبث ہو گئی ہرگز نہیں
بلکہ صاحب شریعت رسولؐ برحق تھے اُن کے بعد اُن امت کی تعداد دیکھو کہ اُن کی
جہاد لسانی نے کیا فوائد بخشے - ایسا ہی ہمارے حضرتؐ سید الانبیا خاتم النبیین
دس گیارہ برس تک اپنے وطن مکہ میں رونق افروز رہے اور لسانی جہاد فرمایا گئے
ایک تعداد کثیر صرف مواعظ و نصائح سنکر مسلمان ہوئے جب مدینہ والوں نے
بعد قبول اسلام اپنے یہاں بلایا خدا کی مصلحت یہی ہوئی کہ ہجرت کریں مدینہ میں تشریف
لائے کفار مکہ نے گروہ مسلمانوں کی تخریب میں سبقت کی خدا نے حکم جہاد بہ شمشیر دیا
تحفظ اسلام اور خیر اندیشی قوم کے لیے آپ کفار سے لڑے بفضل خدا اس حال
تھا فتحیاب ہوئے اس بات پر تو سب کو اتفاق ہے کہ ہر قوم و ملت میں بہ نسبت
عام کے خاص ممتاز و برگزیدہ ہوتے ہیں چنانچہ اللہ جل شانہ نے خود ہی تعریف
کی ہے و قلیلا من عبادی الشکور قرآن مجید میں اور اکثر مقام پر قلیل کی تعریف
فرمائی ہے چنانچہ نقل و عقل اس بات کے شاہد عادل ہیں - ابتدائے آدم سے
تا ایندم عام اور خاص میں تمیز ہوتی آئی ہے - رسول اللہؐ کے عہد میں بھی

جو لوگ تصدیق بالقلب واقرار باللسان کرکے ایمان لائے اُنھیں کو مومنین
کہا گیا۔
عام کو منافقین کیونکہ قلیلاً من عبادی الشکور خدا کا فرمان ہے۔
پس خاص بہ نسبت عام کے ہمیشہ وہر حال میں تھوڑے رہے ہونگے۔ بعدہ
خلافت اول وثانی وثالث میں بھی یہی عملدرآمد ہوا کیونکہ اہل سنت افضل البشر
بعد رسول اللہ ابوبکر ثم عمر ثم عثمان کہتے ہیں پھر عشرہ مبشرہ کو انتخاب کرتے
ہیں باقی عوام۔ شیعہ حضرت علیؑ کو بعد رسول خدا افضل بشر وچند اصحاب مثل ابوذر و
عمار ومقداد وسلیمان وغیرہ وعباس وعبداللہ وفضل وغیرہ بنی ہاشم کو مختص شمار کرتے
ہیں۔ اب اگر انصاف اور ایمان سے ہم دیکھتے ہیں تو حضرت علیؑ کا پلہ بہت ہی
بھاری نظر آتا ہے یعنی اُن کو خدا کے حکم سے رسول اللہ نے خم غدیر میں بالفاظ
خلیفہ وجانشین بنایا جس کی تفصیل وتشریح باب خلافت رسالہ ہذا میں درج ہے۔ ابوبکر صدیق
کی نسبت جو حدیثیں جوہر صاحب نے لکھیں امامت نماز وخلافت کی بابتہ انکی کچھ اصل نہ پائی
گئی نہ اُن کی تعمیل حیات رسول خدا میں ہوئی۔
ہاں امام شورہ میں جس کی تصدیق حضرت علیؑ نے بھی کی ہے پس اب دیکھنا چاہئے
شورہ کسطرح کا تھا آیا چند معزز خاص لوگ ایک جگہ جمع ہوئے اور اپنی اپنی رائے
ظاہر کیں یا عوام کا مجمع ہوا۔ بخاری ومسلم میں جناب عائشہ سے ایک حدیث
طولانی شورہ خلافت کی بابتہ لکھی ہے۔ جملہ انصار ومہاجر سقیفہ بنی ساعدہ میں
جمع ہوئے انصار کہتے ہم میں سے مہاجر کہتے ہم میں سے امیر ہو۔
ابوبکر عمر ابوعبیدہ جراح بھی پہونچے حضرت عمر غصہ والے تھے بولنے لگے ابوبکر

نے اُن کو روکا خود بولے ہم میں سے امیر ہو تم میں سے وزیر ہو جناب عمر کہتے ہیں میرے
بولنے کی یہہ وجہ تھی کہ میں نے عمدہ عمدہ الفاظ جو مجھے نہایت درجہ مرغوب تھے تقریر
کے لیئے سوچے تھے اور اس کا بھی خوف تھا کہ ابوبکر نہ بول سکیں گے مگر ابوبکر نے
خوب ہی کلام کیا حباب ابن منذر نے کہا ہم کبھی راضی نہ ہونگے جبتک ایک ہم سے
ایک تم میں سے والی نہ ہو آخر ابوبکر نے کہا کہ عمر خطاب و ابو عبیدہ جراح موجود ہیں
اُن سے بیعت کرو مگر جناب عمر نے کہا یہہ آپ کیا کہتے ہیں آپ ہمارے سردار ہیں ہم سے
بہتر ہیں رسول خدا کے محبوب ہیں ہاتھ بڑہاؤ بلکہ ہاتھ پکڑ کر بیعت کر لی پھر سب راضی
ہو گئے ایک شخص بولا تم نے سعد بن عبادہ کو مار ڈالا عمر نے کہا منظور خدا یہی تھا یعنی
وہ بگڑ ہشت مشت ہوا کہ سعد بن عبادہ پامال ہو گیا اور سخت چوٹ آئی ۔

عمر خطاب کی خواہش اور آرزو پہلے ہی سے عمدہ عمدہ الفاظ مرغوب طبع جو سوچ کر منتخب
کر رکھے تھے کہنے اور بولنے کے تھے پس معلوم ہوا کہ جب تم غدیر میں حضرت علیؑ کو آپکے
کل مومن و مومنہ کے مولا ہونے کی مبارکباد دی اُسی وقت سے یہہ عمدہ و چیدہ
الفاظ منتخب کر لیئے تھے کہ وقت پر استعمال کرونگا

پس ظاہر ہے کہ جیسا نماز جماعت کی امامت میں جناب عمر نے ابوبکر کو امام بنا
دیا ویسا ہی یہاں بھی مدعی سست گواہ چست جبراً ہاتھ پکڑ کے بیعت کر لی
اور نہ مشورہ ہوا نہ اجماع ۔ عمر خطاب کی یہہ پولٹکل چال تھی کہ یہہ حضرت تو ساٹھ
سالہ ہو ہی چکے ہیں برس دو برس برائے نام اگر ہو پھر ہم ہی ہم ہیں چنانچہ ایسا ہی
ہوا بھی کہ ابوبکر کی خلافت میں بھی حضرت مختار عام بلکہ اعلےٰ رکن اسلام رہے
جب وفات ابوبکر کا زمانہ قریب ہوا تو اُنھوں نے مصداق من ترا حاجی بگویم

تو ہم اسکو بھی نگو۔ نہ شورہ پر خلافت چھوڑی نہ اجماع پر اپنی حیات ہی میں سند
خلافت بنام جناب عمر لکھا دی اور یہہ خیال کیا گمان بھی نہ ہوا کہ رسول اللہؐ نے
تو کسی کو خلیفہ کیا ہی نہیں مسلمانوں پر انتخاب منحصر کر دیا ہے پھر ہم خلاف فعل
رسول اللہ کیوں اپنا آبائی مال سمجھکر سند خلافت و ولیعہدی لکھے دیتے ہیں
صدقت یا رسول اللہ سچ آپ نے فرمایا کہ بعد میرے دین میں کیا کیا ایجاد
کروگے۔

اب جناب عمر جو مرنے لگے تو فرمایا کہ میں اگر کسی کو خلیفہ کر جاؤں تو مجھسے بہتر شخص یعنے
ابوبکر نے ایسا کیا اور نہ کر جاؤں تو مجھسے افضل تر رسول اللہ نے اُمت کو بے خلیفہ
کے چھوڑا۔ پس آپ نے یہہ دونوں طریقے ناپسند کر کے چھہ اصحاب خاص پر جن میں
عثمان بن عفان سے طرفدار زیادہ تھے امر خلافت کو چھوڑا اور ایک ایجاد اپنی جانب
سے زیادہ کی۔ عثمان بن عفان کی بے اعتدالیاں خلاف شریعت صحاح و
تواریخ اہل سنت میں مرقوم ہیں جن کے باعث سے اُن کی جان عزیز برباد ہوگئے
مگر پہلے ایجاد مروان بن حکم مردود و مطرود رسول خدا و خلفائے ماسبق کو اپنا
وزیر و مشیر و مہمات مالی و ملکی کا مدار المہام بنایا۔ قرآن مروجہ سابق کو جو رسول خدا کے
عہد و ابوبکر و عمر کے زمانہ خلافت میں عملدر آمد ہوا کیا سبکو منگوا کر جلا دیا۔ اور اپنا
جمع کیا ہوا قرآن جاری کر دیا جو اب تک موجود و زیر قرأت ہے۔ یہہ دوسری
ایجاد ہوئی۔ ہمکو اس قرآن میں کمی الفاظ و آیات کا غم ترتیب ہونے کا غم ہے
جس سے بقول مخبر صادق کتاب اللہ میں مخالفت پیدا ہو گئی ورنہ منزل من اللہ
ہونے میں شک و شبہہ نہیں ہے۔

ان خلافتوں میں حضرت علیؑ و آنکا گروہ ناپرسان حالت میں رہا مگر یہہ ضرور تھا کہ آپ امر بالمعروف و نہی عن المنکر بتلاتے رہے اور حق بات کہنے سے باز نہیں آئے بہت سی مثالیں کتابوں میں مذکور ہیں چنانچہ عمر خطاب کے آتش مزاج اور غصہ ور کے عہد میں بھی آپ نے احکام دینی میں اصلاح فرمائی۔ امام احمد ابو طبیان سے روایت کرتے ہیں کہ عمر نے ایک زانیہ کو رجم یعنی سزائے شرعی دینے کا حکم دیا لوگ سزا کے واسطے لیچلے حضرت علیؑ راہ میں ملے حقیقت پوچھی اور فرمایا یہہ مجنونہ مرفوع القلم ہے اسے سزا نہ ہونی چاہئیے چنانچہ وہ رجم سے بچی اور جناب عمر نے ازراہ انصاف فرمایا لولا علی لہلک عمر اگر نہوتے علیؑ ہلاک ہو گیا تھا عمر۔ اسیطرح دوسری روایت ہے ایک حکم شرعی دینے میں عمر خطاب سے غلطی ہوئی حضرت علیؑ نے تصحیح کی عمر نے کہا اس وقت سے میں پناہ مانگتا ہوں جبکہ علیؑ موجود نہوں۔

جبکہ عموماً اہل سنت اور خصوصاً جوہر صاحب اپنی نادانی و کج بحثی سے یہہ بہت بڑا اعتراض اور سوال کرتے ہیں کہ حضرت علی اسد اللہ الغالب اشجع الناس کفار کش وغیرہ اگر تھے تو غصب خلافت پر کیوں راضی ہوئے اور بزور ذوالفقار سربار خلفاء ثلاثہ سے کیوں نہ خلافت چھین لی نہ کہ ہمیشہ مغلوب و محکوم رہے

اس کا جواب مختصر یہہ ہے کہ قصص الانبیاء و اوصیا اگر دیکھی جاویں تو ظاہر ہو جائے کہ خدا کی حکمت و مصلحت و حلم و برداشت اپنے بندوں کے اعمال و افعال قبیحہ پر باوصف قدرت و جبروت و عظمت و قہاری و جباری کے

کس درجہ بڑھی ہوئی ہے۔ عموماً کل انبیاؑ کا حال باستثنا ے حضرت سلیمانؑ جنکو
نبوت و پادشاہی جن وانس ملی دیکھا جاتا ہے تو اپنے عہد کے پادشاہان جابر و ظالم
سے مغلوب ہی رہنا اور اُن کی حکومت میں بسر کرنا ظاہر ہوتا ہے مگر تبلیغ رسالت و
احکام خدا کا پہونچانا جو خدمات وقتاً فوقتاً اُن کے سپرد ہوئیں اُن کی بجا آوری میں
سر مو فرق نہیں کیا کیسے کیسے ظلم و شدائد و عذاب و عقاب ظالموں نے
اُن پر کیئے مگر وہ اپنی رسالت و خدائی یکتا کی وحدانیت ظاہر کرتے رہے اور بندگان
خدا کو وحدہٗ لاشریک لہٗ کی پرستش و بندگی کی دعوت عام فرماتے۔ جن لوگوں نے
اُن کو رسول اور خدا کو واحد و یکتا مانا وہ خاص میں محسوب ہوئے باقی عام خلقت
کافر کی کافر رہی۔ حضرت داؤدؑ و حضرت موسےٰؑ وغیرہ بعض بعض پیغمبروں کو جہاد
بحرب و ضرب کا حکم ہوا اُس کی بھی تعمیل کی مگر نہ ایسا کہ مغرب سے مشرق تک عالمگیری
کی ہوس میں قتل و قمع کرتے پھریں غرضکہ جہاد بھی محدود اور خاص قوم کے واسطے تھا
اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ہر نبی کے ساتھ اُسکا وصی بھی ضرور ہوتا جو اُمور نبوت و
رسالت میں اُس کے ہمراہ رہکر مدد کرتا جیسا حضرت موسےٰ کے بھائی حضرت
ہارون۔ اور وہ بھی بحکم خدا انتخاب ہوتا مقبول و برگزیدہ شخص کیونکہ خدا ئے
قادر مطلق اپنی مخلوق پر تصرف کامل رکھتا ہے اور اپنے بندوں کی رہنمائی و ہدایت
و پند نصائح کو ایسے ہی خاص الخاص اشخاص کو منتخب کرتا ہے جو اُس زمانہ میں وحید
عصر و یگانۂ روزگار ہوں اور خدا کے حکموں کی تعمیل میں کامل اور عامل ہمہ صفت
موصوف اور اُن کو خدا کی جانب سے ایک دستور العمل ملتا ہے جیسے صحیفہ یا وحی
یا الہام جو چاہے سمجھ لو جسپر وقتاً فوقتاً عمل کیا جاتا ہے اگر وصی ہوا تو رسولؐ کے ذریعہ

سے بھر کیف خدا کی جانب سب مدارج طے کر دیئے جاتے ہیں حضرت موسےٰ اور ہمارے حضرتؐ سے مشابہت تام ہے اور خود ہی آنحضرتؐ نے امت موسوی سے اپنی امت کو مشابہ ہونا فرمایا ہے۔ عمر خطاب سے بھی آپ نے یہی فرمایا کہ اگر حضرت موسےٰ زندہ ہوتے تو مجھے چھوڑ کر تم ان کی پیروی کرتے اس پر خدا کی قسم بھی آپ نے مزید کی

پس دیکھو حضرت موسےٰ چالیس برس کی عمر میں مبعوث ہوئے فرعونیوں کے ہاتھ سے کیا کیا اذیت سہی کیسی کیسی مصیبتیں جھیلیں جب معجزہ دکھاتے ساحر و کاہن وغیرہ الفاظ سے یاد کیے جاتے ایک عرصہ دراز کے بعد قوم کا چھوٹا سا گروہ فراہم ہوا اور فرعون سے مقابلہ کرنے کو حکم ملا حضرت جبرئیل مدد کے لیے ساتھ ہوئے حضرت ہارون وصی و شریک فی النبوت قرار پائے دریائے نیل سے آپ نے عبور کیا فرعون ملعون مع سپاہ و لشکر غرق ہوا۔ آپ نے اپنی امت کو حضرت ہارون اپنے بھائی کے سپرد کر کے کوہ طور پر تشریف لے گئے۔ یہاں ان سامری مردود نے اور ہی کرشمہ کیا سب کو گوسالہ پرست کر دیا حضرت ہارون سمجھاتے رہے ایک نہ سنی جب حضرت موسےٰ واپس آئے پھر قوم کو جمع کیا اور راہ راست پر لائے اپنے بعد یوشع بن نون کو خلیفہ مقرر کیا زوجہ حضرت موسےٰ نے ان سے جدال و قتال کیا۔

ہمارے حضرت خاتم النبیینؐ سید المرسلین میں سب انبیاءؑ کے کمالات آپ کو ملے۔ اور آپ بھی اس عمر میں رسالت پر مامور ہوئے سب سے پہلے حضرت خدیجہ اور حضرت علیؑ نے تصدیق رسالت کی کفار قریش قوم و قبیلہ نے مخالفت

دہی شروع کین اللہ اکبر ابتداے بعثت مین جو اذیت مصیبتین آپنے برداشت کین اور جو طعن و تشنیع استہزا ہنسی ٹھٹھہ توہین تذلیل قوم کیجانب سے آپ کی جناب مین ہوئین اُن کے مفصل لکھنے سے روح کانپتی ہے کوئی اونٹ کی اوجھڑی گلے مین ڈالتا ہے کوئی راہ مین کانٹے بچھاتا ہے کوئی کاہن و ساحر و مجنون کہتا ہے کوئی کہتا ہے کوئی نا سزا باتین کہتا ہے یہانتک کہ عقبہ بن معیط مردود و ملعون نے حالت نماز مین آپکے گلے مین چادر ڈالکر اس زور سے کھینچا کہ آپکا گلا گھٹ گیا۔ ابوجہل مردود علانیہ آپکو برا کہتا ایک روز امیر حمزہ نے سن لیا اور اُسے ایسا سیدھا کیا کہ علانیہ بدگوئی سے باز آیا۔ مگر آنحضرت نے کبھی پروا نکی اور کلمہ حق زبان پر جاری رہا حضرت ابو طالب آپکے چچا جنھون نے بعد وفات جناب عبد اللہ پدر بزرگوار آپکو پرورش کیا اور ہر حال مین آپکے ممد و معاون رہے جب یہ حال سنتے سخت صدمہ گزرتا اور حتی الوسع اُن نا اہلون سے انتقام لیتے۔

آپکے چند اصحاب مثل حضرت یاسر وغیرہ و انکی زوجہ سمیہ کو کفار نے ہر روز یہ اذیت دینی شروع کی کہ بطحا کی ریتلی زمین مین گرم ریت پر اُن کو لٹاتے اور پتھرون کی سلین اُن کی چھاتیون پر رکھ دیتے عرصہ تک یہی ظلم و ستم جاری رہا مگر آپ ہر حال مین صابر و شاکر رہتے اور تبلیغ رسالت فرماتے۔

یک دن آپ تنہا طائف کو تشریف لیگئے اس امید پر کہ وہان کے باشندے کلمہ حق سنکر راہ راست پر آوین مگر اُن نا عاقبت اندیشون نے جو مجسم شیطان تھے آپکو مجنون و دیوانہ کہکر نکالدیا اور دور تک مجنون و دیوانہ کہتے پتھر مارتے پیچھے چلے آئے نعوذ باللہ من ذالک۔ پھر آپ مکہ مین تشریف لائے

ایک روز اپنے قبیلے کے آدمیوں کو جمع کیا اور دعوت کی فرمایا میں خدا کی
وحدہ لاشریک ہے اُس کی پرستش کرو بتوں کو چھوڑ دیو لگڑی پتھر میں اور دیکھوں
انمیں سے کون شخص میرا مددگار و جان نثار خدا کے کاموں میں اعانت کرنے
والا ہوتا ہے سب لوگ خاموش رہے مگر حضرت علی گو کہ کم عمر تھے مگر اُٹھے
اور عرض کی اے رسول اللہ میں آپ پر جان قربان کرونگا آپ کی مدد کرونگا خدا
کے کاموں میں آپکا سپر ہونگا آنحضرت خوش ہوئے اور فرمایا دیکھو یہ
میرا وزیر اور جانشین و خلیفہ ہے۔ سب لوگ ہنسنے لگے کہ ایک چالیس
سالہ جوان اور ایک لڑکا چاہتے ہیں کہ تمام جہان میں حکومت کریں غرض وہ لوگ
ہنس ہنسا کر منتشر ہو گئے۔
اللہ جل شانہ نے آپکے کلام میں وہ برکت اور عظمت دی تھی کہ لوگ عش عش کرتے
اور بجز استہزا و غیرہ کے جواب نہ دے سکتے
غرض ایک چھوٹا سا گروہ مسلمانوں کا ہو گیا اور کفار کی آتش غضب روز بروز مشتعل
ہونے لگی آپ کو اور آپ کے اصحاب کو سخت ایذا دینے لگے۔ آپ نے بہ سرداری حضرت
جعفر ابن ابطالب حقیقی بھائی حضرت علی کے بعض اپنے اصحاب کو حبش کی جانب
ہجرت کرنے کو فرمایا اور وہ گروہ حبش کو گیا وہاں بھی کفار قریش نے پیچھا نہ
چھوڑا اور بادشاہ حبش سے درخواست کی کہ ہماری قوم کے کچھ لوگ ہمارے
خداؤں سے انحراف کر کے آئے ہیں اُن کو ہمارے سپرد کردو بادشاہ نے حضرت
جعفر کو مع اصحاب کے بلایا اور واقعات پوچھے حضرت جعفر نے خدا کی یکتائی اور
وحدانیت اور رسول اللہ کی نبوت و رسالت کی نسبت وہ مدلل تقریر کی کہ

بادشاہ حبش کو بہت پسند آئی اور کفار قریش کو بے نیل مرام اپنے دربار سے نکلوا دیا۔

اکثر محققین اسلام نے اسی کو ہجرت اولے قرار دیا ہے اور قرینہ بھی اسی پر دال ہے۔ یہان بعد اسلام لانے عمر خطاب کے کفار نے وہ شورش اور کاوش کی کہ رسول اللہؐ کو شعب ابوطالب مین پناہ لینے کی ضرورت ہوئی یعنی گھر بار چھوڑ کر پہاڑ کی کھوہ مین جو اس نام سے مشہور تھا تشریف لیجانا پڑا۔ ابوطالب ایک اور دشمن قوم کی قوم کیا کرین۔ مکہ والون نے خرید و فروخت داد و ستد رسم معاملہ برادری سب ترک کر دی اور ابوطالب سے درخواست کی کہ اپنے بھتیجے کو ہمین دیدو اور ہم مین سے جس کا دم کا خوبصورت لڑکا تم پسند کرو لے لو۔ ابوطالب نے فرمایا استغفر اللہ میرے بھتیجے کے مقابل مین تمام جہان پاسنگ ہے۔

پھر ابوطالب کے رعب و داب افہام تفہیم سے صلح ہو گئی مگر کفار ہمیشہ آپ کی تاک مین رہتے اسی عرصہ مین مدینہ والے جو ہر سال مکہ مین آتے جاتے تھے آپکے کلام معجز نظام پر فریفتہ ہو کر اس بات کے آرزومند ہوئے کہ آپ ہمارے یہان تشریف لائین۔

یہان کفار قریش نے جب یہہ قول و قرار سنا تو اور بھی جل مرے ابوجہل مردود و ابوسفیان مطرود نے اوباشون کو جمع کر کے شورہ کیا کہ آج رات کو محمدؐ کا کام تمام کر دو سب لوگ اس بات پر متفق ہو گئے اور صلاح ہوئی کہ ہر قبیلہ سے چند آدمی حملہ کرین تاکہ کوئی خاص قبیلہ قتل کا مجرم نہ تصور ہو۔ آنحضرت کو بذریعہ جبرئیلؑ امین یہہ خبر پہونچی اور حکم ربی صادر ہوا کہ رات کو اپنے فرش مقدس و مُعلّے ہمپایہ عرش پر علیؑ اپنے بھائی کو سُلا کر آپ غار مین پوشیدہ ہو جائین اور یہان سے ہجرت فرمائین کیونکہ یہہ مقام خطرناک و آزاردہ ہے۔

آنحضرت نے اپنے بستر پر حضرت علیؓ کو سلایا اور تشریف لیچلے ابوبکر کو بحکم خدا یا ارادہ میں ملجانے کے باعث جیسا شیعہ سنی میں جھگڑا ہے ساتھ لیا اور غار ثور میں پوشیدہ ہو گئے تین شبانہ روز غار میں رونق افروز رہے۔ بعدہٗ مدینہ میں نزول اجلال فرمایا۔

یہ خلاصہ مجملہ تاریخ اہل سنت کا ہے جس کا دل چاہے دیکھ لے۔ چالیس سال کی عمر میں آپ کی بعثت ہوئی اور اکیاون سال میں ہجرت پس دس گیارہ برس بعد بعثت آپ مکہ میں رہ کر صرف لسانی جہاد فرمایا کئے۔ مدینہ پہونچنے کے بعد بھی جب کفار قریش نے آپ کا پیچھا کیا اور فوج جمع کر کے جدال و قتال پر آمادہ ہوئے تب جہاد کا حکم نافذ ہوا کیونکہ اس وقت اصحاب کی جماعت میں کثرت ہو گئی تھی جس میں بہ نسبت مہاجر کے انصار زیادہ تھے۔

مگر بعد نفاذ حکم جہاد و کثرت مہاجر و انصار بھی آنحضرتؐ نے حدیبیہ میں جو باوجود زیادتی و سرکشی کفار مکہ کے صلح کی اور جدال و قتال نہ کیا مصلحت سے خالی نہ تھی خلاصہ حال صلح حدیبیہ یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے قصد حج بیت اللہ شریف کا کیا اور حدیبیہ تک پہونچکر کفار مکہ مزاحم ہوئے اور آپ کو روکا آخر صلح پر دارومدار ہوا کفار نے جو شرطیں بے مفید و خاطر خواہ پیش کیں وہ سب منظور کیں جس میں اسلام کا ضعف اور کفار کا غلبہ صریح تھا یہانتک کہ تحریر صلحنامہ میں محمد رسول اللہ کے الفاظ پر بحث ہوئی کفار نے کہا کہ اگر ہم آپ کو رسول اللہ جانتے تو کیوں یہ جھگڑا ہوتا صلحنامہ میں محمد ابن عبد اللہ درج ہونا چاہئے چونکہ رسول اللہ کا لفظ تحریر ہو چکا تھا آنحضرتؐ نے علیؑ سے فرمایا رسول کا لفظ کاٹ کر ابن عبد اللہ بنا دو حضرت علیؑ نے باس کمال ادب و ایمان عرض کی

میرے ہاتھ میں یہ قدرت و جرأت نہیں کہ رسول اللہ کے لفظ کو مٹادوں آنحضرتؐ نے خود اپنے ہاتھ سے لفظ رسول اللہ کاٹ کر ابن عبداللہ بنا دیا صحیح بخاری میں مفصل واقعہ درج ہے عمر خطاب کا اس صلح کی بابت یہ کہنا کہ مجھ کو ایسا شک نبوت آنحضرتؐ میں کبھی نہیں ہوا عجب آج -

دیکھو تاریخ خمیس اور اسد الغابہ اور اصابہ فی معرفت الصحابہ اہل سنت ابن حجر عسقلانی جناب عائشہ سے ناقل ہیں کہ اسلام نے جدائی ڈالی تھی درمیان زینب دختر رسول خدا و ابوالعاص شوہر اس کے کے مگر رسول خدا قادر نہ ہوئے کہ دونوں میں جدائی کردیں کیونکہ وہ حضرتؐ مکہ میں مغلوب تھے اور حلال و حرام میں فرق نہ کرسکتے تھے لشکر اسلام نے ابوالعاص کو گرفتار کیا اور آنحضرتؐ نے رہا کر دیا مگر اس تفریق پر قادر نہ ہوئے یعنی لا تنکحو المشرکین پر - اور جناب عائشہ فرماتی ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا اے عائشہ اگر تیری قوم کا مجھے خوف نہ ہوتا تو میں خانہ کعبہ کو از سر نو تعمیر کرتا -

دیکھو آنحضرتؐ خوف کی وجہ سے خانہ خدا تعمیر نہ کرسکے ابتدائے بعثت رسول مقبول میں سورہ قل یا ایھا الکافرون نازل ہوا تھا جس کے معنی یہ ہیں نہ ہم تمہارے معبودوں کی پرستش کریں نہ تم ہمارے معبود کی پرستش کرو تم اپنے دین پر رہو ہم اپنے دین پر رہیں -

مولوی صاحب نے قول جناب علی مرتضیٰؑ صفحہ ۳۴ اسرار الہدیٰ میں جو استحکام خلافت ابوبکر میں لکھا ہے ہم اوپر بحث خلافت میں لکھ آئے ہیں کہ آپ نے نہج البلاغت میں فرمایا ہے انہ قال لابد للناس من امام بر او فاجر یعمل فی امرتہ المومن

یستمع فیہا الکافر ویبلغ فیہا الراجل ویامن فیہا السبل ولیوخذ بہ للضعیف من القوی حتی یستریح بر ویستراح من فاجر۔

ترجمہ چارہ نہیں آدمیون کے واسطے امیر سے نیک ہو یا بد کہ عمل کرے اُس کی حکومت مین مومن اور بہرہ پاوے اُس مین کافر اور پہونچ جاوے اُس حکومت مین ناپسند

اور ماسون ہون اُس حکومت مین راہین اور ضعیف کا حق قوی سے دلایا جاوے اور آرام پاوے نیک بخت بد بخت سے اور راحت پائی جاوے اُس فاجر سے۔

پس المصنف کی نظر سے دیکھنا چاہیے حضرت علیؑ کو اہل حق شیعہ اثنا عشری خدا نہین کہتے رسول اللہ نہین کہتے بلکہ بندۂ خدا۔

رسول اللہ کے بھائی وصی جانشین خلیفہ لہذا جیسا عموماً کل انبیاے مرسل کا طریقہ معاشرت دنیا مین رہنے اور بسر کرنے کا تھا خصوصاً جناب سیدنا محمد رسول اللہ کا ویسا ہی اُن کے خلیفہ برحق علی ابن ابی طالب کا۔

آنحضرت بھی دس گیارہ برس تک اپنے وطن مکہ مین کفار اشرار سے مغلوب رہے اُن کی حکومت مین بسر کی اُن کی ایذائین سہین مصیبتین جھیلین انواع اقسام کی توہین تذلیل بدگوئیان گوارا کین ویسا ہی آپ نے پچیس چھبیس برس تک یہ سب صدمے اُٹھائے وہان رسالت تھی یہان خلافت جیسا اُس وقت رسول اللہ کو حکم جدال وقتال نتھا صبر وشکر ضبط وتحمل برداشت کرنے کی خدا کی جانب سے ہدایت تھی ویسا ہی آپ کو صبر وسکوت کی رسول اللہ کی طرف سے وصیت۔ جیسا آنحضرت کو بتدریج حکم جہاد ملا ویسا ہی آپ نے بھی اپنی خلافت حقہ مین نواصب وخوارج بصرہ وشام و نہروان وغیرہ پر جہاد کیا۔ جیسا رسول اللہ نے اپنے وطن سے ہجرت کی ویسا ہی

آپ نے مدینہ سے کوفہ کو ہجرت کی جیسا آنحضرت باوصف ایذا رسانی کفار کلمۂ حق ادا کرنے اپنے کو رسول اللہ کہنے سے باز نہ آئے ویسا ہی آپ بھی اپنے استحقاق خلافت علانیہ ظاہر کیئے گئے ۔ جیسا رسولؐ اللہ نے حدیبیہ میں کفار سے دب کر بقول عمر خطاب مگر نہیں مصلحتاً صلح کر لی اور اپنے نام سے رسولؐ اللہ کا لفظ خود کاٹ دیا ۔ ویسا ہی آپ نے ابوبکر سے صلح کر لی ۔

اور بقول جناب عائشہ خطبہ میں فرمادیا کہ ابوبکر مستحق خلافت ہیں دیکھو حدیث بیعت مندرجہ رسالہ ہذا جس میں بیعت کا وجود مفقود ہے اور جبکہ اس حدیث صدیقہ میں بیعت کا نہ کرنا ثابت ہے تو اور حدیثیں بمقابلہ قول صدیقہ مکذوب و مصنوعی ہیں ۔ جیسا جناب رسالت پناہ کے اعوان و انصار روز بروز بڑھتے گئے ویسا ہی جناب امامت دستگاہ کے یاران جان نثار و سر فروشان وفا شعار روز بروز ترقی کرتے رہے جنگ جمل و صفین میں بقول ابن الحسن ذہبی مسعودی سنی المذہب نوے ہزار کا شمار تھا ۔ دیکھو تشبیہ ہارونی کا بقیہ جیسا حضرت موسےٰ کے پہاڑ پر جانے سے اُمت موسوی گمراہ ہوئی سامری ملعون کے اغوا سے ویسا ہی بعد وفات رسولؐ خدا اُمت محمدی راہ حق سے پھر گئی بعض مخرب دین کی ترغیب و تحریص سے مماثلت یوشع بن نون با حضرت علیؑ صفرا بنت شعیب زوجہ حضرت موسےٰ نے حضرت یوشع سے جنگ کی یوشع تیس سال تک زندہ رہے ۔ ایک بادشاہ کافر سے صلح کر لی ویسا ہی حضرت علیؑ سے عائشہ زوجہ رسولؐ خدا نے جدال و قتال کیا ۔ آپ بھی اسی عرصہ تک زندہ رہے اور ابوبکر و معاویہ سے صلح مصلحتاً بہ تقلید رسولؐ خدا کر لی ۔ اب اس سے زیادہ صاف و صریح تشبیہات حضرت

ہارون و یوشع کیا ہو سکتے ہیں۔
جیسا آنحضرتؐ کے اصحاب خاص مثل حضرت یاسر وغیرہ کو کفار مکہ نے مارا تکلیفیں
دیں ویسا ہی امامت دستگاہ کے یاران باوفا خلیفہ بلافصل تصدیق کرنے والے
حضرت عمار و ابوذر و مالک اشتر وغیرہ کو خلفائے ثلثہ کی حکومتوں میں ایذائیں و
سختیاں جھیلنی پڑیں دیکھو تاریخ اعثم کوفی سنی المذہب عمار یاسر کو خلیفہ ثالث نے
حق کلمہ کہنے پر اپنے غلاموں سے پٹوایا اور خود بھی انکو پیٹ و پیر و پر اس قدر
لاتیں ماریں کہ وہ بیہوش ہو گئے اور نماز ظہر میں اُن سے قضا ہو گئی حضرت ابوذر
غفاری شام میں تھے اور حق باتیں کہا کرتے معاویہ نے خلیفہ صاحب سے شکایت
کی اُس پر حکم ہوا۔ ابوذر کو ایک شتر برہنہ و لاغر پر سوار کرا کے مدینہ روانہ کرو
اور اُس کے ساتھ ایک شخص وحشی و بدمزاج کریہہ منظر بدصورت کو بھیجو جو
راتدن اونٹ ہانکتا رہے ابوذر کو آرام نہ لینے دے چنانچہ اِسی حیثیت سے
ابوذر مدینہ پہونچے شتر کی برہنہ پیٹھ اور تیز رفتاری سے رانوں کا چمڑا الگ آیا
اور قریب المرگ ہو گئے خلیفہ صاحب کے روبرو لائے گئے خلیفہ نے کلمات
ناملایم کہے ابوذر نے جواب ترکی بترکی دیا خلیفہ نے سزا دینی چاہی حضرت
علی موجود تھے مانع ہوئے خلیفہ نے کہا خاک ہو تیرے منہ میں اے ابن
ابیطالب غرضکہ بڑی بحث و تکرار کے بعد ابوذر کو جلاوطن کی سزا ملی اور ابوذر
زبدہ کو چلے گئے۔ اسیطرح مالک اشتر کو ولید میخوار حاکم کوفہ کے جھوٹی شکایتوں
پر جلاوطن ہونا پڑا۔ خلاصہ یہہ کہ حضرت علیؑ کو خلیفہ بلافصل سمجھنے والے خلفاء کے
عہد میں مخذول و مغلوب و مصیبت کش رہے جیسا رسولؐ اللہ کے کہنے والے

گلے مین ۔ جیسا آنحضرت کے گلوے مبارک مین عقبہ بن معیط مردود نے چادر کا پھندا
ڈالکر خانہ کعبہ مین کھینچا جس سے حضرت کا گلا گھٹ گیا ویسا ہی حضرت علیؑ کے گلے مین ریسمان
ڈالکر منافقون نے کھینچا مکان جلانے کو آگ و لکڑیان دروازہ پر جمع کین بضعۃ الرسول
کے پہلو پر دروازہ گرا دیا گھر کے اندر جو یاران باصدق و صفا جمع تھے اُن کے قتل پر
آمادہ ہوئے صحیح بخاری دیکھو عمر خطاب ان سب مین پیش رو تھے جیسا آنحضرت اپنی
رسالت و نبوت ظاہر کرنے طائف کو تشریف لیگئے اور شریاطین طائف آپ کو مجنون
و دیوانہ وغیرہ کہکر دور تک توہین و استہزا کرتے پیچھے چلے آئے ویسا ہی حضرت
علی بھی شب کو جناب فاطمہ زہرا کو دراز گوش پر سوار کرکے اپنی خلافت کا جو خم
غدیر مین ہوئی تھی استحقاق ظاہر کرنے کو مہاجر و انصار کے دروازون پر پھرے
اور فرمایا اے نااہلو کور باطنو منافقو کس کی بات بھول گئے اور رسول اللہ
کی وفات ہوتی ہی خدا و رسول کے حکمون سے انحراف کرتے ہو مین وہی علی
ہون جسکا ہاتھ تھام کر اپنے برابر منبر پر بلند کرکے خم غدیر مین رسول اللہ نے بحکم خدا
فرمایا تھا من کنت مولاہ فعلی مولاہ ۔ اور یہہ تمھارے نبی کی نور نظر
لخت جگر فاطمہ بنت رسول اللہ ہین جنکو گمراہان وادی ضلالت و شقاوت ایذا دین
دیتے ہین اُن کا ارث چھینتے ہین جو میراث پدری ہے ان کو ان کے پدر عالی مقدار نے
بحکم خدا دیا تھا ۔ یہہ حسنؑ و حسینؑ رسول اللہ کے فرزند دلبند ہین جو اپنے جد بزرگوار
کے انتقال پر ملال و اپنے باپ و مان کی مصیبتین دیکھکر روتے تڑپتے بلبلاتے ہین
اور کوئی نہین پوچھتا جیسا طائف والون نے آنحضرت کو دیوانہ و مجنون کہا اُس وقت
بھی شاید حضرت علیؑ کی نسبت یہہ کلمات استعمال ہوئے ہون ۔ مگر جو ہم نے حسب

شیاطین طائف کی سنت ادا کر رہے ہیں (بصورت دلوا لکھان کس میں پساد) اور بے حفظ پاس ننگ و ناموس کا بھی فقرہ جو پیر صاحب کی ایجاد ہے خیر میہان تو شب کا پردہ حائل تھا اور مظلومیت کی حالت مگر جنگ جمل میں جناب عائشہ اونٹ پر سوار روز روشن میں ہزارہا نواصب و خوارج کی صف میں حاضر رہکر زبان مبارک سے اقتلو العلی والفاجر کا نعرہ مارتی تھیں۔ اور معاذ اللہ بروایت بخاری رسول اللہ کے کاندہے پر چڑھ کر رقاصوں کا ناچ دیکھتیں۔ وہاں ننگ و ناموس کا محافظ کون تھا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔ جیسا آنحضرت نے باوجود ظلم و جبر کفار تنگ و توہین و تذلیل ہو حالانکہ صدیق اکبر و فاروق اعظم ذوالنورین ایسے مغرب سے مشرق تک اسلام پھیلانے والے اشداء علی الکفار وغیرہ مصاحب خاص موجود تھے کسی کافر پر تلوار نہ اٹھائی نہ انکی تلوار کسی کافر کے گرد پھری یہانتک کہ کفار کے خوف سے غار میں پوشیدہ ہوئے ویسا ہی حضرت علیؑ کی بھی تلوار زمانہ معین تک کسی مرتد و منافق کے گردن پر نہ پھری اور صبر و شکر جسکا حکم تھا فرماتے رہے مگر ہاں جیسا رسول اللہ کو بعد عرصہ دراز سرکشی و زیادتی کفار کی وجہ سے حکم جہاد ملا ویسا ہی حضرت علیؑ کو بھی جنگ جمل و صفین و نہروان میں نواصب و خوارج کو فی النار کرنے کا حکم ملا جو اسلام کی تاریخ میں بے نظیر اور عدیم المثال ہے تاریخ دیکھو دی سنی المذہب دیکھو جنگ جمل میں تیرہ ہزار نواصب و خوارج قتل ہوئے اور آپ کے ہمراہیان با ایمان میں سے صرف پانچ نفر نے شہادت پائی اللہ اکبر دیکھو حق و باطل میں یہ فرق ہوتا ہے۔ ایسا ہی رسول اللہ کی حرب و ضرب میں ہوا ہے کہ اکثر فی ہزار ایک نفی کافر اگر ہزار جہنم واصل ہوئے تو مومن ایک داخل جنت

جنگ صفین کا حال تاریخ مذکورہ میں دیکھو ستائیس ۲۷ لڑائیاں ہوئیں شامیوں کے کشتوں کے پشتے اور انبار ہوگئے مگر میاں وہی بے حدودے چند نہروان میں بھی یہی حال ہوا واقعات تاریخی دیکھنے سے لطف آتا ہے۔

پس اب غور سے دیکھو رسول اللہ کا دس گیارہ برس مکہ میں اس طرز وطریقہ سے رہنا جو اوپر مذکور ہوا۔ قل یا ایہا الکافرون کا نازل ہونا۔ بعد علیہ السلام بھی حدیبیہ میں شرائط کفار کو غالب سمجھ کر صلح کرنا اپنا رسول اللہ نہ لکھنا بلکہ اس لفظ کو خود محو کر دینا۔ غار میں پوشیدہ ہونا وغیرہ وغیرہ۔ بعدہ حضرت علی کا یہ فرمانا کہ انسان کو چارہ نہیں امیر سے نیک ہو یا بد مومن کو اس کی حکومت میں بسر کرنا چاہیے۔ پھر اب کیا اعتراض باقی رہا جیسا خدا نے اور اس کے رسولؐ نے کیا بعینہٖ وہی حضرت علیؑ نے اگر خدائے قادر مطلق کفار مکہ کا تختہ مثل قوم لوطؑ الٹ دیتا۔ رسول اللہ ابوجہل و ابوسفیان کی سرداری بزور شمشیر چھین لیتے اور خود امیر مکہ بنجاتے شروع ہی سے جہاد شروع کر دیتے تو حضرت علیؑ بھی سب ہی کچھ کر دکھاتے مگر یہاں تو اطاعت خدا اور رسولؐ کا طوق گران گلوگیر تھا کیونکر خلاف حکم دم مارتے۔ اگر کوئی کہے ابوبکر وغیرہ کی بیعت کی ان کی اطاعت میں رہے شورہ خلافت میں شریک رہے ان کے پیچھے نماز پڑھا کیے۔ ہم کہتے ہیں بیعت کرنا قول عائشہ صدیقہ سے ثابت نہیں۔ خلافت میں نہ شریک ہونا خط معاویہ بنام محمد ابی بکر سے ثابت ہے (علی کو امر خلافت میں انھوں نے یعنی ابوبکر و عمر نے اپنا شریک نہ کیا اپنی باتوں کی ان کو خبر نہ دی) نماز کا پڑھنا بھی تحقیق نہیں لو فرضنا اگر بقول اہل سنت رسول اللہ نے عبدالرحمن بن عوف کے پیچھے نماز

پڑھی ویسا ہی حضرت علیؑ نے بھی پڑھ لی ہوگی۔ اور جب مسئلہ حضرات شیعہ اعادہ کر لیا ہوگا اطاعت خدا اور رسولؐ میں تھی خلفاء کی اطاعت کیسی وہ اپنی خلافت میں مصروف ہم اپنے گھر قرآن جمع کرنے میں دیکھو خلفاء کے عہد میں صدہا لڑائیاں ہوئی ہونگی کسی میں بھی حضرت علیؑ شریک ہوئے ہرگز نہیں۔ پس جیسا اور انبیا وخود رسول اللہؐ غیروں کی حکومتوں میں بسر کرتے رہے ویسا ہی آپ بھی غرضکہ جیسا رسول اللہ کو حالت قیام مکہ وصلح حدیبیہ وغیرہ میں حکم تھا ویسا ہی حضرت علیؑ کو سمجھ لینا چاہیئے سر مو فرق نہیں ہے۔

اَب سنیئے اسلام برائے نام جو بعد انتقال جناب رسولؐ خدا خلفائے ثلثہ نے جاری کیا اور ابتک کثرت کے ساتھ باقی ہے اگر نظر انصاف سے دیکھا جاوے تو ایمان حقیقی کے ساتھ ہرگز مناسبت نہیں رکھتا جس سے تصدیق بالقلب واقرار باللسان کہتے ہیں کیونکہ جب کتاب اللہ میں مخالفت و طریقہ رسولؐ اللہ میں منافقت بقول مخبر صادق پیدا ہوگئی تو اُن کی تبعیت وبجاآوری احکام میں بعد المشرقین کا فاصلہ رہا اور جبکہ اسلام حقیقی میں طرح طرح کی ایجادیں اور اختراعات جب تصدیق رسول اللہ کی گئی تو وہ اسلام کجا جو رسولؐ خدا کے عہد مبارک میں تھا پس ظاہر ہے کہ اسلام حقیقی جس سے خدا اور رسولؐ کی اطاعت مشتق ہے ہرگز نہ رہا ہاں سیرت شیخین وسنت جماعت یعنی جن امور پر عام نے اجماع واتفاق کر لیا ہے وہی سنت واجب التعمیل قرار پاگئی خدا اور رسولؐ کے حکموں کی ضرورت نہ رہی۔ دیکھو بعد وفات عمر خطاب حضرت علیؑ اور عثمان خلافت کے لیئے جب منتخب کیئے گئے تو پہلا سوال اُن سے یہی ہوا کہ سیرت شیخین پر عملدرآمد کرنا ہوگا حضرت علیؑ

نے انکار کیا وہ محروم رہے۔ عثمان بن عفان نے اقرار کیا اُن کو منصب خلافت مل گیا۔ دیکھو صحیح بخاری و تاریخ اہل سنت۔ جملہ بنی ہاشم نے بیعت نہ کی اور علحدہ رہے۔

پس ابتدا سے جو اسلام کی بنیاد بگڑی یعنی جس کی لاٹھی اُس کی بھینس اب تک نہ سنبھلی۔ جس نے کچھ دنیا کے شعبدے و کرشمے دکھائے لقمہ تر کی چاٹ دی ہزاروں لاکھوں شہد کی سی مکھی ٹوٹ پڑے نہ خانہ خدا کو چھوڑا نہ مدینہ رسول کو کتاب اللہ میں مخالفت طریقہ رسول اللہ میں مفاسد عظیم ہو ہی چکے تھے۔ پھر اب کیا خوف تھا اسلام کے پردہ میں ہر مجدد و مقلد خود رائے و قیاس کو مس لمن الملک بجانے لگا اور اسلام کو جس طریقہ پر چاہا دم گھسیٹا ہزار منہ ہزار باتیں بیچارا اسلام عجب کشمکش میں پڑا ہے کس کی سنے اور کس کی مانے جس نے علم خلافت و امامت بلند کیا اُسکے سایہ میں موجود۔ گزشتہ انقلابات کو جانے دو اسکی زمانہ کے اسلام پر غور کرو۔ ہندوستان ہی میں اسلام کی کیا کیفیت ہے۔ شیعہ اہل حق تو اس اسلام کو دور ہی سے سلام کرتے ہیں اہل سنت میں باہم خلفشار جو ہو رہا ہی تماشے کے لائق ہی۔

جس کا کچھ مختصر سا ذکر اوپر اس رسالہ کے کیا گیا ہے اور لطف یہ ہے کہ ہر فرقہ اپنے کو ناجی اوروں کو ناری بناتا ہے اور رسول خدا کی حدیث بھی صرف ایک فرقے کے ناجی ہونے کی مصدق ہے پس اس حساب سے بھی بجز فرقہ مخصوص کے کل فرقہائے اسلامی ناری ہونگے اور اسلام بدتر از کفر سمجھا جائیگا اب دیکھو ناجی ہونے کی بھی تخصیص خاص ہے پر قرار پائی نہ عام پر اور وہ

اسلام جو مشرق سے مغرب تک پھیلا محض بے کار و بے سود رہا۔ نہ گھر کا نہ گھاٹ کا انصاف اور ایمان سے اگر دیکھا جاوے تو یہ انقلابات و مفاسد و مخالفت و منافقت اسلام میں جو ظاہر ہوئے اُن کی بنیاد ابتدائی صرف حب جاہ و مناصب دنیاوی تھے جس نے خدا و رسولؐ کے احکام صاف و صریح سے رو گردان کر کے اختراعات و ایجادوں پر آمادہ کیا۔ آیات بینات میں تاویلیں بیجا توجیہیں رکیک الفاظ کے معنوں میں اُلٹ پھیر زیر زبر پیش اعراب کے زور سے اپنے خاطر خواہ معنے نکال لینا غرضکہ کیا کچھ نہیں ہوا۔ دیکھو ایک مختصر آیہ کریمہ وضو کا ہے۔ (فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین۔ صاف معنے یہ ہیں۔ غسل دو اپنے منہ کو اور ہاتھوں کو کہنی تک اور مسح کرو اپنے سر کو اور پیروں کو ٹخنوں کے جوڑ تک۔ پس اس ارجلکم پر وہ جڑ ہائی ہوئی۔ اور زیر زبر پیش کے زور سے وہ تاویلیں اور توجیہیں نکالی گئیں کہ پیروں کو دھونا جبرا قائم کر دیا گیا ہزاروں دلیلیں لاکھوں توجیہیں بنائی گئیں حالانکہ دھونا منہ اور ہاتھوں کا اور مسح کرنا سر اور پیروں کا بالکل علحدہ ہے نہ سیاق نہ ربط نہ ضبط مگر وہی مرغے کی ایک ٹانگ۔

رسول اللہ کے عہد مبارک میں اعراب زیر زبر پیش کہاں تھا سب لوگ سیدہی طرح سے پڑھتے پڑھاتے رہے نہ اختلاف ہوا نہ بحث اور جب قرأت میں کسی کو شبہہ ہوا آنحضرتؐ نے اصلاح فرمائی۔ اسی طرح عملدرآمد مدت تک ہوتا رہا۔ پھر تو ظاہر ہے کہ وقتاً فوقتاً جو سورہ و آیت نازل ہوئی وہ تحریر کی گئی لوگ پڑھتے

پڑہانے رہے ہاں جمع ہوکر مجلد نہ کیا تھا۔ متفرق تھا۔

دیکھو حدیث ترمذی اسلام عمر خطاب ابن سعد اور ابو الیعلے اور حاکم اور بیہقی انس سے روایت کرتے ہیں۔ عمر خطاب بارادہ قتل رسول اللہ تلوار کمر سے نکال کر گھر سے باہر نکلے راہ میں بنی زہرہ میں سے ایک مرد ملا اور پوچھا کہاں جاتے ہو عمر نے کہا محمد کو قتل کرنا چاہتا ہوں اُس نے کہا بنی ہاشم سے کیونکر اُس سے بچے گا عمر نے کہا شاید تو بھی بے دین ہو گیا وہ بولا اس سے زیادہ تعجب کی بات تم کو سناؤں تم کو خبر نہیں تمہاری بہن اور بہنوئی دونوں بے دین ہو گئے۔ عمر یہ سنکر اپنی بہن کے گھر آئے اُسوقت ایک انصاری خباب بن الارت سورہ طہٰ پڑہ رہے تھے عمر کی آہٹ پاکر خاموش ہو رہے اور کسی گوشہ میں چھپ گئے۔ عمر نے بہن اور بہنوئی سے پوچھا یہ نرم آواز کس کی تھی دونوں نے کہا آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ عمر نے کہا تم دونوں بے دین ہو گئے ہو۔ بہنوئی نے کلمہ حق کہا عمر نے اُسے زمین پر پٹک کر خوب مارا بہن چھڑانے آئی اُسے بھی ایک طمانچہ رسید کیا تب اُس نے غصہ میں آکر کہا کہ خدا وحدہ لاشریک ہے اور محمد اُس کے رسول۔ عمر نے کہا وہ صحیفہ جو تم پڑہ رہے تھے مجھے دکھاؤ۔ بہن نے کہا تو ناپاک ہے ایسی کتاب نجس ناپاک لوگوں کے دست میں نہیں ہو سکتا۔ جا غسل کر۔ عمر نے غسل کیا بہن نے صحیفہ دیا پڑھنے لگے اور معقول ہو کر آنحضرت کی خدمت میں آکر مسلمان ہو گئے۔

پس ثابت ہو گیا کہ ابتدائے بعثت سے قرآن کا لکھا جانا شروع ہو گیا تھا اور مسلمان دیکھ کر پڑہا کرتے تھے۔ حضرت علیؑ نے قرآن مرتب جمع کیا اور پیش کر کے چاہا مسلمان لوگ اُسے استعمال کریں مگر پسند نہ ہوا جنکی نسبت حضرت رسول خدا کی حدیث مقبول فریقین

موجود تھی (قرآن علیؑ کے ساتھ اور علیؑ قرآن کے ساتھ) پس آپؑ سے زیادہ قرآن کے رموز و نکات و معنی و مطالب کو کون جان سکتا ہے۔ رسولِ خدا کی پیشین گوئی پوری ہونی چاہئیے سو ہوئی یعنی کتاب اللہ میں مخالفت پیدا ہو گئی اور جب کہ مثل خلافت کے عام کا رجحان اس قرآن مروجہ پر ہو گیا تو پھر کوئی کوشش مفید و کارگر نہ ہوئی ہاں جو لوگ مصدق حکم خدا و رسولؐ تھے یا اب ہیں وہ مخالفت و منافقت سے دور رہ کر آیات بینات کے معنی و مقاصد شانِ نزول صاف اور سیدھے ظاہر لفظ پر سمجھتے ہیں نہ تاویل کرتے ہیں نہ توجیہ نہ وہم نہ قیاس۔

قرآن موجودہ بیشک منزل من اللہ ہے کسی طرح کا شک و شبہ نہیں ہے۔

بعض محقق علمائے حضرات شیعہ نے جو کمی الفاظ ہونا کتب اہلِ سنت سے ثابت کیا ہے وہ بہت صحیح ہے کیونکہ مثل عبداللہ بن مسعود وغیرہ صحابی آنحضرت نے قبول کیا ہے کہ عہد مبارک رسول اللہ میں ہم اسی طرح پڑھتے تھے جیسا آیہ کریمہ یا ایھا الرسول بلغ۔ میں علمائے شافعی کی تفسیر سے اِنّ علیًا مولی المومنین۔ امام فخر الدین رازی نے بہ نقل سیوطی بیان کیا ہے کہ ابن مسعود سورہ قُل اعوذ بربّ الفلق اور قل اعوذ برب الناس کو داخل قرآن نہ جانتے تھے یہ روایت اکثر کتب اہل سنت میں مذکور ہے

امام رازی کہتے ہیں کہ اس سے لازم آتا ہے یا قرآن صحابہ کے زمانہ میں متواتر نہ ہو یا ان صحابیوں کو کافر قرار دیں کیونکہ منکر حرف واحد قرآن کا کافر ہے اور دونوں صورتوں میں بدیہی فساد لازم آتا ہے پس دیکھو ابن مسعود کیسے صحابی ہیں اُن کے بیان کی کہاں تک وقعت رہی کہ فخر رازی سا امام اہل سنت اُن کے ردّ قول میں فساد ظاہر کرتا ہے اور بعض آیات بھی تسلیم کرتا ہے پس اہل سنت ہی کے یہاں کمی و بیشی

قرآن میں جھگڑا ہے۔
بہرکیف مبنی الفاظ پر علمائے شیعہ نے رائے نہیں دی بس جو کچھ موجود رہا اور ہے
واجب التسلیم و تعمیل۔ ہمکو نہایت تعجب ہے کہ جو قرآن عہد خلافت اول میں زید بن ثابت
صحابی نے بحکم خلیفہ اول جمع کرکے مجلد کیا اور زمانہ خلافت ثانی تک اسپر عملدرآمد
ہوا وہ کیوں غیر مفید و بیکار تصور ہوا اور تمام جلدیں اطراف و جوانب سے طلب ہو کر
جلادی گئیں۔ مروان کی وزارت میں یہہ قرآن بطرز جدید جمع کیا گیا جس کی ترتیب
شان نزول میں فرق رہا آیات مکی و مدنی کا کچھ خیال نہ کیا۔ اگر خدا نے لوح محفوظ پر وعدہ
حفاظت کیا تھا تو یہہ حفاظت کیسی عہد رسول اللہ سے زمانہ خلافت ثانی تک جو قرآن رائج الوقت
اور مخزن دین و دنیا تھا وہ کیوں غلط سمجھا گیا اگر صحیح تھا تو کیوں جلایا گیا۔ اصل بات یہہ ہے
کہ مخبر صادق کا قول کیونکر نہ صادق ہو مخالفت کتاب اللہ کا بانی و موجد مروان مطرود
وزیر اعظم خلیفہ ثالث کو فرمایا تھا وہی ہوا بیچارے خلیفہ ثالث پر یہہ دھبہ تاقیام
قیامت باقی رہا اور انھیں کے نامہ اعمال میں قرآن سوزی لکھی گئی اگر براہ نادانی
یہہ اعتراض کیا جاوے کہ حضرت علیؑ نے اپنی خلافت میں اپنا قرآن جمع کیا ہوا کیوں نہ
جاری کیا اور مخالفت کتاب اللہ کو نہ مٹایا۔ جواب یہہ ہے کہ یہہ اعتراض معاذ اللہ
رسول خدا پر بھی ہو سکتا ہے۔ آنحضرت نے قرآن کو جمع کیوں نہ کیا اور کیوں مسلط چھوڑ
گئے کہ ہر خلافت میں بطرز جدید جمع کرنے کی نوبت پہونچی اور مخالفت پیدا ہو گئی۔
مگر نہیں آنحضرت۔ قرآن جسطرح نازل ہوتا رہا کاتب وحی سے لکھوا دیا کرتے جمع کرکے
مجلد کرنے کی ضرورت نہ سمجھی کیونکہ خود ہی قرآن ناطق تھے مگر ہاں یہہ ضرور فرما دیا
کہ کتاب اللہ میں مخالفت او طریقہ رسول خدا میں پیدا کرنے والا فلان مردود و مطرود

ہے اُس سے ہوشیار رہنا اُس کے مکرو فریب میں نہ آنا دین میں ایجاد نہ کرنا مگر بجز خاص قدسی صفات کے عام نے نہ سنا اور وہی ہوا جو آنحضرت نے فرما دیا تھا۔

حضرت علیؑ کو اتنی فرصت ہی کہاں ملی کہ اپنا قرآن جاری کرتے ادہر خلافت ظاہری کی بسم اللہ ہوئی اُدہر جناب عائشہ بصرہ میں آکودیں اور علم بغاوت و مخالفت بلند کرکے جدال و قتال پر آمادہ ہوئیں مجبور اُنکا شر دور کرنا ضرور ہوا آپ اُس طرف متوجہ ہوئے اور لڑبھڑ کر اُنکا قصہ تمام کیا تھا کہ معاویہ شامی مدعی خلافت ہو کر صفین میں صف آرا ہوا اُس سے بہتر لڑائیاں پے درپے ہوئیں۔ دیکھو تاریخ ذہبی مسعودی [illegible]

حضرت علیؑ نے قبل شروع ہونے لڑائی کے معاویہ کو پیغام بھیجا کہ میں نے کلام اللہ سے تم پر حجت ختم کی اور کتاب اللہ سے دعوت کی اور میں نے تمہارے لیے صاف رستہ چھوڑ دیا بالتحقیق اللہ مکاروں کو نہیں ہدایت کرتا۔ شامیوں نے ایک نہ سنی اور جنگ پر تل گئے عمار یاسرؓ صاحب خاص رسول خدا و علی مرتضےٰ معرکہ جنگ میں پہونچکر للکارے اے آدمیو کوئی خدا کی طرف چلنے والا ہے جو بڑا مرتبہ پاوے خدا کی قسم ہم قرآن کی تاویل پر تم سے لڑینگے جیسا کہ اُس کے نزول پر لڑے ہم نے تم کو پہلے قرآن کی حقیقت پر مار مار کر مقر بنایا آج ہم اُس کی تاویل کا اقرار مار کر تم سے لیتے ہیں تاکہ حق جاری ہو۔ جب معاویہ مغلوب ہوا اور جنگ سے مجبور تو با لحیلہ قرآن نیزوں میں باندہ کر بلند کیئے اور براہ فریب ہمراہیان حضرت علیؑ میں تفرقہ ڈالدیا چنانچہ اشعث بن قیس وغیرہ نے کہا کہ ہم تو کتاب خدا قبول کرتے ہیں اُس سے نہیں پھرتے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا ذوف ہو تم پر اُنھوں نے یہ قرآن اس لیے نہیں اٹھائے

کہ وہ اُن کو جانتے اور مانتے ہیں فقط مکر و فریب و جعلسازی سے مجھ قرآن نیزوں پر بلند کئے ہیں اور میں اسی واسطے تو اُن سے لڑتا ہوں کہ وہ قرآن کا حکم مانیں انھوں نے تو اللہ کی نافرمانی کی اور قرآن کو پیچھے چھوڑ دیا۔ میں قرآن ناطق ہوں میرا کہنا مانو اور سچ پر قائم رہو میں خوب جانتا ہوں معاویہ اور عمرو عاص اور پسر ابی معیط و حبیب بن مسلمہ و بنی تابعہ وغیرہ دیندار اور قرآن کے عامل نہیں ہیں اور میں اُن کو خوب پہچانتا ہوں اور اُنکے چھوٹے بڑوں کو جانتا ہوں کہ نہایت بدترین اطفال و مردان ہیں۔

آخر اس قرآن کی ضمانت و کفالت پر معاویہ نے جو عہد وفا کیا وہ ظاہر ہے دیکھو کارروائی عمرو عاص و ابوموسے اشعری سے

حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش ولے — دام تزویر مکن چون دگران قرآن را

بعدہ خوارج نہروان کو بزور ذوالفقار شرربار فی النار کیا اور کوفہ میں واپس تشریف لا کر جام شہادت نوش فرمایا۔ پس قرآن کا رائج کرنا ایسے انقلابات عظیم میں کیونکر ممکن تھا اور اگر فرصت بھی ملتی تب بھی بتدریج اسی قرآن مروجہ کو مکمل فرما دیتے اور جو اختلافات و منافقت معنی و مطالب و مقاصد میں ہوئے ہیں اُن کو دور کر دیتے۔ نہ یہ کہ تمام دیار و امصار سے جلدیں قرآن کی منگا کر جلا دیتے نعوذ باللہ منہا پس جیسا جناب رسول خدا باوجود خواہش دلی و عزم قلبی خوف قوم عائشہ سے خانہ خدا کی تعمیر نہ کر سکے ویسا ہی حضرت علیؑ اپنا جمع کیا ہوا قرآن نہ جاری کر سکے دیکھو کیسی مناسبت کلی ہے۔

اب حدیثوں کا طومار و انبار دیکھو نہ حصر ہے نہ انتہا ہر فرقہ اسلامی اِن حدیثوں سے اپنا

مطلب نکال لیتا ہے اور ہر ایک جدا مذہب قائم کرتا ہے قریب آدھی فرقے کے تو شیعہ ہو گئے ہیں خبر نہیں اور کس قدر ہونگے اور انہیں حدیثوں کے وسائل و ذرائع سے ہزار دو ہزار اور مذاہب قرب قیامت تک ظاہر ہو جاوینگے۔ حدیثیں کیا ہیں ایک بڑے دوا فروش کی دوکان کی دوائیں ہیں جو ہر مرض کے لیے مل سکتی ہیں خود علماء اہل سنت نے اقرار کیا ہے کہ لاکھوں حدیثیں مصنوعی و موضوعات سے ہیں امام ابن کی مسند ابوحنیفہ خوارزمی میں لکھا ہے کہ کہا یحیی بن معین نے کہ واقدی نے بیس ہزار حدیثیں بنائیں اور بدسعادتی کی طرف ان کی نسبت کی شافعی نے کہا کہ واقدی کی کتابیں سراسر کذب و لغو ہیں۔ انہیں واقدی صاحب کو امیر المومنین فی الحدیث کا لقب ملا ہے پس اہل سنت کے ایک عالم کا یہ حال ہے کہ بیس ہزار حدیثیں بنا کر رسول خدا پر تہمت لگائی اور وہ حدیثیں مشہور اور قبول ہوئیں تو کیا ٹھکانا۔ ابوجعفر اسکافی نے بجواب حافظ عثمانی کیا خوب تقریر کی ہے یہ سب جعلیے میں دولت و سلطنت انہیں کے موافق ہوتی ہے جو ارباب سلطنت کے ہم آواز ہوں اور قدر و منزلت انہیں علماء و شیوخ کی ہوتی تھی جو فضائل ابوبکر بیان کرتے بنی اُمیہ کی اسباب میں کس قدر تاکید و سختی ہے کہ بدون اس کے کسی طرح دنیا سے تمتع ممکن نہیں پس محدثین نے کوئی دقیقہ ایسی روایات کے بنانے میں اٹھا نہ رکھا اور چونکہ یہہ امر بدون اخفائے مناقب علی ابن ابیطالب ممکن نہ تھا ہر طرح درپے ہوئے کہ ذکر علی و اولاد علی کو محو کریں اور اُن کے فضائل و مناقب و سوابق کو مٹائیں چنانچہ اسی لیے سب کو برانگیختہ کیا کہ آنحضرت کو سب و شتم کریں اور فقیہ و محدث و قاضی و متکلم سب کے سب لوگوں کو عقوبت سلطانی سے ڈراتے ہیں کہ اُن کے فضائل نہ بیان کریں۔

محدثین حضرت علی کا ذکر ہی نہیں کرتے نہ نام لے سکتے ہیں اور اہل مذاہب جس قدر ہیں
وہ سب اسی بات پر تلے بیٹھے ہیں کہ فضائل و مناقب اہل بیت اطہار باطل کردیں تاویلات
بعیدہ اور حیلہ و مکر سے کام لیں۔ خارجی ہوں یا ناصبی عثمانی ہوں یا معتزلی یا
جو فرقے ان فرقوں سے نکلے سب کی یہی خواہش ہے کہ فضائل اہل بیت کو مخفی
کریں۔ زمانہ معاویہ و یزید کے مابعد سلاطین بنی امیہ تک جو اسی حال تک
رہا کوئی دقیقہ سب و شتم لعن و تبرا کا اٹھا نہ رکھا اور یہ امر ظاہر ہے کہ سلاطین و ملوک
کوئی دین و مذہب یا بدعت جاری کرتے ہیں تو اپنی رعایا کو اس کی تعمیل پر ایسا
مجبور کرتے ہیں کہ اس دین و مذہب کے سوا دوسرے سے واقف تک نہ ہوں
دیکھو حجاج بن یوسف نے جو عامل عبدالملک بن مروان تھا علاوہ ان ظلم و
ستم کے جو اہل بیت اطہار و خانہ خدا و مدینہ رسول پر کئے لوگوں کو اسی بات پر
مجبور کیا کہ قرآن کو بقراءت عثمان پڑھیں اور قراءت ابن مسعود و ابی بن کعب کو
ترک کریں جو رسول خدا کے عہد مبارک سے جاری و ساری تھی بیس برس تک
سلطنت رہی مگر اس کی زندگی ہی میں تمام ملک عراق قراءت عثمانی پر متفق ہو گیا
اگر ابن مسعود و ابی بن کعب کی قراءت پر کوئی پڑھتا تو اسے وہ لوگ قرآن ہی نہ سمجھے
بلکہ موضوعات سے خیال کرتے

وضع حدیث کے مرض میں ایک بڑی جماعت مبتلا ہو گئی جن کے مقاصد و مطالب
جداگانہ تھے بعض ان میں زنادقہ تھے مثل مغیرہ بن سعد کوفی و محمد بن سعید شامی جنھوں نے
صرف شک پیدا کرنے کی غرض سے حدیثیں بنائیں۔ ابوالعینا خود مقر ہے کہ ہم نے
اور جاحظ نے حدیث فدک بنائی اور شیوخ بغداد کے روبرو پیش کی سب نے

قبول کرلیا مگر ابن شیبہ ہلدی نے سُنا کہ وہ جان گیا کہ اول حدیث آخر سے نہیں ملتی بے
ربط ہے سلیمن بن حرب کہتا ہے کہ ایک شیخ مجہول الاسم کی خدمت میں گیا
دیکھا وہ رو رہا ہے وجہ پوچھی اُس نے بیان کیا کہ چار سو حدیثیں وضع کرکے کتاب
میں داخل کردیں اب کیا کروں اکثروں نے صرف درود دین و تحفظ قرآن مجید کے
لیئے حدیثیں بنائیں تاکہ لوگ فضائل اعمال کیطرف رغبت کریں مثل ابی عصمہ
و نوح بن مریم مروزی و محمد بن عکاشہ کرمانی و احمد بن عبداللہ جویباری وغیرہ
چنانچہ کسی نے ابی عصمہ سے پوچھا کہ تم اس قدر حدیثیں ہر سورہ کی فضیلت میں ابن
عباس سے بذریعہ عکرمہ روایت کرتے ہو مگر اور شاگردان عکرمہ اُن سے واقف نہیں
ہیں تو ابی عصمہ نے کہا کیا کروں میں نے دیکھا کہ لوگ فقہ ابو حنیفہ و مغازی ابن
اسحاق میں مشغول ہیں اور قرآن سے بالکل روگردان ہو رہے ہیں اسلیئے میں نے
قربتاً الی اللہ یہہ احادیث وضع کیں۔ بہرکیف جب وضاعین حدیث کی یہہ کثرت اور
اُن کے مقاصد کی یہہ حالت ہو سلطنت کا وہ تقاضا ہو مذہب کے وہ اغراض تو ایسی
صورت میں مدح خلفائے ثلثہ اور توہین حضرت علی و اہل بیت اطہار میں موضوعات
کا بننا اور مشہور ہونا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔

مگر ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ نور خدا ہمیشہ غالب ہوتا رہا اور حضرت علیؑ
و اہل بیت اطہار کے فضائل و مناقب بڑھتے رہے اور اُن کے اعوان و انصار
جن کو جناب رسول خداؐ نے بلقب مکرم و معظم شیعان علیؑ مخاطب فرمایا ہے ابتدا سے
علیحدہ اور انقلابات اسلامی سے دور رہکر اطاعت خدا و رسولؐ و خلیفہ برحق
میں ثابت قدم و راسخ دم رہے۔ مگر وہ ہی قَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ۔

دیکھو ازالۃ الخفا در روایت بخاری جب خلیفہ دوم عمر خطاب پر ابولولوٗ وار کاری لگا
تو عبد اللہ ابن عباس سے خلیفہ صاحب نے کہا کہ کیا یہ امر تم لوگوں کے مشورہ سے ہوا
اور جب وقت موت اضطراب و قلق و بے چینی شروع کی تو ابن عباس نے تسکین
دی کہ تم صحبت رسولؐ خدا و ابوبکر میں رہے ہو چنین و چنان اسپر آپ بولے کہ جو کچھ ہمکو
خوف و الم ہے وہ سب بدولت تمہارے و تمہارے اصحاب کے ہے۔ پس ثابت
ہوا بنی ہاشم و اُن کے یاران باصدق و صفا ہمیشہ الگ رہے۔ اور حضرت علیؑ کو خلیفہ
برحق بلا فصل سمجھا کئے ہر ایک عہد ہر ایک سلطنت میں شیعیان علیؑ کی تبرا و محبت
علے الاعلان ہوتی رہی اور بہ نسبت عام کے خاص لوگ خدا کے نزدیک عزیز اور
برگزیدہ تھے حسب قاعدہ کلیہ ابتدائے آدم تا ایندم۔ دیکھو معرکہ کربلا میں لاکھ
شامیان نابنجار کے مقابلہ میں صرف بہتر ۷۲ نفر مقبول بارگاہ ایزد جل و علے قرار پائے
بعد انتقام خون شہیدان راہ خدا کے لئے لاکھوں حق پرست کامل الایمان ظاہر ہوئے
بنی اُمیہ کے ظلم و جور تخریب خانہ خدا و رسولؐ بیعت عبودیت کے زمانہ میں خدا کی شان
اُس کا فضل شامل حال تھا خود یزید علیہ اللعن نے حضرت زین العابدین علیہ السلام کو پیغام
بھیجا کہ آپ اس فتنہ و فساد سے علیحدہ ہو جائیں چنانچہ آپ معہ اہل بیت و اصحاب
خاص مدینہ سے نکلکر ایک دیہہ میں سکونت پذیر ہوئے۔ مدینہ میں جو ہونا تھا ہو گیا۔
اسیطرح ہر زمانہ میں آئمہ معصومین علیہم السلام و اُنکے شیعہ با ایمان و ایقان وہی قلیلاً
من عبادی الشکور موجود رہ کر نور ہدایت سے اسلام حقیقی کو چمکاتے رہے اور خدا
کی وحدانیت رسول اللہؐ کی رسالت وصی رسولؐ کی بلا فصل خلافت پر منافقین امت
کو رغبت دلاتے۔ تا اینکہ آج کروڑوں قدسی انفاس خدا کے نام لیوا رسول اللہؐ

رکھنے والے بہشت کے جنت نہ بخشنے والے خدا کے وعدہ پر ایمان رکھنے والے اور اختلاف
نبوت اس کے قائل موجود ہیں۔ اللہم زد فزد جو خدا کو واحد یکتا قادر مطلق بے زوال اور
محمد کو رسول مقبول خاتم الانبیا محبوب رب دوسرا بشیر و نذیر بنص صحیح بعد از خدا
بزرگ تو ولی قصہ مختصر — اور علی ابن ابیطالب کو ولی اللہ وصی و جانشین
و خلیفہ بلا فصل رسول صلعم اللہ و اُن کی اولاد امجاد کو یکے بعد دیگرے امام و مولے و ہادی
اُمت جانتے اور اس اعتقاد کو اپنا ایمان مانتے ہیں یہی اسلام حقیقی جس کی نسبت
خداوند جل و علے نے رضیت لکم الاسلام دینا فرمایا ہے یہی باقی ہوں۔
دیکھو علامہ تفتازانی نے تصریح کی ہے کہ شیعہ مذہب علی ع سے متابعت کلی کرتے
ہیں اور شاہ عبد العزیز نے بھی شیعوں کو محب اہل بیت لطہ دا ہونے کا اقرار کیا ہے
بلکہ مولوی عبد الحلیم پدر فاضل معاصر مولوی عبد الحی لکھنوی فرنگی محل نے
تو اس اقرار متابعت والے شیعہ کے ساتھ بے چار و ناچار حقیت مذہب شیعہ کا بھی
اقرار کیا ہے چنانچہ اپنی کتاب حل المعاقد شرح العقائد فی شرح العقائد
میں جلال الدین دوانی نے حقیقت مذہب اشاعرہ اور بطلان سائر مذہب کا دعوی کیا ہے اور مقتیل میں کہا ہے
کہ تمسک شیعہ جو تمسک کرتے ہیں اس چیز سے جو مروی ہے انکے ائمہ سے بسبب اعتقاد کرنے انکے معصوم ہونے
کی عصمت کو انہیں ائمہ علیہم فرماتے ہیں ان کا کلام ... دوانی یہ ذکر ائمہ اہلبیت
علیہم السلام کی متابعت شیعہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اُن ائمہ کو مجدد دین اسناد دین بنا اور الا جانتے
ہیں اور انکو ناقل دین ختم المرسلین جانتے تو ایسا دعوے شیعوں پر محض افترا ہے اور بہتان
اگر مقصود اس کا یہ ہے کہ شیعہ اس وجہ سے ائمہ اہلبیت کی متابعت کرتے
ہیں کہ وہ حضرات جناب رسالتمآب کے احکام دین کے ناقل ہیں اور عادل تر ہیں

ائمت میں یہ مانتے کہ انکو معصوم جانتے ہیں تو اب شیعوں پر طعن یا اس بنیاد پر ہے (معاذ اللہ) کہ ائمہ اہل بیت عادل نہیں ہیں اور اُن کی عدالت و عصمت کا دعوےٰ غلط ہے تو ایسا گمان اور دعوےٰ کرنا موجب تزلزل ایمان ہے یا اس بنیاد پر شیعہ مورد طعن ہیں کہ ائمہ اہل بیت کی متابعت جائز نہیں ہے گو وہ لوگ عدول امت سے ہوں پس ایسا دعوےٰ محض ترجیح بلا مرجح ہے کیونکہ فرقہ اشاعرہ جو متابعت اشعری و شافعی کرتے ہیں تو اسی وجہ سے کہ اُن کو عادل اور ناقل دین سمجھتے ہیں پس اب کوئی فرق نہ رہا درمیان شیعہ و اشاعرہ کے انتہےٰ کلامہ جزاک اللہ خیر الجزا اس تقریر سے علاوہ اشرفیت شیعہ و متابعت ائمہ ہدےٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی کمال حقیت مذہب شیعہ ثابت ہوئی (عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد) اب معلوم نہیں جوہر صاحب نے ان فرقہائے اسلامیہ میں سے کس فرقہ کو اسلام میں منتخب کیا ہے کیونکہ کل فرقے تو داخل اسلام ہو ہی نہیں سکتے صرف ایک ناجی باقی کلہم فی النار پس شاید امام ابوحنیفہ کے فرقہ کو پسند کریں کیونکہ ہندوستان میں اسی کی کثرت ہے پس ابوحنیفہ کو دیکھنا چاہیے اُن کی نسبت علمائے متقدمین اسلام کیا کیا لکھتے ہیں۔

علامہ خطیب بغدادی اپنی تاریخ میں خود ابوحنیفہ سے بسند متصل ناقل ہیں کہ کہا ابوحنیفہ نے جب مجھے شوق تحصیل علم ہوا تو ہر علم کے فوائد و منافع کو دریافت کیا کسی نے کہا علم قرآن سیکھو۔ ہم نے فائدہ پوچھا لوگوں نے کہا قرآن سیکھو گے تو مسجدوں میں بیٹھکر لڑکوں کو تعلیم کرنا کچھ دنوں بعد کوئی لڑکا تم سے زیادہ یا تمہاری برابر حافظ ہو گا ساری ریاست تمہاری جاتی رہے گی۔ تب ہم نے چاہا علم حدیث حاصل کریں اور

ایسے محدث نہیں کہ دنیا میں ہماری برابر حافظ حدیث ہو مگر انھوں لوگوں نے کہا تم بڑھاپے
میں مبتلائے اغلاط ہوگے آخر تم کو لوگ کاذب وخائن کہکر بدر کر دینگے۔ ہم نے کہا
ایسی علم کی مجھے حاجت نہیں۔ پھر کہا کہ علم نحو سیکھیں لوگوں نے کہا تم نحوی ہوگے تمہارے
آمدنی دو تین دینار ہوگی۔ ہم نے شعر کے فن میں مہارت پیدا کرنے کو کہا لوگوں نے
کہا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر تم نے کسی کی مدح کی اس نے کچھ نہ دیا تو ہجو کروگے اور پارسا
ہو تو ان پر تہمت لگاؤگے۔ تب ہم نے کہا علم کلام میں کمال پیدا کریں لوگوں نے کہا
نتیجہ یہ ہوگا کہ کفر وزندقہ کا تم پر الزام لگایا جاوے اور قتل کیے جاؤ۔ اگر بچ گئے تو
ہمیشہ مذموم وملوم رہوگے۔ آخر علم فقہ سیکھنے پر سب کا اتفاق ہوا کہ عام لوگ قدر کرینگے
فتوے لینگے قاضی بنائینگے۔ پس ہم نے فقہ سیکھنا شروع کیا اور آخر سیکھ
لیا۔ اس تاریخ کی نسبت صرف یہی سند صدق کی کافی ہے کہ شاہ عبد العزیز دہلوی
نے بستان المحدثین میں لکھا ہے کہ اس کی سماعت کو خود جناب رسالتمآب صلعم تشریف لایا کرتے
ابو حنیفہ نے پیشہ تجارت پر علم فقہ کے فوائد ومنافع کو ترجیح دی کہ اسمیں فائدہ زائد ہے
اور اس میں وہ فائز المرام ہوئے اہل سنت کے یہاں علم کلام کے تین استاد مسلم الثبوت ہیں
ابو الحسن اشعری منصور ماتریدی حنابلہ۔ ابو حنیفہ کو کسی نے اس فن کا استاد نہیں
مانا۔ علم حدیث سے ابو حنیفہ کو کلیۃً نفرت تھی دیکھو معیار الحق صفحہ سات لاہور
بقول صاحب تذکرۃ الموضوعات وتہذیب الاسماء جابر صحابی رسول خدا کے
ان کے زمانہ میں تھے مگر کسی سے کوئی حدیث روایت نہیں کی حال میں مولوی شبلی
صاحب بھی سیرۃ النعمان میں اس بات کے مقر ہیں پس حدیث سے کنارہ کشی ایسی
نہ کیا ہوگی۔ لسان المیزان میں امام احمد سے منقول ہے کہ محمد بن الحسن اور اس کا استاد

ابو حنیفہ مخالف ہین حدیث کے اور امام شافعی سے سبکی نے طبقات کبرے مین نقل کیا ہی
کہ حنفیون کی کتابین مثل فسروخ کی مشک کے ہین کہ ظاہر تو نام کتاب اللہ وسنت
رسول اللہ کا لیتے ہین مگر دراصل سب مسائل ان کے خلاف ہین۔ عمارۃ المساجد مولوی
محمد سعید مین لکھا ہے کہ یہہ امام اہل سنت اکثر احادیث نبوی کے بارے مین
حکم دیتے کہ اس کو ختریر یعنے سُور کی دم سے چھیل ڈالو اور خلیفہ دویم کے بعض حکم
کو ہذیان ومجنون بناتے تھے کما فی مختار مختصر تاریخ بغداد علامہ ذہبی نے
جن کو شاہ عبد العزیز امام اہل حدیث کہتے ہین اپنی میزان الاعتدال مین لکھا ہے کہ نعمان
بن ثابت بن زوطی ابو حنیفہ کوفی امام اہل الراے کو امام نسائی نے ضعیف کہا ہے
اسی طرح ابن عدی وغیرہ نے بلکہ اسی میزان مین ہی اسمٰعیل بن حماد بن نعمان بن
ثابت (ابو حنیفہ) کو کہا ابن عدی نے کہ تینون ضعیف ہین پس شی پس ضعف
اسی کو کہتے ہین۔ ابن عدی کہتے ہین کہ کل روایتین ان کی غلطی اور تصحیف وزیادت
سے مملو ہین اور عبد اللہ بن علی نے عبد اللہ مدینی سے نقل کیا کہ ابو حنیفہ کی روایتین
ازحد ضعیف ہین کیونکہ اُس نے کل پچاس حدیثین روایت کین مگر سبھون مین غلطی کی
اور امام بخاری حمیدی سے ناقل ہین کہ کہا ابو حنیفہ نے جب مین مکہ معظمہ کو گیا تو حجام
سے تین سنتین سیکھین کیونکہ جب مین حجامت کے لیے بیٹھا تو حجام نے کہا قبلہ رو بیٹھو و
دہنی طرف سے حجامت شروع کی اور دونون ہڈیون تک حجامت بنائی۔ کہا حمیدی نے
کہ جو شخص ایسا ہو کہ سنت رسول و اصحاب رسول سے واقف نہ ہو بلکہ حجام سے
سیکھے اُس کی تقلید احکام خدا میراث وفرائض وزکواۃ ودیگر امور اسلام مین کیونکر کیجا سکتی
ہے۔ امام احمد بن حنبل کہتے ہین کہ ابو حنیفہ کی نہ راے ہے نہ حدیث بلکہ

تاریخ صغیر بخاری میں ہے بروایت نعیم بن حماد کہ کہا فزاری نے ہم سفیان کے پاس بیٹھے تھے کہ خبر مرگ ابوحنیفہ آئے اُس پر سفیان نے کہا شکر خدا یہ شخص اسلام کو ٹکڑے ٹکڑے کرتا تھا اس سے زیادہ مشوم کوئی مولود اسلام میں پیدا نہیں ہوا۔

ایک حکایت سننے کے قابل ہے۔ ابوحنیفہ کو دعوے تھا اور اُن کے چیلوں کا گروہ بھی اسی بات پر فخر کرتا ہے کہ امام اعظم کوفی حضرت امام باقر علیہ السلام کے شاگرد ہیں مگر باوجود شاگردی ہمیشہ اُن کے اور اولاد امجاد کے مخالف اور منافق رہے۔

قاضی القضات ابوالموید محمد بن محمود خوارزمی جامع مسانید ابوحنیفہ میں لکھتے ہیں کہا ابوحنیفہ نے کہ ابوجعفر منصور خلیفہ عباسی نے مجھے بلا بھیجا اور کہا کہ لوگ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے علم و فضل پر فریفتہ و گرویدہ ہو رہے ہیں تم ایسے چند مسائل انتخاب کرو جو نہایت سخت و دشوار ہوں تا کہ امام علیہ السلام اُن کے جواب سے عاجز ہوں پس میں نے حسب الحکم خلیفہ چالیس مسئلہ نہایت سخت منتخب کیئے اور خلیفہ کے پاس لے گیا دیکھا کہ منصور سریر خلافت پر بیٹھا ہے اور امام علیہ السلام پہلوئے خلیفہ میں جلوہ افروز ہیں۔ مجھے وہ ہیبت و رعب معلوم ہوا کہ کبھی خلیفہ کے دربار میں نہ ہوا تھا آخر خلیفہ کے حکم سے میں بیٹھ گیا منصور خلیفہ نے امام علیہ السلام سے مخاطب ہو کر کہا کہ یا اباعبداللہ یہ ابوحنیفہ ہے حضرت نے فرمایا ہاں میں پہچانتا ہوں خلیفہ نے مجھ سے مسئلہ دریافت کرنے کو اشارہ کیا پس میں نے وہ مسائل پوچھنے شروع کیئے امام علیہ السلام ہر مسئلہ کا وہ جواب مسکت فرماتے کہ میں لاجواب ہو جاتا آخر چالیسوں مسئلہ کا جواب دیا اِس وجہ سے میں کہتا ہوں کہ حضرت امام جعفر صادق اعلم الناس ہیں اور سب سے زیادہ فقیہہ۔

پس یہہ سلوک ابوحنیفہ کا انہی محسن زادہ کے ساتھہ یادگار ہے کہ لطمع حطام دنیاوی انکو عاجز و حقیر کرنا چاہا - ایک لطیفہ بھی مومنین کی تفریح طبع کو درج کیا جاتا ہے - ایک روز ابوحنیفہ و مومن الطاق علیہ الرحمہ سے مسئلہ رجعت میں گفتگو ہوئی ابوحنیفہ نے طنزاً کہا تم لوگوں کے عقیدے کے مطابق مومن و منافق پھر زندہ کیئے جاوینگے اور انپر قصاص جاری ہوگا پس دو سو اشرفیاں ہمکو قرض دو در رجعت میں لے لینا مومن الطاق علیہ الرحمہ نے فرمایا ہاں لو مگر ہمکو یہہ کیونکر معلوم ہوگا کہ تم کس صورت میں مسخ ہو کر زندہ ہوگے جو ہم تم سے اپنا قرض وصول کریں اگر اسکا اطمینان ہم کو کردو تو قرض دینے میں کیا عذر - ابوحنیفہ شرمندہ ہو کر ساکت ہوگئے -

ہزاروں موقع ایسے ہوئے ہیں کہ ابوحنیفہ کا خاندان رسالت کے ساتھہ بغض و عناد و فساد ظاہر ہوا ہے کتابیں دیکھنا شرط ہے -

امام اعظم کا خطاب آپ کو اس وجہ سے ملا کہ خلاف ائمہ اربع اہل سنت اپنی رائے و قیاس سے مخالفت قرآن و حدیث و اہل بیت کرکے حسب خواہش سلاطین وقت احکام جاری کر دیئے معاویہ و یزید و ہارون رشید وغیرہ جو اپنی ماں بہن پھوپی کے ساتھہ مرتکب فعل شنیع ہوئے اُن کے لیئے یہہ مسئلہ بنایا کہ اگر اپنی محرمات شرعیہ کے ساتھہ بہ لف حریر مرتکب حرام ہو تو جائز ہے اور اپنی ماں و بہن کے ساتھہ نکاح کرے تو کسی طرح اُس پر حد جاری نہوگی - اور عینی شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں کہ اگر وطی کرے اپنے غلام و لونڈی و عورت کی دبر میں تو اُس پر حد نہیں اور اُس میں کسیکو اختلاف نہیں ہے - قاضی یحییٰ بن اکثم جو بڑا

ہدایہ جلد اول صفحہ ۴۹۲

بحر الرائق صفحہ ۲۴

فتاوی عالمگیری صفحہ ۱۵۲

عالم اہل سنت کا ہے ہارون رشید کو شراب پلایا کرتا اُس کی خوشامد میں ابوحنیفہ نے یہہ مسئلہ بنایا کہ اگر نو۹ پیالے تک شراب پیئے اور نشہ نہ ہو تو اُس پر حد نہیں۔ اسی طرح نماز کی یہہ گت بنائی کہ نبیذ سے جو ایک قسم کی شراب ہے اُٹھ وضو کرے اور کُتّے کی کھال دباغت شدہ پہنے اُس پر بھی چوتھائی کپڑا نجاست سے آلودہ کرے اور الله بزرگ ست اور دو برگ سبز کہہ کر مرغون کی طرح دو چار ٹھونگیں لگا کر بجائے سلام آخری گوز کردے تو نماز درست ہے۔ جیسی تفصیل اس کی ظفر المبین جمع دو شنبہ میں مذکور ہے۔ اُن سلاطین کو جن کو ایمان سے کوئی واسطہ نہ تھا ابوحنیفہ نے کہدیا ایمان وہ چیز ہے جو نہ گھٹتی ہے نہ بڑھتی ہے چنانچہ یہہ بھی کہا کہ ایمان ابوبکر و ابلیس واحد ہے اسیطرح اگر بغرض تقرب خدا نعلین و کفش کی پرستش کرے تو جائز ہے۔ پس یہی وجہ خاص ہوئی کہ اہل سنت کو ابوحنیفہ کا مذہب نہایت مرغوب ہوا ع ہر عیب کہ سلطان بہ پسندد ہنر است ۔ نہایت مضبوط اصول اہل سنت کا ہے چنانچہ ابتدا سے اس مذہب کی بنیاد اسی اصول پر قایم ہے کہ سلطان وقت جو فعل کرے وہ قابل اعتراض نہیں بلکہ محمود ہے پس اُصول کو تابع ان سلاطین کا بنا دیا نہ یہہ کہ خلفاء و سلاطین کو تابع کسی اصول کا قرار دیا۔

چونکہ ظالم کا ظلم مکار کی مکاری بے ظاہر ہوئے نہیں رہتی لہذا ابوحنیفہ نے بھی اس کا اچھا اپنے کیفر کردار کو پہونچگئے جن سلاطین کے واسطے دین و ایمان کھویا پہلے اُنھوں نے دو مرتبہ کفر و زندقہ سے توبہ کرائی آخر من یزید بن عمرو بن ہبیرہ نے جو مروان کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا حکم دیا کہ ابوحنیفہ کو ہر روز دس درّے لگائے جائیں چند روز تک کوڑے کھایا کئے۔

زوال سلطنت مروانی و عروج سلطنت عباسی مین وہی منصور خلیفہ جس کی خاطر سے ابوحنیفہ نے امام بحق ناطق جعفر صادق علیہ السلام سے چالیس مسئلہ پوچھکر اُن کو عاجز و حقیر کرنا چاہا تھا امام اعظم کو جیل خانہ مین ڈلوا کر زہر دلوا دیا کہ اپنے مقام مخصوص کو پہونچ گئے اب رجعت میں نہ معلوم کس قالب مین تشریف لاوین۔ مگر انکا فتنہ فرو نہوا اور لوگون نے اُن کی پیروی نہ چھوڑی۔ کسی مولوی صاحب کسی شیخ صاحب کسی خانصاحب سے پوچھا آپ کا کیا مذہب ہے فرماوینگے حنفی۔ مگر نہین جانتے کہ امام اعظم صاحب کی رائے و قیاس نے اسلام کو بدتر از کفر بنا دیا ہے لکیر کے فقیر بنے ہین اور انہین کے گُن گا رہے ہین۔ حالانکہ امام بخاری کے اُستاد شیخ حمیدی نے صاف صاف کفر کا فتوے دیا اور امام غزالی لکھتے ہے کہ ابوحنیفہ نے شریعت کو اُلٹ دیا تھا اگرچہ امام غزالی کے نزدیک یزید پر لعن کرنا جایز نہوا وہ ائمہ سلف سے اپنے اس اہل سنت کی نسبت لعن نقل کرتے ہین اور علامہ خطیب کا حکم کہ ابوحنیفہ دجال ہے اور خود غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی کی شہادت ابوحنیفہ کی کفر و گمراہی و جہنمی ہونے پر حصہ اول ذوالفقار حیدر مصنفہ سید اظہر علی صاحب مین بشرح درج ہے۔

مولوی شبلی سیرۃ النعمان کے صفحہ دو سو سولہ ۲۱۶ مین لکھتے ہین کہ لوگونکا خیال ہے امام ابوحنیفہ نے فقہ کی تدوین مین رومن لا یعنی رومیون کے قانون سے بہت مدد لی اور اُس کے بہت سے مسائل اپنے فقہ مین داخل کر لیئے۔ اس عبارت کو مصنف نے ابوحنیفہ کی تعریف مین ذکر کیا ہے یعنی مثل قانون انگریز و نصارا اب فرمایئے شریعت کجا و احکام خدا و رسول کی تبعیت کجا ۵

این چہ شوریست کہ در دور قمر مے بینم ہمہ اسلام پر از فتنہ و شر مے بینم

خلفائے ثلاثہ کے اسلام مشرق سے مغرب تک پھیلائے ہوئے کی کچھ مختصر کیفیت
آپ نے سنی اگر اور مفصل و مشرح حالات دریافت کرنے منظور ہوں تو کتابیں دیکھو ہم کو
ع کافر عشقم مسلمانی مرا در کار نیست۔

اگر برائے نام اسلام کی کثرت پر ناز ہے تو سراسر بیجا اور خیال فاسد کثرت خدا و رسولؐ
کے نزدیک ممدوح نہیں نعلیٰ دین و مذہب کثرت پر منحصر کیا گیا ہے ہندوستان
ہی کی مردم شماری دیکھو اٹھائیس کروڑ بہتر لاکھ تئیس ہزار چار سو اکتیس میں
۲۰ کروڑ ستر لاکھ ہندو پانچ کروڑ ستر لاکھ مسلمان بیس لاکھ عیسائی پندرہ لاکھ جینی ستر
لاکھ بودہ ایسا ہی اور ممالک پر قیاس کرو مبرھن بہ نسبت بودہ و عیسائی کے
مسلمان کتنے حصہ کم ہونگے۔ علاوہ اس کے جب مسلمانوں کا ایک ہی فرقہ کامل الایمان
ناجی قرار پایا باقی ناری تو پھر وہی قلت کی قلت پس کثرت کسی طرح قابل
ناز نہیں ؎

کجا بودم الکنون کجا آمدم ‖ زخارستم اما بجا آمدم

اب جوہر صاحب کی فقرات شکنی منظور ہے تاکہ شکایت باقی نہ رہے۔ خلفائے ثلاثہ
نے جو مشرق سے مغرب تک اسلام پھیلایا اُس کی دھجیاں تو یوں اُڑیں کہ بدتر از کفر
ہوگیا ع گئے دونوں جہان کے کام سے ہم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے۔
دوسرا فقرہ۔ اگر امامت دستگاہ کو پہلے ہی سے خلافت ملتی تو اسلام کا نام
ہی نہ رہ جاتا۔
جواب۔ تعجب ہے کہ جو بھی خلافت ملنے سے تو کروڑوں ملکی صفات اسلام
حقیقی کی قابل ایمان و ایقان کے عامل خداؐ اور رسولؐ کو رسولؐ اور علیؑ کو بلا فصل

خلیفہ برحق کہنے والے موجود ہیں اگر اول ہی سے اُمت گمراہ ضلالت پسند خدا اور رسولؐ کے حکم کو مانتی علیؑ کو خلیفہ بلافصل جانتی تو تمام روئے زمین پر آج اسلام ہی اسلام ہوتا کفر و شرک کا کوئی نام بھی نہ لیتا خلق خدا حق پرست ہو جاتی اسلام بدتر از کفر نہ ہوتا کتاب اللہ خانہ خدا اور رسولؐ پر وہ ظلم و جور نہ ہوتے جو اسلام کے ہاتھ سے (تبتت یدٰ) ہوئے۔ دجال شریعت اُٹھنے والے مولود شوم و بدبخت کا فر مطلق امام اسلام نہ بنجاتے حدیث نبویؐ کو معاذ اللہ سور کی دم سے چھپنے کو نہ حکم دیتے۔

اب ہم پوچھتے ہیں ابتدائے آفرینش خلق سے خدائے قادر مطلق نے باوصف جباری و قہاری سب خلقت کو حق پرست کیوں نہ بنا لیا انکے اعمال و افعال پر کیوں چھوڑ دیا از آدم تا ایندم خدا کو وحدہ لاشریک جاننے و ماننے والے کتنے ہیں اور کفار شرک کس قدر بلکہ کروڑوں آدمی خدا ہی کے قائل نہیں مثل دہریہ وغیرہ۔ اور رسولؐ اللہ نے ابتدائے بعثت سے قلع و قمع کفار عرب کیوں نہ جاری کر دیا اور اپنی رسالت کا اقرار اُنسے کیوں نہ لیا۔

اُن کے ہاتھ سے تذلیل و توہین و تحقیر اپنی کیوں گوارا کی اُن سے مغلوب کیوں رہے حضرت کے عہد مبارک میں صدق دل سے رسول اللہ کہنے والے کتنے تھے اور اب کسقدر ہیں۔ سوائے فرقہ ناجیہ اثنا عشریہ اگر بتا دو تو ہم جانیں۔

اصل یہ ہے کہ حضرت علیؑ نے اسلام حقیقی کی آبرو رکھ لی اور خدا اور رسول کے نام لیوا تمام عالم میں پھیلا گئے۔ ورنہ ابوحنیفہ وغیرہ امام نے تو اسلام کو خیرباد کہکر آخری سلام کر لیا تھا۔

اگر خدا کا وعدہ سچا اور رسول اللہؐ کی بعثت بحق اور حضرت علیؑ کی خلافت بلا فصل نہ ہوتی تو آج اسلام حقیقی کا نام بھی کوئی نہ جانتا اور نہ خدا اور رسولؐ کو پہچانتا۔ حنفی۔ مالکی حنبلی۔ شافعی۔ اشاعرہ۔ معتزلہ۔ نواصب۔ خوارج وغیرہ کوس لمن الملک بجاتے۔

تیسرا فقرہ۔ بستر رسالتمآبؐ پر آرام فرمانا مصلحت خاص سے تھا کوئی کمال کی بات نہیں۔

جواب۔ یہہ کمال خدا و رسولؐ و جبرئیلؑ ہی کو معلوم ہے اور جو اہل عجمی ہیں ہاں جاہلوں اور نادانوں کو اس کمال کا مزہ کیونکر آئے مصرع ع چہ داند بوزنہ لذات ادرک۔

اللہ اکبر دنیا سے انصاف ہی جاتا رہا کیا غضب ہے ابوبکر ظل حمایت و حفاظت و حراست رسول خدا میں غار میں چھپے ہوئے کفار سے جان بچائیں اور پھر بھی رسولؐ خدا کی حفاظت پر صبر و شکر نہ کرکے روئیں بکیں چلائیں اور رسول خدا تسلی دیں کہ مت گھبراؤ خدا ہمارے ساتھ ہے اسپر بھی انکا اضطرار و اضطراب کم نہ ہوا انکا تو کمال و جلال مصاحبت و جان نثاری بلغار ہو نا خلافت کا استحقاق غرضکہ تمام دنیا کا فضل و کمال ظاہر کیا جاوے۔

حضرت علیؑ اپنی جان رسول اللہؐ پر قربان کرکے ایسے نازک وقت خطرناک میں جس میں جان جانے کا قطعی الیقین تھا (مگر خدا کا فضل کہ بچگئے) بستر رسالت پر رضینا بالقضا آرام فرمائیں اور کفار اشرار کے حملہ و شورش کا ذرہ بھی خوف و اندیشہ نکریں اُن کا یہہ فعل معمولی اور مصلحت وقت سے سمجھا جاوے۔

کیوں صاحب جب کفار قریش نے مصمم ارادہ کرلیا کہ آج شب کو رسول اللہؐ پر سب قبیلے کے لوگ متفق ہوکر حملہ کریں اور شہید کر ڈالیں اور رسولؐ خدا جبرئیلؑ کے ذریعے سے

خبر پاکر عازم غار ہوئے تو کیا ضرورت تھی کہ حضرت علی کو اپنے بستر پر سونے کا حکم دین وجہ یہی تھی کہ کفار قریش کے مخبر ہر وقت وہر لحظہ دیکھ جایا کرتے کہ رسول خدا اپنے بستر پر آرام فرما ہین اور وقت کے منتظر تھے اگر ذرہ دیر بھی بستر خالی دیکھتے تو تمام گلی وکوچہ مین فوراً دوڑ پڑتے اور ناکہ بندی وغیرہ کر کے رسولؐ خدا کو غار تک نہ جانے دیتے اور جو قصد تھا اُس مین کامیاب ہوتے پس اسی لئے رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ کو حکم دیا کہ تم بجائے میرے میرے بستر پر آرام کرو تاکہ کفار کی توجہ اسی طرف بنی رہے اور مین باطمینان غار تک پہونچ جاؤن چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ کفار بستر ہی پر رسولؐ خدا کا آرام فرمانا سمجھے اور رسولؐ خدا باطمینان غار تک پہونچکر پوشیدہ ہو گئے جب حملہ کا وقت ہوا تو سب متفق ہو کر آئے اور حملہ کیا مگر حضرت علیؑ شیر خدا کی طرح جھکڑ الٹکار کھڑے ہوئے کیا مجال تھی کوئی روبرو آتا آخر تین روز تک آپ کفار سے لڑتے جھگڑتے رہے اور رسول اللہؐ کی وصیت مثل ادائے قرض وغیرہ بجالا کر مدینہ کی راہ مین شریک سفر رسولؐ خدا ہو گئے۔

جوہر صاحب نے صفحہ ایکسو اکسٹھ اسرار الہدیٰ مین (ثانی اثنین فی الغار) کو ابوبکر کی نسبت خطاب معلے عطا ہونا بلاشرکت اغیار بڑے طمطراق سے لکھا ہے جس کے معنے یہ ہین ایک دو کا تھا غار مین۔ مگر (لا تحزن) کے القاب مستطاب سے محروم رکھا ہے جس کے معنے یہ ہین امت رو اور پیٹ اور شور کر ایسی سمجھ کے آدمی کو کیا کہئیے مصرع جواب جاہلان باشد خموشی۔

ایک طفل مکتب سے بھی پوچھئے کہ ایسے مصاحب غار کو کیا کہے گا جو باوجودیکہ رسول اللہؐ کے ساتھ غار مین پوشیدہ ہے اور حصار سنگین مین محفوظ و نظر بند مگر کفار کے خوف سے جان نکلی جاتی ہے روتا ہے چلاتا ہے شور کرتا ہے رسول اللہؐ جھڑکتے ہین مت رو مت شور کر ہمارے ساتھ خدا ہے اس پر بھی اضطراب کم نہین ہوتا سعدی شیرازی نے کیا خوب

کہا ہے ۵

ترا اژدہا گر بود یار غار ازاں بہ کہ جاہل بود غمگسار

ہمیشہ جاہلوں کی صحبت سے ایسے ہی رنج و الم پہونچتے ہیں جیسا رسول خدا کو ابو بکر کی صحبت سے ملال ہوا اگر کیا کرتے کفار بر سر غار موجود تھے ورنہ ضرور ہی ببدر کر دیتے جب رسول خدا غار سے نکل کر مدینہ کی طرف تشریف لیچلے تو ایک سوار کفار کا تعاقب پیچھے چلا جب قریب پہونچا اور ابو بکر نے دیکھا تب بھی رو دیئے اور کہا ہائے قاتل آ پہونچا مگر خیریت ہوئی کہ سوار کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور گر کر بیکار یا نادم ہوا اب دیکھئے رسول خدا کے ساتھ ہیں یہ دو اور وہ سوار اکیلا پھر بھی روئے دیتے ہیں اور جان نکلی جاتی ہے۔

کیوں جوہر صاحب یہی آپکے یعسوب الدین ہیں۔ عبد الرحمن پسر ابو بکر کی خدمتیں غار میں پوشیدہ رہنے کے وقت جو سب لیے جاتے ہیں وہ اپنے بوڑھے باپ کی لیئے تھیں نہ رسول خدا کی خاطر۔ اگر اُن کے باپ نہ ہوتے اور رسول خدا تنہا یا اور کسی کے ساتھ ہوتے تو اس خدمت کی کچھ وقعت ہوتی اور اطیعوا الرسول میں شمار کیے جاتے۔

جوہر صاحب صفحہ باون و ترپن اسرار الہدیٰ میں کہتے ہیں کہ حضرت صدیق اکبر اسلام میں سبقت نہ کرتے تو رسالت رسول اللہ کی حقیقت ہرگز کسی پر ظاہر نہ ہوتی جب آپ حامی دین و یعسوب مومنین ہوئے تب ہی تو آپ کی شوکت فاروقی دیکھ کر ہیبت سے کفار عرب کی کمر ٹوٹ گئی اگر صدیق اکبر اپنی صدیقیت کا نمونہ نہ دکھاتے اور ایک جماعت کثیر صنادید عرب کو در پردہ کلمہ توحید نہ پڑھواتے اور پوری پوری دین محمدی و شریعت محمدی کی استعانت و حمایت نہ کرتے تو کفار عرب حضرت رسول خدا اور انکے تبعے سے بجائی

کو کب زندہ چھوڑتے اب آخر اسی سبب سے تو کسی کا حوصلہ نہیں پڑتا کہ کوئی حضرت رسولِ خدا سے آنکھ بھی ملا سکے۔

جب کفارِ اشرار نے باغوائے ابوجہل حضرت رسالت پناہ کے قتل کا ارادہ مصمم کیا تو حضرت نے صدیق اکبر و فاروق اعظم و یعسوب مومنین ہی کو اپنا یار غار و مصاحب جان نثار بنایا۔

ہم کہتے ہیں جب بقول ابوحنیفہ ایمان ابوبکر و ابلیس برابر ہے تو سبقت ہو یا عالم ارواح میں بیعت ایسا اسلام جس کا ایمان شیطان کے مشابہ ہو بدتر از ہزار کفر و ضلالت۔

تاریخ اسلام دیکھو ابوبکر نے سفر شام میں ایک راہب یا کاہن سے سنا تھا کہ مکہ میں ایک نبی ہوگا اُس کی وزارت تم کو ملے گی اس لیے آپ نے سبقت کی اور یہی سبب ہے کہ شب ہجرت رسولِ خدا کا راستہ روک کر با انتظار ہمراہی کھڑے رہے اور حضرت کو چار و ناچار ساتھ لیجانا ہی پڑا۔ اگر تمہارے دعوے کے مطابق ابوبکر میں یہ سب کمال تھے تو غار میں پوشیدہ ہونے ہجرت کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی ایسے یعسوب مومنین ہو کر خود رسول خدا ہی کی مدد و اعانت نکریں اور اُن کے جوتیوں کے صدقے میں اپنی جان بچائیں۔ کفار قریش کا آنکھ ملانا کیسا اُنھوں نے تو رسولِ خدا پر ایسے ظلم کیے اور ایذائیں دیں کہ گلے میں چادر ڈالکر کھینچا جس سے گلا گھٹ گیا ساحر و کاہن و مجنون ابتر وغیرہ الفاظ سے مخاطب کرتے راہ میں کانٹے بچھاتے اونٹ کی اوجھڑی گلے میں ڈالدیتے یہانتک کہ گھربار چھوڑکر شب کے وقت غار میں پوشیدہ ہونا پڑا تمہارے یعسوب دین کو کچھ شرم نہیں تھی کہ اپنے ہادی و پیشوا رسول اللہ کا یہ حال دیکھتے اور کچھ نہ کرتے نہ اپنی یعسوبیت دکھاتے لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

سلام نہیں ایسے وقت میں مشرق سے مغرب تک اسلام پھیلانے والے مثل ابوبکر
کس غار میں چھپے تھے اور کس اوڈھیر میں تھے کہ رسول اللہ پر ایسی مصیبتیں پڑیں مگر ان کو خبر تک
نہ ہوئی۔ حضرت علی تو ننھے بچے تھے مگر خلفائے ثلاثہ اچھے خاصے جغادری اور مرد کار آزمودہ
پھر ان سے خدا کے رسول کی کیوں نہ مدد ہو سکی اور نہ اُن کی تکلیفوں و ایذاؤں پر کسی کا
دل کڑھا افسوس ہزار افسوس رسول اللہ کے عہد میں تو یہ جبن اور نامردی کہ تم تھی و بے غیرتی کہ غزوہ
میں بھی صف جنگ سے لوگ دم بھاگ گئے تین تین روز پتہ نہ چلتا جب سن لیتے کہ لشکر اسلام
فتحیاب ہوا کامیاب چور نوالے حاضر۔ آ موجود ہوتے۔ احد میں حنین میں خیبر میں جن کے
افسانے طشت ازبام ہیں اس پر بھی یعسوب دین کا خطاب ملے تو اختیار۔ تم ابوحنیفہ
ہی کو اپنا امام اعظم نے ہوئے ہو جن کی ساری قلعی علمائے اہل سنت نے کھول دی ہے
اور کوئی کرم اٹھا نہیں رہا تو ہم مجبور ہیں ایسا ہی یزید کو بھی امام المسلمین و خلیفہ برحق
کا لقب مل رہا ہے تو اپنی اپنی سمجھ کسی کا کیا قصور۔

چوتھا فقرہ نہ وہ کہ آدہ پاؤ یا تین چھٹانک جو اپنے حقیقی بھائی پر ذوالفقار کھینچیں
یہ فقرہ رحماء بینہم پر چسپان کیا گیا ہے کہ مومنین کافروں پر اشد ہیں اور آپس میں رحیم۔
ایک خطبہ روضۃ الصفا کا شروع خلافت ابوبکر میں جو انہوں نے پڑھا اس کی نقل
ہے آخر فقرہ یہ ہے۔

و من تا در متابعت آفرینندگار جہان و جہانیان باشم انقیاد و اطاعت من بجا آرید و اگر
خلاف حکم ایزدی امرے از من صادر گردد شما نیز از متابعت و اطاعت من تجنب
نمائید۔ دیکھو اِس کا نام رحماء بینہم ہے نہ وہ کہ آدہ پاؤ الیٰ آخر۔
اِس کلام ابوبکر سے اور رحم سے کیا تعلق وہ ایک واقعی امر بیان کر رہے ہیں کہ

جب میں خلاف حکم خدا کوئی حکم دوں تو میری اطاعت نہ کرو۔ جوہر صاحب کو معلوم نہیں یہ ایک پولٹیکل چال ہے کہ ابوبکر نے یہ فقرہ سنا کر سب کو اپنی طرف گرویدہ کر لیا اور وہ جاہل قوم نہ سمجھی کہ جب اول تم نے خلاف حکم خدا خلافت لے لی اور رسول اللہ کی حدیث غدیر پر عمل نہ کیا تو آیندہ تم سے خدائی احکام کی کیا امید ہے مگر وہاں تو دنیا کی چاٹ تھی کون پوچھتا خیر آدہ پاؤ یا تین چھٹانک جو کا یہ ذکر ہے کہ حضرت عقیل کے حصہ میں کسی قدر جو زیادہ لگ گئے تھے اُس پر حضرت علیؑ نے کچھ عتاب و خطاب فرمایا۔ جس کو جوہر صاحب نے ذوالفقار کھینچنے پر تعبیر کیا۔

ہاں یہ امر سچ ہے وہ تو تین چھٹانک جو تھے اگر ایک دانہ جو بھی تقسیم بیت المال میں کوئی زیادہ لیتا تو ممکن نہ تھا یہی سبب تو ہوا کہ قوم طامع و حریص دانہ زد نے حضرت علیؑ کو اپنی گو نکانہ سمجھا اور نفع دنیاوی کی اُمید آپ سے منقطع کر کے دوسروں کو خلافت کے لئے منتخب کیا جن سے پوری پوری تمتع دنیا کی اُمید تھی چنانچہ اُن لوگوں نے بھی مال اپنی دل بیرحم سمجھ کر انتخاب کا صلہ خاطر خواہ دیا۔

خلیفہ ثالث کی چند نظیریں ہم لکھتے ہیں اور خلافتوں کا حال اگر دریافت کرنا ہو کتابیں دیکھو ہزار ہا بے اعتدالیاں نظر آئینگی۔ کتاب الفتوح جو احمد بن محمد کوفی المعروف باعثم کوفی اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ جب خلیفہ صاحب کو پوری طاقت خلافت پر ملی تو خلیفہ دوم کے عمال و کارکنان کو یکقلم موقوف کر کے تمام حکومتوں پر اپنے اعزا و اقربا کو مقرر کیا عبداللہ بن عامر کو امیر بصرہ ولید بن عقبہ شراب خوار کو حاکم کوفہ عبداللہ بن سعد کو حکومت مصر عمرو عاص کو حاکم فلسطین معاویہ کو ہم جنس ہونے کی وجہ سے بدستور حاکم شام تمام شہر و ممالک دستبرد بنی اُمیہ میں آگئے۔ بیت المال شیر مادر ہو گیا جس کا ب

عبد اللہ ابن خالد کو ایک لاکھ دینار حکم بن عاص کو ایک لاکھ دینار حارث بن حکم کو خلعت گران بہا وغیرہ وغیرہ مروان طرید رسول اللہ کو وزیر خلافت غرضکہ عثمان غنی کی داد و دہش یادگار ہے اور اسی لیئے آپ کو غنی کا خطاب ملا ہے اب حضرت علیؑ کا حال سنیئے بخاری و مسلم میں روایت ہے عمر بن یحییٰ سے کہ حضرت علیؑ کے لیئے چند مشکیں شہد اور روغن کی آئیں اور بیت المال میں رکھی گئیں۔ حضرت ام کلثومؑ نے تھوڑا اپنے صرف کیواسطے لے لیا کیونکہ اُن کے پدر عالی مقدار کا مال تھا مگر جب آپ نے شہد وغیرہ کی تعداد کم دیکھی اور دریافت سے معلوم ہوا کہ آپ کی صاحبزادی نے لیا ہے تو پانچ درم قیمت اُن سے وصول کر کے پورا کر دیا اور فرمایا کہ یہ تمام مسلمانوں کا مال ہے۔

اسیطرح حضرت قنبر سے روایت ہے کہ چند مشکیں شہد کی بیت المال میں آئیں حضرت امام حسینؑ نے قنبر سے کہا مہمان کی خاطر ہم کو ضرورت ہے تمہارے حصہ کا شہد لادو قنبر بقدر معین لے گئے۔ حضرتؑ نے یہ حال دریافت کر کے ناراضی ظاہر فرمائی۔ اور حضرت امام حسینؑ سے اُسی قدر شہد منگوا کر شامل کر دیا۔ علامہ ذہبی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں بعد خاتمہ جنگ جمل حضرت علیؑ کوفہ میں داخل ہوئے بیت المال کو ملاحظہ فرمایا بہت کچھ نقد و جنس تھا اُس کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد کیا کہ اے سونے چاندی تو اور کسی کو فریب دینا میں تمہارے مکر و فریب میں نہ آؤنگا بعدہ حکم دیا سب مال مسلمانوں کو تقسیم کر دیا جاوے۔ وہ تقسیم ہو گیا۔ آپ نے اور آپ کی اولاد نے بھی بقدر ایک سپاہی کے حصہ لے لیا۔ بعد تقسیم ایک شخص نے آکر کہا کہ مجھے حصہ نہیں ملا۔ آپ نے اپنا حصہ اُسے دیدیا۔

اسیطرح ہزاروں نظیریں و مثالیں ہیں۔

پس جب آپ کے عدل و زہد کا یہ حال ہو کہ اپنے فرزندوں کو بھی بیت المال لینا گوارا نہ فرمائیں اور واپس لے کر بیت المال میں جمع کر دیں تو بھائی کیجا گو کہ حقیقی ہو۔

آپ نے فرمایا ہو کہ خلیفہ کو بیت المال سے صرف دو پیالہ لینے کا استحقاق ہے۔ ایک اپنے و اپنے عیال کے لئے دوسرا مہمان کے واسطے۔

پس ایسے عادل و زاہد ترین آدم کو آپ کیوں رحماء بینہم میں تصور کرینگے۔ اس صفت سے موصوف تو آپ کے غنی صاحب ہونگے۔

پانچواں فقرہ جب جناب امیرؑ نے مذہب کفر سے توبہ کی اور دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

جواب۔ اہل سنت حضرت رسول خدا کے والدین معظم کو معاذ اللہ کافر بتاتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے اُن کی مغفرت کے لئے دعا کی مگر اجابت نہ ہوئی۔

پس بقول و اعتقاد اہل سنت حضرت رسول خدا بھی نعوذ باللہ منہا اُسے طریقہ پر رہے اور بعد چالیس سال کے جب آپ کو نبوت ہوئی تو اسلام کے دایرہ میں قدم رکھا۔ پس حضرت علی تو آٹھ سال سے بھی کم عمر بچہ تھے انکا کفر کیونکر ثابت ہوا کیونکہ اجماعی مسئلہ یہ ہے کہ ہر بچہ اسلام پر پیدا ہوتا ہے اور غیر مکلف تک اسی حالت پر رہتا ہے پھر ماں باپ جیسی تعلیم دیتے ہیں وہ مذہب قبول کرتا ہے۔

صفحہ اکیاون اسرار الہدے میں لکھتے ہیں کہ جناب امیرؑ بہت ہی کم عمر تھے بلکہ آپ سن تمیز کو بھی نہ پہونچے تھے کہ تکلیف شرعی کے آپ مصداق ٹھہرتے پھر آپ کی شان میں یہ الفاظ موہوم بالا کیونکر راست آسکتے ہیں اسے آخر آیۃ و السابقون الاولون من المہاجرین کی تفسیر ملا کاشانی نے کی ہے۔

اول کسے از مردمان مہاجر کہ تصدیق نبوت کرد امیر المومنین بود۔ و از زنان خدیجہ کبرے۔

ابوطلحہ گفت من در پیش ابوذر رفتم در یوم جج و گفتم درمیان مردمان اختلاف پدید آمد چہ من
اقتدا بکہ کنم گفت متمسک بکتاب خدا و بعلی ابن ابی طالب و لازم این ہر دو شو بدرستیکہ
من گواہی میدہم کہ رسولؐ خدا فرمودہ کہ علیؑ ابن ابی طالب اول کسے است کہ من تصدیق
کردہ واو کسے باشد کہ روز قیامت با من مصافحہ کند واو صدیق اکبر است و فاروق اعظم میان
حق و باطل و یعسوب مومنین — پس یہہ فقرات حضرت علیؑ کی نسبت دیکھکر آپ جل بھرے اور
تن بدن میں آگ لگ گئی — کہتے ہیں کیونکر یہہ الفاظ جناب امیرؑ کی شان میں صادق
آسکتے ہیں وہ تو طفل ہشت سالہ تھے — جوہر صاحب کا یہی طریقہ ہے ملّا کاشانی کی تفسیر و منہج الصادقین
کی تحریر لکھتے جاتے ہیں جہان مہاجرین و انصار کا نام آیا جھٹ ابوبکر عمر عثمان کو سب کا سرتاج
بنا دیا اور کہا دیکھو شیعہ تمہارے ملّا صاحب اور اخوند صاحب یہہ لکھتے ہیں حالانکہ اُن میں زبان
تک ان حضرات کا نہیں ہے تاہم تو محالات سے ہے — مگر ملّا کاشانی نے حضرت علیؑ کا نام لیا
اور آپ بگڑ بیٹھے ملّا صاحب کو صلواتیں سنانی شروع کر دیں — ابوطلحہ سا صحابی حضرت ابوذر
غفاری سے راست گو صادق الایمان سے جس کی صدق گفتاری پر رسولؐ خدا کی شہادت
موجود ہے یہہ روایت بیان کرے کہ رسولؐ خدا نے صدیق اکبر و فاروق اعظم و یعسوب
مومنین کے خطاب معظم و معلے سے حضرت علیؑ کو سرفراز فرمایا مگر آپ اُس کی ضد میں صرف
قیاس پر اِن القاب کو ابوبکر سے نسبت دیں یہہ کیا انصاف ہے کوئی جھوٹی ہی روایت
اپنے دعوے کے ثبوت میں لکھدی ہوتی کہ رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ سے یہہ خطاب
مسترد کرکے ابوبکر کو دیدیا — غضب تو یہہ ہے کہ ابوبکر کے جوشِ اُلفت میں عمر خطاب
کو بھی بھول گئے کیونکہ اہل سنت انھین کو فاروق اعظم کہتے ہیں پس انھین پر رحم کرو کیون
انکی روح کو بیزار کرتے ہو — تم کو یہہ بھی معلوم نہیں کہ ہجرت اولے الحبش کی طرف حضرت

جعفر طیار وغیرہ کے جانے کو اہل سنت نے اقرار کر لیا ہے اور السابقون میں وہ گروہ منتخب ہوا ہے۔

دیکھو خطبہ جناب علی مرتضٰے وقت تقرر خلافت عثمان مندرجہ کتاب الفتوح تاریخ اعثم کوفی سنی المذہب۔

اے عزیزان و برادران اسلام اے صحابہ رسول مالک علام تم سب کو معلوم ہے کہ ہم کیا ہیں اور ہمارے مدارج کیسے ہیں۔ ہم اہل بیت نبوت ہیں ہم سبب نجات امت ہیں مورد مراحم رب جلیل ہیں مہبط جبرئیل امین وحی ہمارے ہی گھر میں نازل ہوئی بنائے دین ہم سے ہی کامل ہوئی رسول خدا سے قرب و حق سب پر ظاہر ہے خرد و بزرگ اس امر کا عالم ہے پس اگر ہمارا حق ہمکو ملے تو حق بحقدار رسید کا مقولہ صادق آوے اور اگر امر ناحق مد نظر ہے اور غصب حق میں بدستور اصرار تو میں صبر کرتا ہوں۔ خدائے پاک کی قسم ہے کہ اگر اس کے پیغمبر برحق اعنے محمدؐ نے مجھ سے عہد نہ لیا ہوتا اور یہ پایان کار خلافت کی خبر مجھ سے نہ کہی ہوتی تو میں حق کو کبھی نہ چھوڑتا اور ہرگز روا نہ رکھتا کہ زید و بکر اس پر قابض ہوں۔

اے عزیزو تم کو خوب معلوم ہے کہ سابق اسلام میں ہوں قبول رسالت میں میرا پہلا درجہ ہے محسن رسولؐ میں ہوں کعبہ میں پہلے رسول خدا کے ساتھ میں نے نماز پڑھی میں نے ایام صبا میں بھی کبھی بتوں کو سجدہ نہیں کیا خیبر و خندق احد و حنین وغیرہ میں جنگ سے منہ نہیں موڑا۔ پس میرے خلاف اگر امر خلافت قرار پایا تو جیسا صبر کرتا چلا آیا ہوں ویسا ہی اب بھی کرونگا کیونکہ مجھے خرابی و بربادی اسلام کا اندیشہ ہے مگر تم کو چاہیئے کہ حق پر لحاظ کرو اور خدا سے ڈرو نفسانیت و جنبہ داری کو چھوڑو آئین اختیار۔

ابھی معلوم نہین اب بھی جوہر صاحب اپنی یاوہ گوئی و بیہودہ سرائی سے باز آئینگے اور توبہ
کرینگے یا نہین مگر شرم کجا بے غیرتی و بے حیائی تو رگ و پے مین مثل خون
فاسد سرایت کر رہی ہو۔

چھٹا فقرہ ہمیشہ مغلوب رہا ہے یہانتک کہ جناب نے اپنے دین کو بھی غاصبون
سے برباد کر دیا۔

جواب۔ یہ فقرہ جوہر صاحب نے غالب علی کل غالب کے الفاظ پر پیچ
ابتر کی نسبت کہا ہے۔

ہم کہنے مین نعوذ باللہ ستغفر اللہ بار بار توبہ کرکے کہ خدائے قادر مطلق باوصف عظمت و
جلالت جباری و قہاری بر جمیع مخلوق و اشیا غالب ہے مگر ابتدائے آدم سے تا ایندم
غلبہ کفار اشرار و مشرکان ناہنجار سے کس درجہ مغلوب ہے کہ اُسی کی پیدا کی ہوئی مخلوق
ذات سے خدا سمجھتی ہے نہ اُس کی اطاعت کرتی ہے نہ اُس کے حکمون کو مانتی ہے
اُس کے رسولون کو بھی مانتی ہے بلکہ انواع و اقسام کی تذلیل و توہین و تحقیر کرکے
قتل کرتی ہے اور صد ہا طرح کی ایذائین دیتی ہے اور خدا مجبور و معطل ہے
کچھ نہین کر سکتا انبیائے مرسل نا جات اپنے ہر حال و مقال مین ظالمون اور خود سر
لوگون سے مغلوب اُن کے ظلم شدید سے مضطر و پریشان کوئی آگ کے حوالے
ہوتا ہے کوئی تلوار سے کوئی آرہ سے کوئی دار پر گئے مگر دم نہین مار سکتے۔ دیکھو حضرت
لوط نے غلبہ کفار ناہنجار سے حالت اضطرار مین باوصف مشاہدہ قوت و طاقت
جبرئیل امین جو اعانت کو موجود تھے اپنی دختران پاکیزہ پیش کرکے کفار اشرار سے فرمایا
یہ میری بیٹیان پاکیزہ ہین گر ہو کرنے والے جس کی خبر قرآن مجید سے ملتی ہے

حضرت [illegible] نے حالت قلق و انتظار میں اپنی بی بی سارہ کو اپنی بہن ظاہر کیا۔ مومن آل فرعون ہمیشہ اپنا ایمان چھپاتے رہے۔ حضرت رسول خدا بحالت مغلوبی مکی بلکہ مدنی زندگی میں بعض بعض جگہ بہ تقیہ رہے کہ باوجود نزول آیۂ تبلیغ امامت علیؑ شرک و زینب دختر کے نکاح خود میں جدائی نہ کر سکے۔ باوجود غلبہ اسلام صلح حدیبیہ میں اپنا لقب جو خدا اور رسول اللہ خود اپنے ہاتھ سے محو کر ڈالا۔ وقت وفات تک قوم کے شر سے خوف ظاہر کر کے خانہ خدا حسب خواہش دلی و تمنائے قلبی نہ تعمیر کر سکے وغیرہ وغیرہ۔

پس اگر بحالت مغلوبی خدائی اور انبیائے مرسل کا دین مسلم ہے تو جناب امیرؑ کا بھی دین مسلم ورنہ خیر نہ وہ رہے نہ اسلام رہا بس برائے نام کے ابوبکر خدا ابوحنیفہ رسول ثم ان کے حواری چلو فیصلہ ہوا ہم خوش ہو گئے۔

سوم نہیں حضرت علیؑ کے کس فعل سے تم نے دین کا برباد کرنا خیال کیا ہے۔ اگر کہو ابوبکر وغیرہ کی حکومت رہی پس ایں باشد جناب امیرؑ خود فرماتے ہیں چارہ نہیں ہر کی حکومت ہی نیک ہو یا بد کہ اس میں مومن صبر کرے پھر اگر امیرؑ بہ مجبوری تقیہ ایسی ہے آپ نے ان کی حکومت میں بسر کی تو کیا قباحت جبکہ کل انبیاء و رسول اللہ بھی ایسی تو بے امیرؑ کا۔ اگر کہو ان کے پیچھے نماز پڑھی تو فرادیٰ پڑھی خدا کی نماز پڑھی یا ابوبکر کی بلکہ خود رسول خدا نے اکثر کے پیچھے نماز پڑھی ویسا ہی جناب امیرؑ نے۔ اگر کہو ان کو مستحق خلافت جان کر بیعت کی لا نسلم کیونکہ حدیث عائشہ صدیقہ سے صرف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے خطبہ میں فرمایا کہ ابوبکر کو استحقاق ہے جیسا صلح رسول خدا اور رسول اللہ کا لفظ خود محو کر دیا اس میں دین کی بربادی چہ معنی۔

بیعت رسول ص اللہ کا طریقہ و سنت نہین دیکھو ابتدائے اسلام مین صرف یہہ کہہ دینا کافی تھا کہ
مین خدا اور اُس کے رسول محمد پر ایمان لایا نہ ہاتھ پر ہاتھ رکھا جاتا تھا نہ مصافحہ ہوتا۔
ہان بیعت تحت شجرہ مشہور ہے کہ رسول اللہ نے مرنے مارنے پر عہد لیا مگر اُس پر بھی یہہ
باصدق و صفا قایم نرہے اور جنگ حُنین سے بھاگ نکلے پس یہہ بیعت بطور عہد عدم فرار
تھی اسلام سے اور بیعت پیری و مریدی سے کیا مناسبت مگر ہان یہہ ایجاد تو ابو بکر ہام
کا ہے جسکی خبر رسول خدا نے دی ہے

اب ہم سے بے دینی کی تفصیل سنو۔ بے دین وہ ہین جنھون نے بقول مخبر صادق دین
مین خلاف طریقہ رسول اللہ ایجادین کین بے دین وہ ہین جو کہتے جب مجھ پر شیطان غالب
ہو اور خلاف حکم خدا کوئی بات کہون تم نمانو۔ بے دین بلکہ اخوان الشیاطین وہ ہین جنکا
ایمان بقول ابو حنیفہ ابلیس کے برابر ہو۔ بے دین وہ ہین جن کی نسبت رسول خدا
نے بحلف بیان کیا کہ میرے وقت مین اگر حضرت موسے زندہ ہوتے تو تم انکی
کی پیروی کرتے ۔ بے دین وہ ہین جو ہمیشہ رسالت محمدی مین شک کرتے رہے
بلکہ صلح حدیبیہ مین صاف اقرار کر لیا کہ آجکا سا شک نبوت مین کبھی نہین ہوا۔
بے دین وہ ہین جنھون نے بضعۃ الرسول کو ایذائین دین اور موذی خدا و رسول ہوئے
بے دین وہ ہین جنھون نے خلافت پاکر ارتداد کیا اور توبہ کرکے کل صحابہ کو توبہ نامہ
لکھ دیا۔ اور اپنے مرتد ہونے کا صاف صاف اقرار کیا پھر بھی قایم نرہے اور وہی
حالت ارتداد مین قتل ہوئے دیکھو تاریخ اعثم کوفی کتاب الفتوح جب تمام صحابی رسول
نے عثمان کو خلاف حکم خدا و رسول عمل کرتے دیکھا تو درخواست کی یا خلع خلافت
کرو یا اپنی کردار سے توبہ ۔ چنانچہ عثمان نے یہہ تحریر پیش کی بسم اللہ الرحمن الرحیم من

امیرالمومنین عثمان بن عفان برضا و رغبت اقرار تحریری روبرو اہالیان اسلام و معارف و اکابر ساکنان بصرہ و کوفہ و شام کرتا ہوں کہ آج سے میں کتاب اللہ پر عمل کرونگا اور سنت و شریعت محمد مصطفےٰ سے عدول نہ کرونگا خلاف شریعت کوئی فعل مجھ سے نہ ہوگا جملہ اہل اسلام کی حاجت روائی کرونگا مضطر و پریشان کو امن و امان میں رکھونگا مستحقین کا حق ادا کرونگا غیر مستحق کو مجھ سے کچھ سود نہ ہوگا جن کو جلاوطن کر دیا ہے ان کی نسبت پھر داخلہ وطن کا حکم دونگا جس کا مال و اسباب ضبط کیا ہے واپس دونگا عبد اللہ ابن ابی سرح کو حکومت مصر سے معزول کرتا ہوں مصری جب خواہش جسے چاہیں اپنا والی مقرر کریں۔ المرقوم ۵ ذیقعدہ ۳۵ سنہ۔ جب اقرار نامہ لکھا گیا علی مرتضےٰ کو فرمائیں لکھکر زبیر طلحہ سعد بن مالک عبد اللہ بن عمر زید بن ثابت سہیل بن حنیف ابو ایوب بن زید کی گواہیاں لکھوا دیں۔ بعدہ جب مصریوں نے محمد ابن ابوبکر کو اپنا والی تجویز کیا تو خلیفہ صاحب نے حاکم بصرہ کے نام خط خفیہ بھیجا اور لکھا اقتلوا محمد ابن ابی بکر یعنی اسے قتل کر ڈالو۔ پس یہہ القائے عہد ہوا اور انہیں کرتوت سے آپ کی جان عزیز گئی۔

ساتوان فقرہ۔ ملا صاحب کو خلافت جناب امیر پر کیون ناز ہے حضرت کی ذوالفقار تو کبھی کسی کافر کے گرد بھی نہیں پھری۔

جواب۔ ابوبکر نے تو تلوار اپنے باپ کافر کے گرد پھرائی تھی جو گلدستہ قید تھا جس پر آپ نے اشداء علی الکفار۔ کا خلعت فاخرہ انکو پہنا رکھا ہے مگر یہہ لکھے آنحضرت نے اس فعل شنیع سے ابوبکر کو روکا اور باپ کو ذبح کرنے دیا زوف باین اشداء علی الکفار ہی کہ باپ رسن بستہ مجبور و بے بس محصور و بے کس پر تلوار اٹھائیں اور اس فعل مکروہ سے رسول خدا باز رکھیں خیر اگر باپ کو حلال بھی کر ڈالتے تو کچھ شدت پائی جاتی مگر جبکہ ارادہ ہی تھا تو خدا انکو علم ہی مارتے یا برنے پھیشون مین مارتے خان شہور ہونے کو ارادہ کیا مگر یہہ کیف کامیاب نہ ہوئے

اب معلوم ہوا کہ یہ فعل ہرگز محمود و لائق پسند رسول اللہ نہ تھا کیونکہ آپ نے منع کیا کہ باپ ہے اُسکے حقوق پرورش پر نظر کرو اور اپنی تلوار غلاف میں کر لو۔ جوہر صاحب تم کو اشد علی الکفار میں سمجھ لیں گے جو تمہارا مقصد و مدعا ہے۔ بجز اس ارادہ قتل پدر کافر کے ابوبکر و عمر و عثمان تینوں کو سمیت لپیٹ کر کسی روایت سے بتلا دو کہ فلاں جنگ میں فلاں کافر کے مقابل تلوار پھرانا تو درکنار وہ تو زنگ و بدرنگ ہونے کے باعث اپنا فالتجع ترقی ہے نہ تھی کچھ نزاع لفظی ہی سے پیش آئے ہوں اور رد و ری سے ڈانٹ ڈپٹ بتلائی ہو کیا بعہد مبارک رسول مقبول کیا بزمانہ خلافت مغصوبہ مارنے خان کے پیچھے بھاگتی خان کے آگے ہمیشہ ان کی یہی روش رہی۔ کیوں صاحب خندق کی لڑائی میں جب نہنگ قریش عمر بن عبدود جیسے کے مقابل شیر مرد جرار بھی نہ ہو سکتے تھے صف جنگ میں مبارز طلب ہوا اور رسول اللہ نے اپنے اصحاب خصوص ارباب ثلثہ کی طرف دیکھا سب نے گردنیں نیچی کر لیں اور اوپر سر نہ اٹھایا جب آپ نے نام بنام پکار کر فرمایا کہ اس کے مقابلہ میں جاؤ تو عمر خطاب نے عرض کیا کہ مجھے معاف رکھیے الٰہی اور لوگوں نے جواب دیا ہو گئے عمر ابن عبدود کا غرور بڑھا اور لاف و گزاف بکنے لگا آخر شیر بیشہ رسالت و نبوت سرفروش و جانباز علی ابن ابی طالب نے اجازت حرب حاصل کی اور پیادہ اُس نہنگ ہیجا سے مقابل ہوئے۔ چند دو بدل کے بعد ذوالفقار شرربار صاحب کردار کا وہ وار رسید کیا کہ خندق تن شقی کے لیے قبر ہو گئی۔ کفار قریش کی کمر ٹوٹ گئی اور بھاگ نکلے کیونکہ اسی پہلوان نامی پر جنگ کا دارومدار تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا ایک ضرب علی کی یوم خندق بہتر ہے دونوں جہان کی عبادت سے یہ حدیث مشہور متفق علیہ ہے۔ مجال انکار نہیں جنگ خیبر میں اول روز ابوبکر کو نشان محمدی ملا اور امیر لشکر ہو کر یہودیوں کے مقابلہ کو گئے

اور مغلوب ہو کر بے نیل مرام واپس آئے مگر خیریت ہوئی نشان کو نہیں چھوڑا۔ دوسرے روز عمر خطاب کو نشان عطا ہوا آپ سردار لشکر ہو کر تشریف لیگئے چونکہ ترغیب خلافت کا خیال تھا لہذا قدم بقدم اپنے پیش رو کے انھیں بھی واپس آنا ضرور ہوا۔ تیسرے روز کے لیئے آنحضرت نے اعلان فرمایا کہ کل یہہ نشان اُسے ملے گا جو کرار و غیر فرار ہو اور جو خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور اُسے خدا و رسولؐ دوست رکھتے ہیں۔

تمام اصحاب مین کھلبلی مچگئی اور ہر شخص متمنّی تھا کہ خدا کرے کل مجھی کو نشان ملے۔

عمر خطاب فرماتے ہین اُس رات مجھے نہایت بے چینی تھی کہ کاش کل بھی مجھی کو یہہ منصب جلیلہ عطا ہو تو کیا کہنا۔ مگر فرار کا فقرہ آپ نسیاً منسیاً کیے ہوئے تھے۔

حضرت علیؑ کو آشوب چشم تھا اور نہایت تکلیف۔ خیر صبح ہوئی رسول اللہؐ نے حکم دیا علیؑ کو لاؤ لوگ اُسی حالت مین لے گئے آنحضرتؐ نے آنکھون مین لعاب دہن اپنا مل دیا آنکھین بفضل خدا و بہ فیض رسولؐ روشن و صاف ہو گئین۔ لوائے احمدی علی ابن ابی طالب کو ملا اور قلعہ خیبر فتح کرنے کا ارشاد ہوا۔ آپ ظل لوائے سید لولاک مین تا زیر قلعہ پہونچے۔ حارث و مرحب پہلوانان روئین تن صف شکن کہ جنکے زور و طاقت پر خیبر والونکو ناز تھا صف آرا ہوئے اسد اللہ غالب علی کل غالبؑ نے دونون کو واصل بجہنم کیا اور خندق سے مع فوج عبور کر کے دروازۂ قلعہ کو جالیا۔

کیواڑ آہنی جسے ستر آدمی ملکر کھولتے و بند کرتے اندر جانے کو حائل تھے انکو زور یداللہی سے توڑ پھوڑ قلعہ مین داخل ہو گئے اور نشان محمدیؐ کا پھریرا بالائے قلعہ بلند کر دیا۔

آنحضرت کو جبرئیل امین نے مبارکباد دی اور علی رؤس الاشہاد بآواز بلند فرمایا
لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار اور سب نے یہہ آواز سنی -

حدیث خیبر ہم اوپر لکھہ آئے ہین دیکھو صحیح مسلم و بخاری سے -

جنگ اُحد مین تمام لشکر اسلام بھاگ گیا - ابوبکر و عثمان پھر دنکا آ مین چھپے دیکھے گئے -
عمر خطاب پہاڑ پر چڑہ بھاگے - وہ خود کہتے ہین مین اُس روز بز کوہی کی مانند پہاڑ پر
اُچھلتا کودتا پھرا - رسول اللہ کے دندان مبارک شہید ہوگئے - شیطان نے خبر اُڑادی
محمد قتل ہوگئے - حضرت علی صف جنگ سے آنحضرت کے پاس آئے آپ نے فرمایا
اے علی تم بھی اپنے بھائیون کے ساتھ کیون نہ بھاگ گئے آپ نے عرض کی
لا اخوۃ بین الکفر و الفرار - مین بھاگنے کے لیئے آپ پر ایمان نہین لایا - پھر صف دشمن
مین جا کر صدہا کافر فی النار کردیئے -

تاریخون کا اتفاق ہے کہ اُس روز بجز حضرت علی و ابودجانہ اور کوئی ثابت قدم نرہا ابودجانہ
رسول اللہ کے پاس تھے اور حضرت علی کافرون کو پسپا و فنا فی النار فرماتے تھے یہانتک
کہ اسلام کو فتح نصیب ہوئی اور سب بھاگی ہوئی خلقت جمع ہوگئی -

غیر اور کتابین تو تم کرو ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ صاحب پدر بزرگوار شاہ عبد العزیز کو دیکھو صفحہ ۱۱
انامآثر امیر المومنین و امام الاشجعین اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب - صفحہ ۲۵۵ نادی
منادیوم احد لا سیف الا ذوالفقار و لا فتی الا علی الکرار - یہہ دوسری شہادت
حضرت جبرئیل کی ہے -

جنگ حنین مین بھی سب لوگ بھاگے اور حضرت علی و چند بنی ہاشم جانثار ثابت قدم رہے
اور لڑائیون کا حال کتابون مین دیکھنا چاہیئے کہ حضرت علی نے کیا کیا کار نمایان کیئے

آپ خود ہی فرماتے ہیں مصرع ؏ دین نبی کو دی ہے دوسری تیغ نے جلا ۔ ہر کہ شک آرد کافر گردد ۔

اب معلوم نہیں جوہر صاحب ان کافران مقتول کو کیوں کافر نہیں سمجھتے ۔ اچھا صاحب انکو نہ سمجھیے ۔ جنگ جمل میں تیرہ ۱۳ ہزار ۔ جنگ صفین میں ستر ۷۰ ہزار ۔ جنگ نہروان میں بیس ۲۰ بائیس ۲۲ ہزار جو حضرت علی نے فی النار کیئے وہ کافر نہیں ہیں جسے تم سمجھو ۔

آٹھواں فقرہ ۔ اگر حضرت حسنین وغیرہ دیگر ائمہ بھی کفار عرب کو فی النار کرتے اور اشرار عجم کی جورو بچوں کو لونڈی غلام عرب کا بناتے تو البتہ قابلیت امامت کی رکھتے جب یہ صفت حضرات موصوف میں نہ تھی تو دائرہ امامت سے قطعی خارج سمجھے گئے ۔

جواب ۔ تم کو روایت روضۃ الصفا پر بڑا ناز ہے جسے ہر جگہ اپنے رسالہ میں بطور دلیل قطعی و ثبوت متین پیش کرتے ہو ۔ دیکھو اُسی تاریخ میں باب پیدائش جناب زین العابدین علیہ السلام میں صاف لکھا ہے کہ ملک عجم عہد مبارک جناب امیر میں فتح ہوا جس لشکر کے حضرت امام حسن سردار تھے ۔ حضرت شہر بانو اور اُن کی دونوں بہنیں بنت یزدجرد بادشاہ عجم کو نہایت عزاز و احترام سے آپ اپنے ہمراہ لائے جن میں حضرت شہر بانو کا حضرت امام حسین روحی لہ الفدا سے عقد ہوا عہد خلفائے ثلثہ میں عجم کا فتح ہونا محض دروغ بے فروغ ہے اکثر شیعوں نے بھی سنیوں کی روایات بے سروپا سے دھوکا کھایا ہے اور عمر شریف حضرت امام چہارم سے بھی جو کربلا کے سفر کے وقت تھی ثابت ہوتا ہے ۔ جہاد فی سبیل اللہ کی نسبت ہم پہلے لکھ چکے ہیں خدا کی جانب سے جو نبی و وہی امام ہوتے ہیں وہ اُس دستور العمل کے مطابق کاربند ہوتے ہیں جو خدا کی جانب سے انکو ملتا ہے ۔

حضرات حسنین علیہم السلام نے سفر کربلا جمل صفین نہروان میں خوب ہی جہاد کیئے اور کشتوں کو

پشتے لگا دیے۔

تاریخین ان محاربات کی دیکھو معلوم ہو جائے گا۔ بعد خلافت خود حضرت امام حسن علیہ السلام نے بوجہ نہ ہونے اعوان و انصار و بہ لحاظ کشت و خون بندگان خدا اپنے جد امجد سید انبیا کی تقلید صلح حدیبیہ کی اور معاویہ سے صلح کر لی۔ حضرت امام سیوم کا جہاد فی سبیل اللہ تاریخ عالم مین اپنا آپ ہی نظیر ہے دیکھو تاریخ چین جسکا مصنف ایک عالم محقق مورخ عیسائی ہے لکھتا ہے کہ رستم و غیرہ کو شجاع و جری وہ لوگ کہتے ہین جو تاریخ عالم اور واقعات بنی آدم سے واقف نہین اور بالکل بے خبر ہین۔ اگر نوع انسان مین کوئی شجاع و بہادر جرار و کرار پیدا ہوا ہے تو وہ حسین ابن علی ابن ابیطالب قریشی ہے۔ یہہ قول ضرب المثل ہے کہ ایک پر بھاری ہوتے ہین مگر حسین کو چند قسم کے دشمنون سے سامنا تھا۔ اول بھوک و پیاس سہ روزہ جو کہ نسل انسان کا دشمن صعب و سخت دو دشمن ہین۔ دوسرے عرب کے ریت گرم سنی جون کا مہینہ آفتاب کی حدت و حرارت نصف النہار باد سموم کے جھونکے جنسے شرار و چنگاریان نکل رہی تھین حالت اضطرار و اضطراب تیس ہزار فوج دشمن سے مقابلہ جو ہر ایک لہو کا پیاسا تھا ایسے دشمنون کے مقابلہ مین جو شخص مستقل اور ثابت قدم و راسخ دم صرف اللہ پر بھروسہ و توکل کر کے دشمن کے مقابل ہو وہ شجاع ترین عالم و آدم ہے۔

مولوی امیر علی صاحب جج ہائیکورٹ کلکتہ تنقید الکلام فی احوال شارع اسلام مین بمقابلہ عیسائیون کے جو قایل ہین کہ حضرت عیسے گناہگاروں کا فدیہ ہین۔ لکھتے ہین کہ اگر معاصی عباد کا فدیہ یعنی ذریعہ نجات و تقرب خدا کا وسیلہ درکار ہے تو امام حسین کی شہادت کاملہ نے اس کی تکمیل کر دی اور اسلام تعلقات ارجاس و انجاس سے پاک ہو گیا۔

کیون جوہر صاحب محقق عیسائی کا شجاعت امام حسینؑ مین وہ قول اور مولوی امیر علی صاحب کو شہادت امام حسینؑ پر یہ فخر اور باوصف ادعائی اسلام آپکا یہ کلام کچھ تو خدا سے شرم کرو ہ

یک حسینے نیست کو گردد شہید ورنہ بسیار اند در عالم یزید

عرب و عجم کی عورتون بچون کو لونڈی غلام بنانا اس فعل وحشیانہ و ظالمانہ کو کون مہذب قوم پسند کرے گی۔ کہ بندگان خدا کو خرید و فروخت کیا جاوے اور اُن کو اسیر و سفید رکھا جاوے یہ طریقہ آنحضرت کا ہرگز نہ تھا۔ آپکو اللہ جل شانہ نے مجسم خلق عظیم بنایا تھا آپکے مکارم اخلاق و محاسن اشفاق اس بات کو ہمیشہ مکروہ و معیوب سمجھتے رہے۔

دیکھو جب بنت حاتم طائی اسیر ہو کر آپکے روبرو آئی آپنے بلحاظ سخاوت و فیاضی بچو باپ کے اُس کی بیٹی کو اپنی ردا بچھادی اور رہا کر دیا ایسا ہی اور اُسرائے مغلوب کے ساتھ اچھا سلوک رہا کیا۔

یہ ایجاد ظلم بنیاد آپکے خلفا کی سنت ہے کہ بے گناہ مردونکو تہ تیغ کیا عورتون اور بچون بے بس و بیکس کو اسیر کرکے فروخت کر ڈالا۔ لا واللہ لا اس جبر تعدی سے نہ خدا خوش نہ رسولؐ۔

عیسائیون کے اعتراض پر اہل سنت نے صرف فعل صحابہ کے جائز رکھنے کو اسلام مین یہ بھی ایک شاخ لگا رکھی ہے اور مسیحا تو جھین وتا وطعن کرتے ہین مگر جو داغ اسلام کی قسمت مین تھا وہ کیونکر مٹنے۔

اور ائمہ علیہم السلام کو حکم جہاد نہ تھا مثل عیسیٰؑ و دیگر صدہا انبیاء سے مرسل کے جو ہمیشہ تا حیات جہاد لسانی فرماتے رہے اور شجاعت و شہامت ظاہر نہ کی جیسا انکا حال و طرز معاشرت ویسا ہی اِن کا سرمو فرق نہین جو جسے حکم ملا اسپر عامل ہوا بیت

ہر کسے را بہر کارے ساختند میل آن اندر دلش انداختند

اب دیکھنا مشرق سے مغرب تک اسلام پھیلنا ایک دین ایک مذہب ایک ملت
ایک خدا ایک رسول ایک خلیفہ برحق بعد اُس کے گیارہ اماموں کی امامت اور جمیع
وقصاص منافقان بعد کردار حشر ونشر بہشت و دوزخ مین داخلہ ۹

یا منتقم ظہور امام زمان دکھا — اب دم لبون پہ ہے در امن وامان دکھا
آنکھین ہین منتظر رخ آرام جان دکھا — پھر برق ذوالفقار کو آتش فشان دکھا
دشمن رہے نہ ایک شہ مشرقین کا — یارب مٹا دے نام عدوئے حسین کا

نوان فقرہ اس کا جواب مفصل ہم لکھ چکے ہین دیکھو صفحہ ۲۰۔ و ۴۰ ۔ ار رسالہ ہذا

دسوان فقرہ مصداق ان آیتون کے وہی لوگ ہین جنھون نے بفضل خدا کفار عرب واشرار عجم سے روئے زمین کو پاک کیا اور جن کے زمانہ مین امن کامل رہا اور عدم خوف خلق خدا کو حاصل رہا نہ وہ کہ جنھون نے بطمع خلافت اپنے ہاتھ سے اہلبیت کا خون کیا۔

جواب آیہ۔ وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا

آیہ مین فقرہ ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا ہے جس کی تفسیر (بدل دہد ایشان را از پس ترس ایشان از شر دشمنان ایمنی) ہے پس اس کے معنے تو یہہ ہوئے کہ مومنین صالحین کو بدل خوف کا امن ہی رہنے کا ملا یعنی جیسا شر دشمنان سے انکو خوف تھا وہ خوف مبدل بہ امن ہوگیا۔ اور یہہ آیہ بعد ہجرت آنحضرت مدینہ مین نازل ہوئی کہ مومنین باایمان ویقین ہی کسو کہ جو تم کو کفار مکہ سے ایذائین پہونچین اور ہر وقت تم کو انکا خوف بنا رہتا تھا اب ان کے شر سے تم امن مین رہوگے۔ اور وعدہ کرتا ہے خدا انہین مومنین صالحین سے

کہ جیسا پیشتر ہم نے انبیا و اُن کی اُمت کو زمین کا سردار بنایا ویسا ہی تم کو بھی اُنکا قایم مقام اور دیا ہم نے تم کو ایک دین برگزیدہ و پاکیزہ۔ دوسری آیت ثم جعلنٰکم خلائف فی الارض من بعدھم لننظر کیف تعملون۔ کیا ہم نے تم کو قایم مقام پچھلون کا بیچ زمین کے بعد اُنکے پس ہم انتظار کرینگے کہ تمہارے عمل کیسے ہونگے۔ پس دونون آیتون کا یہ مطلب ہے کہ مثل انبیائے سابق و اُن کی اُمت کے تم کو بھی انھین کا قایم مقام بنایا اور کفار کے شر سے تم کو امین کیا اب دیکھیئے تم کس طرح کے عمل کرتے ہو۔

اس مین نکمین ذکر روئے زمین کو کفار عرب و اشرار عجم سے پاک کرنے کا ہی نہ امن کامل و عدم خوف خلق خدا۔

تم تفسیر کو اُلٹ پلٹ کر اپنے خاطر خواہ معنے بنا لیتے ہو۔ مگر جب آیات کے صاف و صریح معنے موجود ہین تو ہم کو تفسیر کی ضرورت نہین صرف جو مفسر کی رائے ہو تا یات کے اصلی معنے۔

پس اب دیکھو ان آیات کریمہ نے تم کو جھوٹا کر دیا یا نہین صاف ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا مومنین صالحین کی نسبت ہے کہ شر و نفاق دشمنون سے مامون رہینگے نہ امن کامل و عدم خوف خلق خدا۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ ہر آیہ میں جہان اللہ پاک نے امنوا فرمایا ہے رو ئے خطاب آنحضرت ہی کی جانب ہے یعنی آپ مومنین کے سردار اور افسر ہین بعد ازان علی ابن ابیطالب ہین کو بارہا حضرت رسول خدا نے صالح المومنین فرمایا ہے لیعدہ اور مومنین صالحین پس ان آیات مین مشرق سے مغرب تک اسلام پھیلانے کا ذکر نہین ہے بجز اس کے کہ جیسا ہم نے پہلی اُمتون کو زمین کا مالک کیا ویسا ہی تم کو۔

اب دیکھو خدا کا وعدہ سچا اور بے زوال و لانجم جس کی تکمیل آیہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک سے ہو گئی یعنی جب وعدہ خدا حضرت علیؑ خلیفہ مطلق کئے گئے ورنہ اور خلافتوں سے اسکا کیا تعلق کیونکہ عموماً اہل سنت خصوصاً تم خدا کی جانب خلافت کا ہونا ناروا و ناجائز کہتے ہو پھر یہ آیات تمہارے خلفاء پر کسطرح صادق آئینگی ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء اب پہلی آیتوں سے اس آیت کو مشابہ کر لو دیکھو کیسا جوڑ و پیوند ملتا ہے یہ امر تو ظاہر ہے کہ زمانہ جنگ وجدال میں امن قایم نہیں رہتا لیس بسبب رسول اللہ کے عہد مبارک میں کفار قریش و یہودیان خیبر وغیرہ کا امن خاک میں ملا ویسا ہی حضرت علی کے جنگ وجدال کے زمانہ میں نواصب و خوارج جمل و صفین و نہروان کا امن خاک میں ملا اور جس طرح رسول اللہ نے اپنے ہاتھ سے بطمع رسالت دین خدا جاری کرنے کو کفار اشرار کو نیست و نابود کیا اسی طرح حضرت علیؑ نے اپنے ہاتوں سے بطمع خلافت کتاب اللہ پر عمل کرنے کے لیئے نواصب و خوارج ناہنجار کو فنا فی الدار البوار کیا۔

اصنی خیر پر سب کو طمع ہوتی ہے خصوص اس وقت کہ جب کتاب اللہ میں مخالفت و طریقہ رسول اللہ میں منافقت ہو کر دین خدا برباد ہو رہا ہو۔

امن و امان کا خون عہد خلفاء ثلثہ میں ہوا جبکہ بجز طمع و قمع بندگان خدا ان کے مال کی لوٹ کھسوٹ انکی عورتوں بچوں کی اسیری بے خانماں ہونا خرید و فروخت معصوم و مظلوم اطفال ہزارہا خاندان کی تباہی و بربادی طوائف الملوکی کے اور کچھ کام ہی نہ تھا جس کو آپ نے صفحہ ۶۲ رسالہ میں بڑے فخر و ناز سے لکھا ہے حضرت عمر خلیفہ دس برس رہے۔ ان کے وقت میں اسلام خوب ہی ظاہر ہوا

شام و مصر و ایران و عراق و اکثر روم فتح ہوا۔ چار ہزار بڑے بڑے شہر سو پرگنات فتح ہوئے چار ہزار مسجد تیار ہوئیں چار ہزار بتخانہ توڑے گئے بیشمار خزانے مسلمانوں میں تقسیم ہوئے لوگ آسودہ و غنی ہو گئے انتہیٰ۔

بس اسی پر خلق خدا کو بے امن و امان ہونا قیاس کر لو اور بے شمار خزانے مسلمانوں کو تقسیم ہونا جس کے سبب لوگ آسودہ و غنی ہو گئے۔ یہی تو خلقت کے رجحان کا سبب تھا۔ حضرت علی کو وہ لوگ کیوں پسند کرتے یہاں بجز حصہ رسد ملنے کے اور کیا امید تھی۔

صفحہ ۱۴۲۔ اسرار الہدے میں جوہر صاحب نے ایک عبارت تنزیہ الانبیاء والائمہ مصنفہ جناب سید مرتضے علم الہدے کی لکھی ہے اور اسے جناب موصوف کیطرف منسوب کرنے میں (بالجملہ حضرت امیر و شیعہ او ہمیشہ دین خود را اخفا فرسودہ اند و در پردہ دین مخالفین گزرانیدہ اند و امن کامل و عدم خوف نیز در زمان ایشان حاصل نبود چہ اہل اہانت ایشان را بلاد گرفتہ و اقطار طویل مثل شام و مصر و مغرب منکر بالذ ہمہ جائے قبول احکام ایشان الخ

جواب۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہرگز یہ عبارت جناب علم الہدے کی نہیں ہے بلکہ قول اہل سنت نقل کر کے بعدہٗ جواب شافی دیتے ہیں جس کو تم نے لے آخرہ لکھ کر طاق نسیان پر رکھ دیا ہے تمہارا ابتدا سے یہی قاعدہ ہے کہ حدیث و اقوال و روایات و عبارات کو کاٹ چھانٹ کر اپنے خاطر خواہ الفاظ منتخب کر کے لکھ دیتے ہو جیسا حدیث شوریٰ خلافت میں عمر خطاب نے عمدہ الفاظ وقت کے استعمال کرنے کو منتخب کیے تھے جس کے وہ قائل ہیں بمقابلہ فریبی اور روباہ بازی اچھی نہیں اسد اللہ الغالب کے پیر و مجبور کر کے دام الحبس کر دیتے ہیں۔ بھلا اس فقرہ کو دیکھئے ہمیشہ دین خود را اخفا فرسودند و در پردہ دین مخالفین

گزرا ہنداور جناب علم الہدے سے محی الدین کو جنکی ذات جامع خیر و برکات ہے مخالفون
کی دھجیان اُڑا دین اور لوائے شریعت و متابعت احکام خدا اور رسول اقصائے واکناف
عالم مین بلند کردیا وہ جناب امیر کی نسبت ایسا فرمائین کہ دین خود اخفا و در پردہ دین مخالفین
لاو اللہ لا یہ قول اُنکا نہین ہے بلکہ کسی متعصب ناصبی کا ہے۔

اور ہمیشہ کے لفظ نے اور بھی اس قول کو رد کردیا کیونکہ ہمیشہ کا اطلاق روز ولادت سے
آخر دم حیات تک ہوتا ہے پس ایسا کلمہ بجز کور باطنون کے اور کون کہہ سکتا ہے۔

حضرت علیؑ نے نہ کبھی اپنا دین اخفا کیا نہ پردہ دین مخالفین مین رہے صریح کذب و بہتان نہ
اُن کے شیعہ ملکی صفات۔ دیکھو آپنے ابتدا سے انتہا تک اپنے کو مستحق خلافت غیرون
کو غاصب و خائن فرمایا اور سیرت شیخین اختیار کرنی ہرگز قبول نہ کی جس پر عثمان کو خلافت
ملگئی اور آپ صابر و شاکر رہے سیرت شیخین دین مین داخل نہ تھی ورنہ اُس کے منظور کرنے
مین کیا قباحت تھی مگر آپنے صاف جواب دیا کہ یہ مجھ سے نہ ہوگا حضرت ابوذر نے بلا تقیہ
ابو طلحہ سے صاف کہدیا کہ متمسک بکتاب اللہ و بعلی ابن ابیطالب شو۔ ایسا ہی شام
مین جب تک آپ رہے دین حق اظہار کرتے رہے جس پر معاویہ نے عثمان کو شکایت لکھی
کہ ابوذر میری حکومت مین خلل انداز ہوتے ہین اور عثمان نے بکمال شدائد و تکلیف مدینہ
مین بلا کر جلاء وطن کی سزا دی ایسا ہی عمار یاسر و مالک اشتر وغیرہ نے دین حق کے اظہار
مین عثمان کے ہاتھ سے کیا کیا ایذائین اُٹھائین۔

خود حضرت علیؑ نے خلافت غصوبہ مین بارہا معاملات دینی مین اصلاح فرمائی اصحاب سزا کے
موت جیسے عمر خطاب نے خلاف شریعت حد جاری ہونے کو حکم دیا مگر آپنے روکدیا اور
سزا نہ ہونے دی جس پر لولا علی لهلک عمر مشہور دنیا وی سے کہا گیا وغیرہ وغیرہ۔

پس اسے دین ظاہر کرنا کہتے ہیں یا اخفا فرمودند کہیں گے۔

بہر کیف حضرت علیؑ و اُن کے شیعہ ملک خصال ہمیشہ و ہر حال میں اپنا دین اپنا ایمان اپنے خدا و رسولؐ کے احکام علی الاعلان ظاہر کر کے گمراہوں کو دین حق کی طرف بلاتے رہے البا ہی جملہ آئمہ معصومین و اُن کے شیعہ والاصفات کبھی کسی حال و قال میں ان حضرات نے دین کو اخفا نہیں کیا۔ دیکھو دین پناہی و شریعت محمدیؐ کی آبرو بچانی اسے کہتے ہیں کہ حضرت خامس آل عبا روحی لہ الفداء نے ع بیجان ہو کے دین نبیؐ کو جلا لیا ۵

حقا کہ لوائے دین پناہست حسینؑ ونداد دست بر دست یزید سرداد

انہیں حضرات کے دین حق و شریعت مطلق جاری کرنے سے اسلام حقیقی محفوظ و مامون رہا اور روز بروز ترقی کر کے آج تمام دنیا میں مثل آفتاب عالمتاب چمک رہا ہے ہزاروں کالی گھٹا شامیوں کی انہیں گردیوں دیار ہو میں مگر مہر دین کی تابندگی و درخشندگی بڑھتی رہی اللہم زد فزد۔

گیارہواں فقرہ۔ اسی عبارت مکذوبہ و مصنوعہ پر جوہر صاحب نے ۴۲ کو ذکر لکھا ہے کہ بقول علامہ حلی الجبان لا یستحق الامامۃ جناب امیرؑ مستحق خلافت مطلق نہ تھے۔ ترنستہ الجوس آدمی ہو کبھی فی وقت من الاوقات خلیفہ برحق تھے کبھی مستحق خلافت مطلق نہ تھے کبھی کچھ کبھی کچھ ایک رنگ پر قائم رہتے تو مناسب تھا۔

اب ہم سے سنئے جبن کے معنے ہیں۔ نامرد بے ہمت سخن کہ مرد آزما سے منھ پھیرنے والا صف جنگ کو پشت دینے والا کڑی پڑنے پر نوک دم بھاگ نکلنے والا۔

علامہ حلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص ایسا ہو وہ مستحق امامت و خلافت کا نہیں آپ کو خدا کی قسم اور اپنے عمر عزیز کی سوگند سچ کہیے کہ آپ کے خلفائے ثلثہ جنگ احد

حنین خیبر سے بھاگ گئے تھے۔

ابوبکر کو ابن ربیعہ وغیرہ نے صحن کعبہ میں مارا جس کے صدمہ سے تمام منھ سوج گیا تھا مگر غیر ہیں تو ابتدائی حالت تھی اسے جانے دو۔ آپ کے خلفا نے سوائے اپنے باپ قیدی پر تلوار اُٹھانے کے کسی حرکہ میں دوسرے کے مدمقابل ہوکر اُسے قتل کیا یا زخمی کیا یا دور ہی سے للکارا۔ یا خود اُس کے ہاتھ سے زخمی ہوئے اور نوبت بہ علاج جراح پہونچی۔ تم نے بھی ابوبکر و عمر کے فتوحات کا خلاصہ لکھا ہے کسی حرکہ میں خود سردار لشکر ہوکر گئے اور خود لڑے یا خالد وغیرہ کے برتے پر نام پانی۔

آنحضرت کے وقت میں ابوبکر کا سردار لشکر ہوکر جانا بمقابلہ ابوسفیان بعد جنگ احد اور سوکراع ایم اور خیبر و بنی کلاب و قوم بنی فرازہ اور وادی الرمل میں جو تم نے لکھا ہے پھر وہ تین اہل سنت کی ہیں اور خیر لو فرضاً گئے بھی مگر کسی سے مقابل ہونا اور اُن کے ہاتھ سے کسی کافر کا مارا جانا ظاہر نہیں ہوتا لشکر کے ساتھ رہے ہونگے کام تو مارنے مرنے پر ہے۔ ایک امیری حج کی آپ نے اور لکھی ہے اور سورہ برات کا تم بھول گئے ہو وہ ہم سے سنو۔ آنحضرتؐ نے سورہ برات ابوبکر کو دے کر مکہ کو روانہ کیا بایں غرض کہ لوگوں کو سنادو ابوبکر کعبہ کی جانب چلے۔ جبرئیل امین نازل ہوئے اور حکم خدا پہونچایا کہ خدا کے احکام تم اپنی ذات سے پہونچاؤ یا علی جو تمہارا نائب برحق ہے۔ غیر شخص ایسے احکام پہونچانے کا مجاز نہیں۔ آنحضرتؐ نے فوراً حضرت علی کو حکم دیا کہ تم جاکر ابوبکر سے سورہ برات لے لو اور بہ نفس نفیس احکام خدا کی تبلیغ کرو چنانچہ آپ نے راہ میں سورہ کریمہ ابوبکر سے لے لیا اور خود امیر حج ہوکر کعبہ میں پہونچے اور تبلیغ رسالت کی۔ ابوبکر اگر آپ کے ساتھ رہے ہوں تو باشد مطلب تو سورہ برات کی تبلیغ

کا تھا سو وہ منصب حضرت علیؑ کو ملا یہی تو ہم کہتے ہیں کہ تم صرف اپنے مطلب کے لائق عبارت لے لیتے ہو اور اصل مقصد کو چھوڑ دیتے ہو۔

اب اس روایت میں ابوبکر کی امیری کہاں ہے۔ البتہ ہی جابجا کی سرداری لشکر تم نے گڑھ میوٹ کر ابوبکر پر جامہ امیری راست کر دیا ہے ورنہ وہ بیچارے نہ کسی لشکر کے امیر ہوئے نہ کسی سے انگو اٹنے بھڑنے کا موقع ہوا خیبر میں البتہ آپ نے نشان دے کر بھیجا تھا سو اس کا حال سن ہی چکے کہ بے نیل مرام زیر قلعہ سے بھاگ آئے بھاگنے کا ثبوت آنحضرتؐ نے فرما دیا تھا کہ کرار ہو گا نہ فرار یعنی بھاگنے والا پس بھاگنے کے لئے یہ فقرہ مصدقہ مخبر صادق کافی ہے کہ جیسا اور لوگ نشان لے کر بھاگ آئے ویسا وہ نہ ہو گا جسے کل نشان دے گا۔ اس فرار میں عمر خطاب بھی دوسرے نمبر پر ہیں جیسا کہ حقانی خلافت۔ حنین کا فرار قرآن مجید سے ثابت ہے اور خود قول عمر خطاب مندرجہ صحیح بخاری و مسلم بزکوہی کی مانند اچھلنا کودنا۔ حنین کا فرار بعد بیعت تحت شجرہ عز شکن عن ہمہ داغدار شدیں چنیں کجا کجا نہم۔

پس علامہ حلی نے ان فرار سر کہ ہائے مرد آزمائے و نیز دیگر واقعات تاریخی سے جن کی تحریر میں تہذیب مانع ہے خلفا کو جبن فرمایا ہے اور لائق امامت و خلافت نہیں سمجھا آپ کو جناب امیرؑ پر غصہ آ گیا اور ایک روایت صریح موضوعی و بے ربط و خبط لکھ کر جبن قرار دیدیا۔ خیر اگر اس روایت کو ہم مان بھی لیں تو اس سے ہیہ اوصاف جبن کہاں نکلتے ہیں بجز اسکے کہ مثل مومن آل فرعون جس کی صداقت قرآن سے ہوتی ہے یکتم ایمانہ اپنا ایمان دشمنوں کے خوف و غلبہ سے چھپاتے تھے مگر جبن کا اطلاق تو اسی حالت میں صادق آئے گا کہ مثل خلفائے ثلثہ رسول اللہؐ کو صحر کہ جنگ میں چھوڑیں اور بھاگ کر اپنی جان بچائیں۔

اگر مغلوبی ومحکومی گمراہے بد باعث عیب تم سمجھتے ہو تو ابتدائے آدم تا خاتم جملہ انبیائے مرسل نعوذ باللہ من ذالک اس الزام سے بری نہیں بلکہ حضرت علیؑ کی مغلوبی ومحکومی و توہین وتحقیر سے اُن کی مغلوبی ومحکومی توہین وتحقیر وتذلیل وظلم وجور کفار بہت ہی زیادہ ہے ع جو صاحب والا ہیں وہ ہیں سو دو بالا اب جوہر صاحب نے حدیث ثقلین مشہورہ ومعروفہ لکھ کر تمسک بہ قرآن مجید و عترت رسول رب وحید کی نسبت بہ اہل سنت ذکر کیے کہ بجز فرقہ ناجیہ اہل سنت اِن دونوں جلیل القدر کی متابعت احکام دینی وشرعی میں ہرگز نہیں کرتے اور مخالف کتاب اللہ و عترت ہیں چنانچہ جناب میرن صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ بھی تحریر بحوالہ صوارم لکھتے ہیں دربارہ عدم تمسک قرآن گویند تغیر ونقصان در قرآن ہم در چہار چیز است یکے تبدیل لفظے بہ لفظے آخر مثلا اینکہ گفتہ شود بجائے کنتم خیر امۃ خیر ائمۃ بودہ لکن بعضے از اعدائے اہل بیت آنرا تبدیل نمودہ اند مگر وجہ اول بعید است پس یہانتک جناب موصوف کی عبارت تحریر کرکے اب اپنی چرب زبانی سے لفظ امۃ غلط ہے بلکہ صحیح ائمۃ ہے اور خاص صاحب اجتہادوں سے یہ بات بخوبی ثابت ہوگئی کہ درحقیقت قرآن ناقص ہے پس شیعوں کو دعوے تمسک قرآن کرنا محض اُن کے اصول کے مخالف ہی لکھنے چلے جاتے ہیں ۔ نہ روایت کا نتیجہ لکھتے ہیں نہ آغاز نہ انجام جناب ممدوح فرماتے ہیں تغیر در قرآن چار چیزوں میں ہے ایک تبدیل الفاظ مثلا کہا جاوے بجائے کنتم خیر امۃ خیر ائمۃ تھا لیکن بعض دشمنوں نے تبدیل کردیا مگر وجہ اول بعید ہے یعنے نادرست پس کیونکر ظاہر ہوا کہ جناب موصوف نے نقصان قرآن تسلیم کرلیا جبکہ وجہ اول بعید است کا فقرہ موجود ہے یہ تو تحریر کا طریقہ ہی کہ فلاں فلاں باتیں معلوم ہوتی ہیں مگر وجہ اول درست نہیں وجہ ثانی قرین قیاس ہے ۔ اگر تم سچے تھے تو

پوری روایت اور چارون چیزون کی تفصیل پر جناب موصوف کی رائے لکھتے تو معلوم ہوتا آپ کے نزدیک کیا درست ہی کیا نادرست پس جبکہ تم نے روایت لکھنے مین خیانت کی ہے اور جناب موصوف کا فیصلہ آخر نہین لکھا تو کسی طرح ثابت نہین ہو سکتا کہ قرآن ناقص ہے اور شیعہ متمسک بہ قرآن نہین صاف تمہاری بناوٹ اور عوام کو دہوکا دینا ہے ۔ شیعہ ایسی بے سروپا باتون کا جواب دینا تضیع اوقات سمجھتے ہین کیونکہ جب سوال کا سر ہی پیر ندارد ہے تو جواب کیا دیا جاوے ۔ اب اگر پوری روایت و فیصلہ آخر لکھوگے تو جواب ملجائے گا ۔ قرآن کی مخالفت و منافقت اُس کی تعظیم و توقیر کا حال جو اہل سنت کے پیشوایان دین نے کیا ہے اُسکا مختصر سا حال ہم پہلے لکھ چکے ہین اُسے دیکھو اور دعوائے تمسک قرآن سے باز آؤ ۔

اس زمانہ کا حال سنو جوہر الایقان فی حفظ الایمان مصنفہ مولانا مفتی حکیم عبد الکریم دہلوی سنی المذہب کے شروع دیباچہ مین لکھا ہے چونکہ سلطنت اسلامیہ نرہی اس لئے بعض لوگون نے موقع پاکر باغوائے شیطان عقائد مذہب باطلہ خوارج و نواصب و نجدیہ کہ اہانت سلفی و انبیا انکا شعار ہے تقریر بلیغ کر بصورت دیگر ظاہر کی کہ عوام کو تمیز نہوئی (کیا جوہر صاحب آپ بھی اُنہین مین سے ہین) شدہ شدہ ایک فریق کا عقیدہ بے موافق ان مذاہب باطلہ کے ہوکر گمراہ ہو گئے اور اُنکی طرز توحید اور اتباع سنت جاننے لگے ۔ اور علم دین یہان سے گم ہو گیا ۔ مدار وعظ کا ترجمہ اردو بعض حدیث اور آیات قرآن اور چند مسائل فقہ پر رہ گیا انکو یہ خبر نہین کہ اہل سنت کے نزدیک اس آیت و حدیث کے کیا معنے ہین اور اہل مذاہب باطلہ نے کیا سمجھے ہین اور ہم عقیدہ کن لوگونکا اختیار کرتے ہین آیا ہمارا ایمان درست رہا یا نہین ۔

اکثر واعظین اس زمانہ کا یہ حال ہے کہ اُردو بھی اچھی طرح نہیں پڑھ سکتے اگر پوچھو تو فرائض و سنن نماز اور وضو بھی بیان نہیں کر سکتے آیات ناسخ و منسوخ کا تو کیا ذکر ہے مگر مہمات میں وعظ کہتے پھرتے ہیں اور نشان اُن کے دروغ گوئی و غلط بیانی کا یہ ہے کہ کوئی آیت یا حدیث پڑھ کر اپنے قیاس و اجتہاد سے جو منہ میں آیا اور جی چاہا کہہ ڈالتے ہیں حوالہ کسی تفسیر کا نہیں دیتے کہ فلان تفسیر میں اس آیت کے یہ معنے لکھے ہیں یا فلان مجتہد نے اس حدیث سے یہ مسئلہ بیان کیا ہے تاکہ صحت اُس کی معلوم ہو پس خدا پناہ میں رکھے ایسے مذاہب اور وعظ سے کہ جس سے حلال خدا حرام اور عبادت خدا ضلالت ہو۔ غرض یہ طریقہ وعظ کا مثل پیرزادون کے معاش کا ذریعہ مقرر کر لیا ہے کہ جو کوئی دعوت کرے یا نذرانہ دے وعظ کہتے ہیں اپنی استعداد کو نہیں دیکھتے ہم کیسے ہیں مسائل توحید اور عقائد جو بیان کرتے ہیں کہان سے کہان بہک جاتے ہیں غرض اصلی دعوت کھانے اور نذرانہ لینے سے ہے الحاصل اس زمانہ کے واعظون نے اپنی معاش طلب کرنے کو وعظ کا ذریعہ نکال لیا ہے اور بعض نے مسجد یا مدرسون میں بیٹھ کر فتوے لکھنے کا پیشہ ذریعہ معاش ٹھہرایا ہے اور مال زکوٰۃ و خیرات باوجود قدرت حصول معاش لیتے کسب و محنت سے کھاتے ہیں۔



اور یہ نہیں جانتے طلب حلال فرض ہے اور آیات الٰہی کو بعوض ثمن قلیل دنیا پر بیچنا حرام ہے اور داخل ہونے میں اس آیۂ کریمہ کے حکم میں ویشترون بآیات اللہ ثمناً قلیلاً۔

ان سب حافظون کا گروہ زیادہ ہے جہان ماہ رمضان قریب آیا ڈھونڈھی دل

نکل پڑا کوئی شہر کوئی قریہ کوئی مقام ایسا نہ ہوگا جہاں یہ لوگ نہ پہونچیں دو چار مسلمان برائے نام جمع ہوگئے اور تراویح شروع ہوگئے جسمین جسقدر ختم زیادہ ہونگے حافظ جی کو نذرانہ زیادہ ملیگا بعد افطار جو تراویح پر تل گئے تو ایک رکعت مین دو تین پارہ آئین بائین شائین بے اڑے نہ تلفظ نہ قرارت نہ مخارج نہ رکن راندھم کا چرخہ سکا چلا جاتا ہے لوگ پیچھے کھڑے کوس رہے ہین کہ خدا حافظ کو موت دے کوئی گرا کوئی بیٹھ گیا کوئی نیت توڑ کر چلا گیا کرے روزہ نمیگشد تراویح بکشد بہرکیف حافظ جی سال بھر کی روزی حاصل کرکے اپنے گھر آئے اور اگلے رمضان مین چھاپہ مارنے کی فکر ہوئی پس اگر اسی کو تمسک کتاب اللہ کہو تو ہم تصدیق کرتے ہین ورنہ اسپر عمل لا واللہ جب قرآن مین مخالفت اور طریقہ رسول اللہ مین منافقت ہی ہوگئی تو اسی مخالفت و منافقت پر عمل ہوا نہ اصلی کتاب اللہ پر۔ رہا تمسک بہ عترت رسول اللہ ع این خیال است و محال است و جنون۔ عترت رسول کی ایذا رسانی انکا قتل قمع ان کی غارتگری ان کی اسیری ان کی توہین ان کی تذلیل انپر ظلم و جور انکی تباہی و بربادی انپر دروازہ کا گرانا ان کے گھر جلانے کو آگ جمع کرنا صدہا سال تک انپر سب و شتم کرنا۔ غصب خلافت غصب فدک اتبک انکو مستحق امامت نہ سمجھنا انکو بُرا کہنا انکو دین سے خارج کرنا انکو مرتکب کہنا وغیرہ وغیرہ طمنت از بام ہے ابتدا سے آجتک۔

اہل سنت کی تمام کتابین اور تاریخین و روایتین و حدیثین پکار پکار کر شہادت دے رہی ہین ہم کس کسکا نام لین۔ تم اپنے رسالہ اسرار الہدے ہی کو دیکھ لو دور کیون جاؤ تمسک عترت کا حال معلوم ہو جائیگا۔

جوہر صاحب کہتے ہیں شیعہ بعض عترت رسول اللہؐ کو چنین و چنان کہتے ہیں اور اُن کو نہیں مانتے ہیں۔

ایک قول جناب امیرؑ کا لکھا ہے اُس کے مضمون پر ناظرین خوب غور کریں اور دیکھیں کہ جوہر کی دیانت و امانت و خیانت کا کیا حال ہے علامہ طبرسی نے جناب امیرؑ سے کتاب احتجاج مطبوعہ بمبئی میں یہ روایت کی ہے ذَهَبَ مَن كُنتُ اعتضد بهم على دين الله من اهل بيتي وبقيت من الحاضرين قريبة العهد بالجاهلية عقيلٌ وعباسٌ آپ نے معنے لکھے ہیں یعنے وہ لوگ میرے اہل بیت سے جاتے رہے جن کی قوت کا خدا کے دین میں مجکو بھروسہ تھا اب صرف دو خوار و ذلیل قریب زمانہ جاہلیت سے باقی رہے ہیں وہ عقیل و عباس ہیں انتہےٰ۔

اب دیکھئے خوار و ذلیل کا ترجمہ کن عربی الفاظ کا ہے۔ معنے تو یہ ہیں کہ وہ لوگ میرے اہل بیت سے جاتے رہے جن سے دین خدا میں مدد ملنے کی امید تھی اور باقی رہے حاضرین میں سے جو ایام جاہلیت سے قریب تھے عقیل و عباس۔ خوار و ذلیل اِس عبارت میں کہاں ہے۔ من الحاضرین جو حاضر ہیں۔ اَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيطٰنِ الرَّجِيمِ۔ اِس پر بھی اگر جوہر صاحب کا کوئی اعتبار کرے تو اُس کی برابر دنیا میں احمق نہ ہوگا۔

جناب امیرؑ کا فرمان فیض ترجمان بجا ہے یعنے اگر حضرت امیر حمزہ و جعفر طیار وغیرہ اس زمانہ میں بقید حیات ہوتے تو زید و بکر کو خلافت نہ ملتی اور غصب فدک نہ ہوتا وہ جرار غیر فرار دین خدا میں میری اعانت کرتے اور مدعیان خلافت کو دھتا بتا تے مگر مجبور کہ صرف عقیل و عباس باقی ہیں وہ اُن ایسے مدد و اعانت نہیں کر سکتے اِن دو شیر بیشہ شجاعت

وشہامت وجلالت کے حالات تاریخی دیکھو کہ ترقی دین خدا میں کیا کیا کارنمایاں ان سے ظاہر ہوئے۔ ابوجہل سے سردار قوم و سرکش کی موچھیں اکھاڑ لیں جبکہ وہ آنحضرت کو ناسزا کہہ رہا تھا اور جنگ بدر واحد میں جانبازیاں و سرفروشیاں۔ بادشاہ حبش کے روبرو خدا کی وحدانیت و رسول اللہ کی رسالت میں خوش بیانیاں جو نقش تاریخ اسلام میں متبرک شمار کی جاتی ہیں پس ایسے اہل بیت کے نہ موجود ہونے کا حضرت کو افسوس رہا۔ اب جوہر صاحب لکھتے ہیں اولاد عباس کی نسبت حیات القلوب میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایسے کلمات واہیات لکھے ہیں جنکے تحریر کرنے سے روح کانپتی ہے۔ تمہاری روح کانپا کرے یہی تو مشکل ہے کہ نیک و بد ظالم و مظلوم عاصی و معصوم کو تم برابر سمجھتے ہو سب دھان بارہ پنسیری جیسے جیسے اعمال ہونگے دنیا میں اچھا و برا عاقبت میں جزا و سزا۔ خلفائے عباسیہ کا حال تاریخوں میں دیکھو انہوں نے ائمہ معصومین آل طٰہٰ و یٰسین ان کی اولاد امجاد کے ساتھ کیسی بدسلوکیاں کیسے ظلم کیسے کیسے شدائد کئے ہیں ان کے عہد میں کسی امام معصوم نے چین نہ پایا بے خانماں ہوئے قید رہے زہر سے شہید کئے گئے انکی آل و اولاد قید دیواروں میں چنا دئے گئے لاکھوں سادات علوی و فاطمی قتل ہوئے۔ بغداد میں نشان اس دیوار کا اب تک موجود ہے جس میں ہزاروں لاکھوں بے گناہ و مظلوم بلا سبب زندہ چن دئے گئے۔ پس ایسی ظالم قوم کو گو وہ عباسی ہوں یا علوی کیونکر ممدوح تصور ہوگی شیعہ اُن کو قیامت تک برا کہیں گے تم اپنی اپنی روح کو سنبھالے رہو۔

اب جوہر صاحب نے بہت سے نام علوی و فاطمی کے لکھکر حوالہ کتاب الانساب و تاریخ السادات و اصول الکلینی کا دیا ہے جن کو شیعہ برا کہتے ہیں۔

بیشک جو خلاف دوازدہ امام علیہم السلام مقبول مذہب حقہ اثنا عشریہ دعوے امامت در خلافت

کرے الکو ایسا نہ سمجھے انپر خروج کرے اُن کے دشمنوں سے ملے اُن کو بُرا کہے وہ ضرور مرتد ہے کسی خاندان کا ہو دیکھو ؎

پسر نوح با بدان بنشست — خاندان نبوتش گم شد

یہ تو نوح نبی اللہ کا لڑکا تھا انجام کیا ہوا چہ جائیکہ امام زادہ۔

اب جوہر صاحب نے بکمال سفاہت و شقاوت مرثیہ گویوں کی ہجو میں لوابجلا ایک نقل لکھی ہے اور اپنے مشرب بھانڈوں پر گوے سبقت لیگئے ہیں دھونڈا یہہ بات تو ظاہر ہے کہ کوئی مرثیہ ایسا نہیں ہے کہ اہانت اہل بیت سے خالی ہو۔

**لطیفہ** ایک مرثیہ خوان جو مثل بیان دبیر و انیس کے اپنے زمانہ میں انگشت نما تھے بلکہ فصاحت و بلاغت میں مانند میر مونس و میر دلگیر کے اپنے وقت کا یکتا تھا۔ ایک روز طبیعت جو زور پر آئی چند بند لیسند قلمبند کرکے کسی امیر کی خدمت میں لے گیا اور بعد مجرا بجالانے کے فقرہ عرض کی کہ قبلہ حضور کی تفریح طبع کے لیے ایک نئی بندش کا مرثیہ لکھکر لایا ہوں قسم حضرت عباس علمبردار کی بطفیل مولائے مشکلکشا علیؑ اہانت اہل بیت رسول اللہ و مصائب جگر گوشگان اسد اللہ کلو جدید مضمون تحریر کیا ہے جس کو سنکر چشم ہا گریان و دل ہاء مہربان امیر نے مرثیہ خوان کی مزاج پرسی کی جواب دیا کہ ببرکات امام زمان تاسن اچھا ہے امیر نے دریافت کیا کہ آپ کی والدہ عفیفہ کا مزاج کیسا ہے جواب ندیا ہمشیرہ پارسا کا مزاج پوچھا۔ مرثیہ خوان کا دم بند ہوا۔ پھر دختر صالحہ کے مزاج پوچھنے پر کہنے لگا کہ قسم ذوالفقار حیدر کرار اگر اسوقت میرے پاس تلوار ہوتی تو تیرا سر دھڑ سے الگ کر دیتا کیا کروں جناب اسیر کی طرح مجبور ہوں سوائے سکوت کچھ نہیں کرسکتا۔ امیر نے کہا آپ تو صرف ہمشیرہ والدہ دختر کے الفاظ سنکر اسقدر بگڑ گئے حالانکہ انکا نام میں نے

نہیں لیا۔ آپ یہ تو فرمائے کہ جس وقت آپ لوگ برسر منبر بیٹھ کر اہل بیت رسول اللہ کے اسمائے مبارک سے گر توہین کرتے ہو اُسوقت روح پر فتوح رسالتمآب کس قدر تم سے بیزار ہوتی ہوگی نفرین ایسے مشرب پر جو عترت رسول اللہ کی توہین کرے انتہی۔

جواب۔ لعنت خدا و جمیع ملائکہ و انبیائے مرسل و مخلوق انس و جن و وحش و طیور وغیرہ اُس قوم و ملت پر جس نے اہل بیت اطہار رسول مختار کو شہید کیا۔ اُن کی عزت اور رسول اللہ کی نواسیوں کو سر و پا برہنہ کربلا سے کوفہ کوفے سے شام اسیر کر کے لیگئے اُن کی توہین و تحقیر و تذلیل میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا۔ نواسۂ رسول اللہ کا سر مبارک ولد الزنا فاسق و فاجر بدترین بنی آدم کے دربار میں پیش کیا۔ اُس مردود ازلی و لعین ابدی نے لب و دندان مبارک پر چھڑی ماری اور اشعار کہا جس نے رسول اللہ کے خویش و بھائی و وصی و خلیفہ بلا فصل پر لعن و تبرا جائز رکھا اُس کی اولاد و پیروان نے اُس فعل کو مستحسن خیال کیا اُسپر عامل ہوئے۔ خود رسول اللہ کی نسبت ہذیان کا لفظ استعمال کیا نبوت برحق میں شک کیا غصب خلافت و فدک کیا رسول کے جگر پارہ و نور نظر کو ایذائیں دیں اُن کے پہلوئے مبارک پر دروازہ گرایا جس سے طفل شکم سقط ہوگیا اُن کے گھر جلانے کا ارادہ کیا خلیفہ برحق سے جنگ و جدال کیا اُن کے گلوئے مبارک میں رسی ڈالکر بیعت کے لیے کھینچا تبت یدا ہ ہر امام معصوم کو ظلم و جور سے مجبور کیا انکو زہر دیا انکو قید کیا وغیرہ وغیرہ ع ہیچ کافر نکند آنچہ مسلمان کردند۔

ہیں ایک نصاریٰ سے یوں ازرہ نادانی　　پوچھا کہ مسلماں ہے بولا یہ وہ نصرانی

قبلے کے نواسے کو گر عید کی قربانی　　کرتے تو ہمیں مچھتا دھوبی ملمانی

لعنت خدا ایسے اسلام و دین و ایمان پر - ہم واقعات و حالات مشرح و مفصل اہل بیت کی کتابوں میں لکھے ہیں تو بقول جوہر کج فہم لکھنے والے نقل کرنے والے وعظ و منبر پر بر سر عام سنانے والے سب کے سب نفرین کے مستحق ہونگے بلکہ تمام قوم لعنت کی سزاوار ہوگی -

مرثیوں میں یہی حالات ہوتے ہیں جو کتابوں میں درج ہیں انھیں روایتوں کو نظم میں بیان کیا جاتا ہے لوگ اسے سنکر روتے ہیں اور ثواب دارین حاصل کرتے ہیں - اہل سنت بھی مجلس وعظ و میلاد میں یہ تمام واقعات جور و ظلم کفار اشرار و صبر و شکر حضرت رسول مختار حزب اور شتاب ہوتے ہیں مگر چونکہ جوہر کے اسلاف آباء و اجداد کی قلعی کھلتی ہے اور لوگ ان مظالم و شدائد جانکاہ دلسوز رنج افزا کو جو شامیان نا ہنجار بد تر از کفار نے خاصان خدا و برگزیدگان دوسرا پر کیے ہیں سنکر شب و روز قوم ظالم پر لعنت و ملامت کیا کرتے ہیں اس لیے آپ کا دل کڑھتا ہے -

انبیائے مرسل کی ازواج مطہر و دختران نیک اختر کا نام کتابوں میں مرقوم ہے بلکہ کتاب اللہ میں بھی - تو پھر نام لینے میں کیا قباحت دیکھو قصص الانبیا - حضرت حوا ام البشر کو شیطان نے ورغلایا انھوں نے حضرت آدم ابو البشر کو گندم کھانے پر مجبور کیا - قابیل نے اقلیما اپنی بہن کے ساتھ نکاح کی خواہش کی اور ہابیل کو مار ڈالا حضرت ابراہیم کو خواہش اولاد ہوئی حضرت سارہ نے حضرت ہاجرہ کو صحبت ابراہیم کی اجازت دی تب ہاجرہ نے شرف صحبت حاصل کیا جب حضرت اسمٰعیل پیدا ہوئے حضرت سارہ کو رشک ہوا اور کہا کہ ہاجرہ کو مع اس کے لڑکے کے بیابان لق و دق میں ڈال آؤ - حضرت لوط

نے اپنی لڑکیوں کو کفار کے روبرو پیش کیا بغرض حفاظت مہمان خود۔ حضرت یوسف
کی ہمشیرہ معظمہ دینا بحالت پریشان دور تک اپنے بھائی کے پیچھے روتی پیٹتی
چلی گئیں اور آہ وزاری کرتی رہیں۔ بی بی رحمت زوجہ حضرت ایوب علیہ السلام نے اُس
حالت میں کہ حضرت کو بستی والوں نے نکال دیا جبکہ آپ کے تمام بدن میں کیڑے پڑ گئے اپنے
خاوند کی تیمارداری میں مزدوری کر کے انکو کھلایا روز آپ مزدوری کیا کرتیں شیطان
ملعون سر راہ کھڑا ہوکر انکو بہکاتا اور کہتا کہ تو ایسے شخص کو ترک کر جس پر غضب الٰہی کی نظر ہے
اگر تو میرا کہنا قبول کرے تو بعد نکاح سردار سے کر دوں۔ مگر آپ نہ سنتیں۔ ایک روز شیطان
بہ لباس حکیم اُن سے ملا اور کہا کہ اس مرض کا علاج گوشت خوک اور شربت انگور ہے۔
بجز اس علاج کے شفا نہ ہوگی آپ نے مزدوری کر کے دونوں چیزیں بہم پہونچائیں۔
اور حضرت ایوب کے پاس لاکر حکیم کی تشخیص بیان کی حضرت ایوب نے فرمایا وہ ابلیس ہے
اُس کے فریب میں مت آ۔ ایک روز مزدوری نہ ملی ملعون ابلیس نے کہا اگر تو اپنے
سر کے بال مجھے دے تو اُس کی قیمت دیتا ہوں آپ نے سر کے بال کاٹ دیئے اور
قیمت سے کھانا بہم پہونچایا۔ حضرت شعیب کی لڑکیاں بکری چرایا کرتیں۔ حضرت
موسےٰ نے کنوئیں سے پانی نکال کر بکریوں کو پلایا جو باعث رسائی حضرت شعیب تک
ہوا اور بی بی صفورا سے حضرت موسےٰ کا نکاح ہوا۔ حضرت آسیہ زوجہ فرعون نے
حضرت موسےٰ کی پرورش کی۔ بلقیس کا حال حضرت سلیمان کے عہد میں۔ حضرت
مریم کا حمل حضرت ذکریا کے قتل ہونے کا سبب ہوا کیفیت حمل کی یوں ہے کہ ایک روز
حضرت مریم اپنی خالا کے گھر غسل حیض کرنے گئیں اور چاہتی تھیں غسل کریں جبرئیل ایک
بے ریش جوان خوبرو کی صورت میں ظاہر ہوئے حضرت مریم کو اضطراب ہوا جبرئیل

نے تسلی دی اور کہا کہ تجھے ایک پاکیزہ بیٹا بخشنے آیا ہوں حضرت مریم نے کہا کہ مجھے کسی مرد نے چھوا تک نہیں میرے بیٹا کیونکر ہوگا۔ جبرئیل نے کہا خدا ہر چیز پر قادر ہے بعد ازان جبرئیل نے مریم کے جیب و گریبان مین حضرت عیسےٰ کی روح پھونکدی اور حضرت مریم حاملہ ہو گئین۔ یوسف نجار برادر عم زاد نے حمل کے اسباب پوچھے حضرت مریم نے خدا کی قدرت کاملہ بیان کی۔ مریم یوسف نجار کے ساتھ برہبری جبرئیل بیت المقدس کی طرف چلین ایک گاؤن کے قریب نخلک کے نیچے گر گئین اور فرمایا ای کاش مین اس حال سے پہلے ہی مر جاتی اور نسیاً منسیاً ہو جاتی۔

حضرت عیسےٰ پیدا ہوئے بنی اسرائیل پیچھے لگے جب حضرت مریم کے قریب پہونچے اور ان کا نوزائیدہ دیکھا کہا یہ کیا کار بد تو نے کیا تیری مان بھی تو بدکار نہ تھی پھر حضرت عیسےٰ نے اپنے معجزہ سے ان کو ساکت کیا۔

اب ان واقعات کو کون احمق کہے گا کہ توہین و تحقیر مین جیسا حال گزرا ہے مجلسہ کتابون مین درج کیا گیا لوگ تنہے پڑھا سکتے ہین۔

ایک لطیفہ سنیے کہ مورخین نے اس پر اتفاق کیا ہے۔ خلیفہ ہارون رشید لوجہ دلدادہ شراب اور عشق و محبت اپنی خواہر عباسہ و جعفر بن یحییٰ برمکی وزیر کے چاہتا تھا کہ جلسہ شراب مین ان سب کا مجمع رہے لیکن خیال پردہ شرعی سے رنگ اس محفل کا نہین جم سکتا تھا آخر اپنی بہن عباسہ کا وزیر جعفر برمکی کے ساتھ عقد کر دیا بایں شرط کہ صرف شریک جلسہ شراب رہا کرین دونون مین تخلیہ نہ ہونے پائے جعفر وزیر تو بخوف خلیفہ بچتا رہا مگر عباسہ کی فریفتگی اپنے شوہر پر بڑھتی گئی۔ تا اینکہ بحیلہ و مکر اپنے شوہر کے وصل سے کامیاب ہوئی

اور حاملہ ہو گئی یہ وجہ تباہی خاندان برامکہ ہوئی

عائشہ صدیقہ سے روایت ہے رسول خدا کی ازواج کے دو گروہ تھے ایک مین عائشہ حفصہ صفیہ سودہ تھین دوسرے مین ام سلمہ اور سب بی بیان۔ مسلمانون کو معلوم تھا رسول خدا سب سے زائد عائشہ سے محبت رکھتے ہین جب کوئی تحفہ یا ہدیہ رسول خدا کے لیے بھیجتے تو عائشہ کی باری کے دن۔ اور اس دن کا انتظار کرتے۔ دیگر ازواج نے ام سلمہ سے کہا آپ رسول خدا سے ظاہر کیجیے انھون نے عرض کیا مکرر عرض کرنے پر رسول خدا نے فرمایا اے ام سلمہ عائشہ کے باب مین مجھے ایذا نہ دو کیونکہ سوائے عائشہ کے اور کسی بی بی کے لحاف وغیرہ مین مجھ پر وحی نازل نہین ہوتی۔ یعنی عائشہ کے بچھونے پر وحی خدا کا نزول منحصر ہے۔ حضرت فاطمہؑ نے بھی عورتون کے کہنے سے رسول خدا سے عرض کی کچھ فائدہ نہ ہوا۔ زینب بنت جحش آئین اور بہت سختی سے کہا کہ آپ کی بی بیان ابوبکر کی بیٹی کے باب مین اللہ کا واسطہ دے کر آپ سے انصاف طلب کرتی ہین پھر زینب بہت ہی چخین اور عائشہ کے پیچھے پڑ گئین اور بری بری باتین سنائین رسول خدا عائشہ کو دیکھ رہے تھے عائشہ نے وہ کلام کیے کہ زینب کو خاموش کر دیا رسول خدا نے فرمایا کیون نہ ہو یہ ابوبکر کی بیٹی۔ ترمذی مین ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ جب ہم لوگون پر کوئی مشکل حدیث آ پڑتی تو عائشہ سے پوچھتے تو ان کے پاس اس کا ایک علم ہوتا معلوم نہین مشورہ خلافت مین کیون نہ پوچھا گیا۔ مسلم مین عائشہ سے روایت ہے رسول خدا نے عائشہ سے فرمایا تو مجھے تین روز تک برابر خواب مین دکھائی گئی۔ تیری تصویر کو فرشتہ ایک ریشمی حریر کے ٹکڑے پر لاتا تھا اور کہتا تھا دیکھو یہ تمہاری بی بی ہے مین نے جو تیرے منہ سے کپڑا کھولا تو تو ہی تھی۔

اب ہم سے سنئے توہین عزت تو درکنار تحقیر رسالت و تذلیل نبوت اسے کہتے ہین جو اہل سنت نے عائشہ کی فضیلت ثابت کرنے کو رسول اللہ کی نسبت کن افعال و اقوال و شمائل سے صریح رحمت کی ہے یہ ہم حدیثین بخاری و مسلم مسلّم الثبوت کتابون کی ہین جسے شک ہو دیکھ لے۔

معاذ اللہ خدا فوٹو گرافر تھا کہ تصویریں بنا کر اپنے انبیاء کے پاس بھیجا کرتا۔ ترمذی میں موسیٰ
بن طلحہ سے روایت ہے میں نے عائشہ سے زیادہ فصیح کسی کو نہیں دیکھا۔ کیا رسول اللہ
کو بھی نہیں اور قرآن کو بھی نہیں۔ بخاری میں عائشہ سے روایت ہے مجھ سے رسول خدا
نے فرمایا اے عائشہ یہ ہیں جبرئیل تجھے سلام کرتے ہیں میں نے کہا میرا بھی سلام مگر میں
نہیں دیکھتی۔ حضرت جبرئیل کو لازم تھا روبرو ہو کر ظاہر ہو کر کورنش بجا لاتے۔ بخاری میں
ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہے رسول خدا نے فرمایا مردوں میں بہت لوگ
کامل گزرے ہیں اور عورتوں میں مریم و آسیہ کے سوا کوئی کامل نہیں ہوا۔ عائشہ کی
فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانوں پر۔ افسوس مریم و
آسیہ پر بھی کمال حاصل ہو گیا۔ بخاری میں ہشام سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے کہتے
ہیں کہ رسول خدا اپنی بیماری کی حالت میں اپنی ازواج میں پھرتے اور فرماتے میں کل
کہاں رہوں گا میں کل کہاں رہوں گا اس کہنے سے آپ کی غرض یہ تھی کہ عائشہ کے
گھر ہوں۔ معاذ اللہ منہا۔ بخاری و مسلم میں عائشہ سے روایت ہے جب سودہ
زوجہ رسول اللہ بوڑھی ہو گئیں تو رسول خدا سے عرض کی کہ میں نے اپنی نوبت باری
عائشہ کو ہبہ کر دی سو رسول خدا عائشہ کے ہاں دو نوبت کرتے تھے ایک دن ان کی
باری کا ایک دن سودہ کی باری کا۔ بجنسہ ایسا ہی ترجمہ لکھا ہے ہم مجبور ہیں نعوذ
باللہ من ذالک بخاری و مسلم میں عائشہ سے روایت ہے کہ ہم اپنی ہمجولیوں کے ساتھ
گڑیاں کھیلا کرتے جب رسول خدا آتے میری ہمجولیاں چھپ رہتیں مگر رسول خدا انکو
میرے پاس بھیج دیتے کہ گڑیاں کھیلو۔ اعوذ باللہ رسول اللہ اور ایسا فعل۔
بخاری و مسلم میں عائشہ سے روایت ہے۔ رسول خدا نے اپنے کندھے پیچھے مجھکو

حبشیون کا ناچ دکھایا اور مجھ سے فرمانے سیر ہوئی مین کہتی نہین آپ اُنسے کہتے ناچے جاؤ۔ پناہ بخدا خداوندا ہمیں از خود بیہودہ روایتون کی نقل مین تجھ سے عفو کا طالب ہون نقل کفر کفر نباشد۔ ابوداؤد مین عائشہ سے روایت ہے۔ رسولِ خدا جنگ تبوک سے واپس آئے میرے حجرہ مین پردے کے اندر گڑیان تھین۔ ہوا سے پردہ اُڑا رسولِ خدا نے گڑیان دیکھین اُنمین ایک گھوڑا تھا جس کے اوپر دو پر لگے تھے پوچھا یہ کیا ہے مین نے کہا گھوڑا ہے فرمایا پر کیسے مین نے کہا آپ نے نہین سنا حضرت سلیمان کے گھوڑے کے پر تھے رسولِ خدا ایسا ہنسے کہ کچلیان ظاہر ہو گئین۔ بخاری و مسلم مین عائشہ سے روایت ہے رسولِ خدا زینب بنت جحش کے پاس زیادہ ٹھہرنے اور اُن کے یہان شہد پیا کرتے مین نے اور حفصہ نے مشورہ کیا کہ ہم مین سے جس کے پاس رسولِ خدا آئین وہ کہے آپ کے منھ سے مغافیر کی بو آتی ہے۔ مغافیر ایک بدبودار گوند کا نام ہے۔ چنانچہ مین نے یا حفصہ نے رسولِ خدا سے یہی کہا فرمایا مین نے شہد پیا ہے اب کبھی نہین پیونگا اُس کے پینے کی قسم کھالی تم اور کسی سے مت ظاہر کرنا۔ بعض علمار کا قول ہے حضرت نے عائشہ کی باری کے دن ماریہ سے خلوت کی حفصہ کو معلوم ہو گیا آپ نے فرمایا یہ امر پوشیدہ رکھنا مین نے اپنا نفس ماریہ پر حرام کیا مین تجھے خوشی سناتا ہون ابوبکر و عمر بعد میرے خلیفہ ہونگے مگر حفصہ نے یہ راز عائشہ سے کہدیا کیونکہ دونون ہم صلاح تھین۔ بعض نے کہا حفصہ کی باری کے دن ماریہ سے خلوت ہوئی اور حضرت اس چھپانے کے طالب ہوئے مگر راز کھل گیا حضرت نے اور بی بیون سے قطع تعلق کیا اور انتیس دن ماریہ کے گھر پر رہے وغیرہ۔

رسولِ خدا پر جھوٹا الزام بدبو کا لگانا اُن کے راز کو باوصف ہدایت اخفا طشت از بام کر دینا

واللہ اعلم کس قسم کی بی بیان تھین - بخاری مین انس سے روایت ہے آپ نے ایک مہینے
کے لیے اپنی بی بیون سے مفارقت کے لیے عہد کر لیا اور کیا کرتے - مسلم مین عائشہ
سے روایت ہے کہ جب میرا نکاح ہوا سات برس کی تھی اور جب رسول خدا مجھ سے ہمبستر
ہوئے نو برس کی تھی - اسمین کیا فخر ہوا - ابن ماجہ مین عائشہ سے روایت ہے
مین نے رسول خدا کی شرمگاہ کبھی نہین دیکھی - کیا آپ کو حسرت رہ گئی -
مسلم مین عائشہ سے روایت ہے رسول خدا نے شوال کے مہینے مین مجھ سے نکاح
کیا اور اسی مہینے مین اپنے گھر لائے مجھ سے زیادہ نصیبہ ور اور کون بی بی ہے -
درین چہ شک آپ کی وجہ سے عورتون مین خالی کا مہینہ مشہور ہوا جسمین وہ
شادی وغیرہ کو مکروہ جانتی ہین - بخاری مین انس سے روایت ہے جنگ احد مین رسول
کو چھوڑ کر بھاگ گئے مین نے دیکھا عائشہ و ام سلمہ پائنچے چڑھائے جس سے ان کی
پنڈلیون کی چمک ظاہر ہوتی اپنی پیٹھ پر مشک لادے لوگون کو پانی پلاتی پھرین
جس معرکہ سے ان کے باپ بھاگ گئے وہان انکا ٹھہرنا کیونکر ہوا تعجب ہے -
مسلم مین ابو موسے اشعری سے روایت ہے ابوبکر و عمر حضرت کے گھر مین آئے اس وقت
سب بی بیان رسول خدا کے گرد بیٹھی تھین اور خرچ مانگتی تھین ابوبکر نے عائشہ کو عمر نے
حفصہ کو خوب مارا کہ تم رسول خدا سے وہ چیز مانگتی ہو جو ان کے امکان مین نہین - پس سب
نے عہد کیا کہ آئندہ نہ مانگین گے - ازواج نبی کی یہ کیفیت رسول خدا پر یہ جیرہ دستی
و سختی - ابوبکر و عمر کا وہ رعب خدا کی پناہ ایسی بیہودہ باتون سے -
منقول ہے ابن عباس عائشہ کی بیماری مین عیادت کو گئے جبکہ وہ اللہ کے پاس جانے
سے خوف کر رہی تھین - ابن عباس نے تسلی دی اور آیہ الطیبات للطیبین پڑھی عائشہ

مارے خوشی کے بیہوش ہو گئیں۔ اور کہا مجھ میں نو چیزیں ہیں جو اوروں میں نہیں ہیں۔ شب
نکاح میری تصویر جبرئیل رسولِ خدا کے پاس لائے۔ میرے سوا رسولِ خدا کی کوئی
بی بی باکرہ نہ تھی۔ رسولِ خدا پر میرے لحاف میں وحی اُتری۔ خلیفہ کی بیٹی ہوں
رسولِ خدا کا میری گود میں انتقال ہوا۔ اُن کی قبر میرے مکان میں بنائی گئی وغیرہ۔ تصویر
اُترنے اور باکرہ ہونے کا فخر کیوں نہ ہو۔ شاباش۔

قصۂ افک یعنی بہتان و الزام بر عائشہ غزوۂ بنی مصطلق سے واپس آنے وقت بہنگام
کوچ لشکر بی بی عائشہ رفع حاجت کو گئیں وہاں گلے کا ہار سلیمانی گر گیا جب واپس آئیں
ہار نہ تھا پھر تلاش کو نکلیں اس عرصہ میں لشکر کا کوچ ہو گیا آپ جب ہار پا کر واپس آئیں کوئی
نہ تھا دامن لپیٹ رہیں صفوان ابن معطل سلمی ذکوانی صبح کو بارے ماندے کی خبر لیا کرتا
اُس کے ساتھ قافلہ میں پہونچیں اکثر لوگوں نے الزام لگایا جس کا بانی عبد اللہ ابن ابی سلول
ہوا اور مسطح جو ابوبکر کی خالہ کا لڑکا تھا۔ عائشہ بیمار ہو گئیں رسولِ خدا نے ترکِ تعلق
کر دیا اور اُن کے باپ کے گھر بھیج دیا وحی کے نزول میں تاخیر ہوئی علی ابن ابی طالب
نے رسولِ خدا کو ترک کی صلاح دی مگر اسامہ بن زید نے اُن کی برأت و نیک چلن ہونا
بیان کیا آخر بعد رد و قدح بسیار و بہ نہایت انتشار و اضطرار کی خدا کی جانب سے وہ بے قصور ثابت
ہوئیں بعدہ تہمت کرنے والوں کی حد جاری ہوئی ہر مجلس وعظ رسول اللہ میں بہت
کچھ شور و شر ہوا۔ مختصر یہ حالات ہیں مشرح کتابوں میں درج ہیں۔

کیوں میاں یہ ذکر بھی صحیح حدیثیں آپ کی تفریح طبع و تفنن خاطر کے واسطے کافی ہیں یا اور
کبھی جاؤں یہ روایتیں و افسانے بے سرو پا مجالس وعظ و میلاد شریف میں فخر سے پڑھے
جاتے ہیں اور لوگ سن کر نعرۂ آفریں و صدائے تحسین بلند کرتے ہیں۔ آپ نے علام امام سہیل

الہ آبادی کا تصنیف مولود نظم سنا ہوگا بلکہ اُن کو اور دوسروں کو مجلس میلاد میں پڑھتے دیکھا ہوگا۔ ایک شعر ہم لکھتے ہیں ؎

آمنہ کے پوت علی جی کے بھتیا — عائشہ بی بی کے کنور کنھیا

کس خوبی و ذوق شوق سے برسر تخت بیٹھکر پڑھا جاتا ہے سامعین کو وجد آتا ہے اب فرمائیے رسول اللہ و ان کی ازواج کی یہ توہین و تحقیر و تذلیل جو بہر عام ہوا کرتی ہے یہ کسی مذہب و ملت میں روا ہے اور مرثیہ جن میں حالات و واقعات ظالم و مظلوم بیان کئے جاتے ہیں وہ کس مردود کے نزدیک توہین تصور ہونگے ہاں تم یا تمہارے امیر معاویہ جس نے مداح اہلبیت کی ہجو کی اُن کے ساتھ تمسخر کیا البتہ بہ تقلید اپنے آباؤ اجداد شاید ان ظالم کی ہجو میں لکھے گو مگر جسے کچھ بھی لگاؤ اسلام اور ایمان سے ہوگا وہ بیان مصائب اہلبیت و مظلوم دشمنان خدا و رسول کو سنا رونا رولانا اعدائے دین پر لعنت کرنا سعادت کونین سمجھے گا۔

میاں جو بدلسان سے مرثیوں پر معترض ہیں اور جنوں کے نوحہ و مرثیہ سے بے خبر دیکھو سعد الکونین مصنفہ مفتی محمد اکرام الدین نمبر ۵ و شیخ عبدالحق محدث دہلوی و دیگر کتب علمائے اہل سنت سر الشہادتین وغیرہ حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے جنوں کو گریہ کرتے سنا جو امام حسین پر نوحہ کر رہے تھے۔ جنوں کا نوحہ اس دن بہت لوگوں نے سنا کذا اخرجہ ابو نعیم دلائل النبوت شیخ نصراللہ مجلی جو ثقات اخیار سے ہیں نہایت وثوق سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے علی ابن ابیطالب کو خواب میں دیکھا عرض کی اے امیرالمومنین آپ روز فتح مکہ فرماتے تھے من دخل دار ابی سفیان فہو امن پھر آپکے فرزند حسین پر جو کچھ گذرا ظاہر ہے فرمایا تو نے ابیات ابن الصیفی اس باب میں سنے ہیں میں نے عرض کیا نہیں فرمایا اس کے پاس جا اور سن میں نیند سے

تا کا اور ابن المعنی کے مکان پر گیا) یہ وہی جس میں شاعر تھا جس کا لقب شہاب الدین ہے
میں نے دروازہ کھٹکھٹایا وہ باہر نکلے اور ابن قتیبہ کو دیکھ کو چیخ مار کر رونے لگے اور کہا
بخدا وہ اشعار میں نے ابتک کسی کو نہیں سنائے اور آج ہی رات کو سلک نظم میں
پروئے ہیں میں نے سن لیے وہ ابیات سنائے جن میں امام حسینؑ کی شہادت
اہلبیت کی مصیبت بیان کی تھی۔ ابن الاخضر ابن جناب نخعی سے روایت کرتے ہیں
میں نے قبیلہ نخعی میں سے ایک شخص سے ملاقات کی اور کہا سنا ہے تو نے
جنوں کا نوحہ جو انھوں نے امام حسینؑ پر کیا تھا سنا ہو۔ اُس نے جواب دیا میں نے
کیا میرے سارے قبیلے کے لوگوں نے سنا میں نے اُس نوحہ کے سننے کی آرزو ظاہر
کی اُس نے یہ شعر پڑھے۔ مسح النبی جبینہ۔ فلہ بریق فی الخدود۔ ابواہ من علیا قریش
وجدہ خیر الجدود۔ ابو سعید خدری فرماتے ہیں جنوں کے یہ کلمے حضرت ام سلمہ نے
سنے اور روتے روتے بیہوش ہو گئیں۔ ابن عیاش کہتے ہیں مجھ سے خالد بن عبد اللہ جدلی نے خبر دی کہ شہر میں
خبر پہنچی میں حضرت ام سلمہ زوجہ نبی کے رونے کی آواز سن کر انکی خدمت میں گیا اور عرض کی جناب خیر ہے فرمایا
آج امام حسینؑ ظالموں کے ہاتھ سے شہید ہوئے اے خدا ان کے قاتل انکی قبر و گھر
آگ سے پر کرے یہ کہتے کہتے بیہوش ہو گئیں حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں میں نے نوحہ جنوں کا
سنا انکا گریہ میں نے مشاہدہ ہوا۔ عمرو بن حبیب بن ابی ثابت حضرت ام سلمہ سے روایت
کرتے ہیں میں نے رسول خدا کے انتقال کے بعد کبھی جنوں کی آواز نہیں سنی مگر امام
حسین کی شہادت کے روز ان کے نوحہ سے فوراً مجھے امام حسین کی شہادت
کی خبر ملی یہ حضرت ام سلمہ روتی تھیں اور ان اشعار کو پڑھ کر نوحہ کرتی تھیں۔ الا یا
عین فاحتفلی بجہد ومن یبکی علی الشہداء بعدی۔ علی رہط تقودہم المنایا الی متجبر فی الملک العبد

صاحب تہذیب فرماتے ہین کہ امام حسین علیہ السلام کی خبر شہادت جب مدینہ منورہ مین آئی تو عموماً لوگون کو عجیب طرح کا صدمہ و ملال ہوا حتی کہ بنی امیہ کی قوم مین سے وہان تھے وہ بہت خوش ہوئے۔ غنیۃ الطالبین مین روایت ہے جعفر بن محمد رضی سے کہ امام حسین علیہ السلام کی قبر پر ستر ہزار فرشتے نازل ہوئے اور اُس دن سے قیامت تک برابر گریہ کرینگے

اسی کتاب مین حمزہ نامی فرماتے ہین کہ مین نے رسول خدا اور ابراہیم علیہ السلام کو خواب مین دیکھا کہ امام حسین علیہ السلام کی قبر پر نماز پڑہ رہے ہین اور رو رہے ہین۔ اور ہزار دن روانیدن مرثیہ و نوحہ کے جواز مین لکھی ہین جن کو علماے اہل سنت نظم کرکے مجلسون مین سنا کر سامعین کو رولاتے ہین صاحب کشاف حدیث نقل کرتے ہین کہ رسول اللہ نے فرمایا جو شخص میرے اہل بیت پر ظلم کرے یا انکی ایذا کے درپے ہو اُسپر جنت حرام ہے۔ صحاح مین مرقوم ہے آنحضرتؐ نے فرمایا فاطمہؑ میرے جگر کا ٹکڑہ ہے جو اسے غضب مین لایا اُس نے مجھے ایذا دی اس حدیث سے معلوم ہوا اہل بیت کو ستانا خاص کر امامین حسنین علیہما السلام کو تکلیف دینا رسول اللہؐ کو ایذا دینا ہے اور کفر و لعنت کا مستحق۔ پس اہل سنت وجماعت کے نزدیک بالاتفاق قاتل حسینؑ و قتل کا حکم دینے والا کافر و ملعون ہے کذا فی التشریح — علماے حرمین شریفین کا فتویٰ ہے کہ اولاد رسول اللہؐ کی اہانت و ایذا اُنپر ظلم کرنا کفر ہے اُنکا فاعل کافر و مبتدع ہے

مولانا ضیاء الدین رازی فرماتے ہین کہ اولاد رسول مقبول کی اہانت انکی ذلت صریح کفر ہے کیونکہ کلیہ قاعدہ ہے کہ ولد کی ایذا والد کو ایذا دینا ہے پس اس سے ثابت ہوا قاتلان و حاکمان و اہانت و ذلت کنندگان کافر مطلق ہین اور اُنپر لعنت

کرنا درست ہے ۔ امارۃ التنزیل میں وارد ہے کہ یزید گو کہ معرکۂ قتال میں حاضر نہ تھا مگر وہ
متغلب تھا اور قتل امام حسینؑ پر دل سے راضی تھا چنانچہ جب امام حسینؑ شہید ہوگئے
تو ابن عباسؓ نے یزید کو خط لکھا کہ اے یزید میں امید کرتا ہوں کہ حق سبحانہ تعالےٰ تجھے
بہ ملک و سلطنت مبارک نہ کرے گا اس کے بعد کہ تو نے امام حسینؑ کو شہید کردیا
خدائے تعالےٰ تجھے ایسے عذاب سخت میں گرفتار کرے جس کا ذائقہ قیامت تک بھولے
اور آخرت کے مخلد عذاب سخت میں گرفتار رہے جانہار ہے بنی مرام اُٹھے ۔
پس ابن عباس ایسے فقیہہ کا نسبت دینا یزید کو قتل امام حسینؑ پر کافی ہے ۔ اخبار متواترہ
سے ثابت ہے کہ بار بار رسول اللہ نے فرمایا نسل معاویہ سے ایک شخص یزید نام پیدا ہوگا
جس کے ہاتھ سے میرا فرزند حسین شہید ہوگا ۔ بخاری میں مذکور ہے کہ جب یزید نے
سر مبارک امام حسینؑ کے ساتھ انواع انواع کی اہانت کی تو یہ خبر سنکر بعض اصحاب
رسول مختار روتے پیٹتے اس ملعون کے پاس گئے اور کہا اے ملعون تو فرزند رسول
اللہ کے ساتھ اس قسم کی اہانت جائز رکھتا ہے یزید نے ان بیچاروں کو ناحق شہید
کرڈالا جو سات صحابی جلیل القدر تھے ۔ امام شعبی سے روایت ہے امام حسینؑ کے قتل
کے بعد یزید ملعون نے آپ کی منکوحہ اور بچوں اور بہنوں کو دمشق کے گلی کوچوں میں
پھرایا ۔ کتاب مناہج میں لکھا ہے یزید نے قرآن مجید کو ہدف بنایا ۔ تہذیب کاملہ
میں مرقوم ہے یزید لعین نے امام حسینؑ کے سر مبارک میں میخ ماری اور طرح طرح کی
اہانت قسم قسم کی ذلت سے پیش آیا ۔ قصص ملوکیہ میں مرقوم ہے یزید ملعون نے سر
مبارک امام حسینؑ کی اول اہانت کی پھر مدینہ میں بھیجا اس کے بعد تخریب مدینہ کے
لئے لشکر بھیجا اہالیان مدینہ کو غارت کیا پانسو صحابہ کبار کو شہید کیا مسجد نبوی میں

تین روز تک تنگ و دو کی لوگون کو نماز نہ پڑھنے دے تھے ام المومنین ام سلمہ کا تمام مال اسباب لوٹ لیا بقیہ آل رسول کو قیدیون کی طرح گرفتار کیا مشکواۃ مین مرقوم ہے امام حسینؑ کے سر مبارک کو دستمال سے رنگا ہوا یزید کے تخت کے روبرو رکھا مسلم و بخاری مین روایت ہے امام حسینؑ کا سر مبارک طشت مین رکھ کر کوفہ کے عبداللہ ابن زیاد کے روبرو پیش کیا وہ مردود آپ کی ناک اور دانتون کو نیزہ مارتا اور تمسخر و استہزا کرتا اور بطریق بے حرمتی بیہودہ باتین کرتا۔ اہل سنت و جماعت کے گروہ محقق نے صرف قتل امام حسینؑ کیوجہ سے یزید کو قطعی کافر کہا ہے۔ قطع نظر ان مناہی کے جو اپنے زمانہ مین اُس نے مباح اور جائز کر دئے تھے فی الجملہ یزید مبغوض ترین مردم اور مغضوب ترین خلائق علمائے اہل سنت و جماعت کے نزدیک ہے خدا اور فرشتے اور تمام مومن مرد و مومنہ عورت کی لعنت ہر لحظہ و ہر لمحہ اُس پر اُس کے پیروان پر اُس کے یار و مددگار اُس کے لشکر اُس کے خادمون پر ہمیشہ ہوا کرے انتہی کلامہ فی سعادت الکونین جزاہ اللہ خیرا۔

اب جوہر صاحب ایک خطبہ مندرجہ تاریخ روضۃ الصفا جسے وہ بزعم خود شیعون کی کتاب نادانی سے سمجھے ہوئے ہین جو آنحضرتؐ نے مرض الموت مین فرمایا لکھتے ہین۔ اس خطبہ کا خلاصہ یہ ہے۔ یا ایہا الناس وصیت می کنم شما را انکہ بہ مہاجرین اولین احسان کنید و وصیت میکنم مہاجرین را کہ باہم طریقۂ نیکوئی سلوک دارید۔ بعدہ سورہ والعصر خواندہ فرمود ہر کس کہ بخدائے تعالے خداع نماید خود فریفتہ و منکوب شود آیہ کریمہ فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم۔ بخواند ترجمہ مقبول جوہر یعنی از شما می آید کہ چون منصب امارت و حکومت یابید بسبب تکبر و تعظیم

و بہ کثرت جاہ در زمین فساد کنید و قطع رحم نمائید چنانکہ در زمان جاہلیت میکردند۔ و باین معنے است
کہ اگر از دین اسلام برگردید و طریقہ زمان جاہلیت ایشان گیرید کہ این فساد است و ریختن
خون ناحق و قطع رحم و غارت اسلام۔ فی خلاصۃ المنہج۔ بعدہ فرمود اے معاشر مہاجرین
شمارا وصیت میکنم دربارہ انصار کہ با شما احسان کردند۔ ہر کس از شما بر ایشان حاکم شود با نیکو
کاران ایشان نکوئی کند۔ بعد از ان فرمود اے گروہ انصار پس از من جماعتے را بر شما ترجیح خواہند
داشت انصار گفتند یا رسول اللہ با ایشان بچہ کیفیت سلوک کنیم فرمود صبر کنید تا لب حوض
کوثر بمن واصل شوید عباس التماس نمودہ گفت یا رسول اللہ در شان قریش نیز وصیتے فرمائی
آنحضرت فرمود کہ وصیت میکنم باین امر یعنی خلافت کہ قریش متصدی آن شوند و خلق پیرو قریش باشند

حاشیہ جوہری۔

جناب امیر پر فرض تھا خطبہ خم غدیر کو صندوق تقیہ سے نکالکر بادیدہ گریان و سینہ بریان التماس کرتے
کہ مجھے آپ نے محجوب الارث کر دیا چنین و چنان کلمات تمسخر و توہین۔

جواب۔ اب اہل سنت منصف مزاج بنظر التعمق غور کریں کہ خطبہ کے مضامین کیا ہیں اور
رسول اللہ کی وصیت آخر وقت میں کس طرز و پیرایہ میں ہوئی اور کیسا صاف صاف آپ نے
بیان فرما دیا مہاجرین اولین کے ساتھ احسان کرنا مہاجرین کو باہم سلوک سے رہنا۔
انصار کے ساتھ نیکیاں کرنا اگر مہاجرین سے حاکم ہو۔ انصار کو صبر و سکوت کرنا تا لب حوض
کوثر جبکہ کوئی جماعت کو انپر ترجیح دیجاوے۔ پھر آیہ کریمہ کی تلاوت جس کے معنے ہیں کہ
تکبر و تعظیم و کثرت جاہ سے زمین پر فساد برپا کرنا قطع رحم کرکے اسلام کو غارت کرنا آخر میں قریش
کا متصدی خلافت ہونا تمام خلق کو ان کی پیروی کرنا یہ خطبہ کا خلاصہ ہے۔ اب فرمائیے
اس وصیت پر کیا عمل ہوا۔ ابوبکر خاندان قریش سے تھے یا بنی تیم۔ عمر قریش کے سلسلہ

مین تجھے یا مجہول النسب - ہم کہتے ہین مان لیا کہ آپ نے عموماً قریش کو مستحق خلافت قرار دیا تو دیکھنا چاہیے قریش مین سب سے بہتر و برتر جملہ امور مین کس کے مدارج و مناقب بڑے ہوئے تھے آیا حضرت علیؑ کے یا اور قریشیون کے یہ تشخیص مشکل نہ تھی مثل آفتاب روشن تھا کہ بعد آنحضرت حضرت علیؑ سردار قریش تھے -

قریشی بنی ہاشم اولاد عبد المطلب محسن و مربی زادہ رسول ابن عم زوج بتول النسا مین داخل بمنزلت ہارونی برق النفس من کنت مولاہ فعلی مولاہ مین شامل حالت جنب مین مثل رسول اللہ خانہ خدا مین رسائی عابد و زاہد ترین بنی آدم اشجع الناس اعلم الناس غرضکہ بعد رسول اللہ ہمہ صفت موصوف ع آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری -

اب اگر ابوبکر کو خاندان قریش مین جو بر باہم براہ تعصب و کج بحثی شامل ہی کیجیے جاوین تو تکمیل بیان شیخ عبد الحق دہلوی کا سنئے ع دیگرے و اذل بطن قریش اشارت بہ ابوبکر صدیق کردکہ از بنی تیم بود خاندان بنی عدی خلیفہ ثانی کا مشہور ہے - خالد بن ولید ہمیشہ اعشر بن حنتمہ کہتے تھے مہاجرین خالد ہمیشہ تشنیع کرتے عمرو عاص باوجود بلند نشینی جو کچھ اُن کے حق مین فرماتے تھے شامیہ اور ازالۃ الخفا مین موجود ہے - خولہ بنت حکیم صحابیہ نے جس کا قول خدا نے بالائے سبع سموات سنا جو کہا معلوم ہے - کہ عمیر اے عمر ہوا عمر ہے امیر المومنین اب خدا سے ڈرو - عباس عم اشرف الناس نے جو ارشاد فرمایا اغضبت اللہ سبغض آمنت کما فی کنز العمال خود خلیفہ دوم نے جو لاعلمی اپنے نسب سے ظاہر کی ازالۃ الخفا مین مذکور ہے اور تفصیل اسپر ہیچ شرافت نسبی کی تین پشت تک روض الانف سہیلی اور تاریخ اور کتاب المعارف و تاریخ ابن کثیر شامی اور مثالب کلبی مین مسطور ہے -

کنز الاعمال مین ہے جب ابوہریرہ نے یہ حدیث بیان کی ولد الزنا بدترین ثلثہ ہے

یعنی زانی وزانیہ سے بدتر ہے تو فوراً عبد اللہ ابن عمر خلیفہ زادہ نے اُس حدیث نبوی کی جو ابو ہریرہ نے بیان کی تردید کر کے کہا ولد الزنا خیر الثلاثہ یعنی زانی وزانیہ سے بہتر ہے۔ مسلمانو! خواب غفلت سے چونکو اور آنکھیں کھول کر دیکھو ولد الزنا کس قوم وملت میں اچھا سمجھا گیا ہے چہ جائیکہ اسلام جو اشرف ادیان ہے۔

ہم پوچھتے ہیں در آنحالیکہ رسول اللہ نے مہاجرین کو اُس خطبہ میں عموماً مخاطب فرمایا تو اُنمیں قریش بھی تھے کیونکہ خطاب عام مہاجرین سے تھا پس حضرت عباس کا یہ التماس کرنا کہ در شان قریش نیز وصیتے فرمائی آنحضرت فرمود وصیت میکنم باین امر یعنی خلافت کہ قریش متصدی آن شوند وخلق تابع قریش۔ تو اس التماس عباس و وصیت رسول اللہ کا کیا مطلب ہوا۔ صاف ظاہر ہے کہ پہلے آپ نے عام خطاب کیا اور عباس کے عرض کرنے پر خاص قریش کو متصدی خلافت فرمایا تو تخصیص سوائے بنی ہاشم کے اور کس پر صادق آئیگی جسمیں حضرت علی منتخب و برگزیدہ خدا و رسول تھے۔

پس اس سے صاف وصریح وصیت خلافت بحق علی ابن ابی طالب اور کیا ہو سکتی ہے۔ اور اس فقرہ فلکیسی از من جماعتے را بر شما مرج خواہند داشت صبر کنید تا لب حوض کوثر بمن واصل شوید یہ اشارہ ہے اسی جماعت پر کہ ابو بکر و عمر خاندان قریش سے نہ تھے بلکہ غیر جماعت ورنہ جماعتے فرمانے کی کیا ضرورت تھی۔ اور تلاوت آیہ کریمہ فہل عسیتم الی آخرہ سے بھی ظاہر ہے کہ یہ لوگ زمین میں مفسدہ کرینگے حب جاہ و ثروت کرینگے اسلام کو غارت کرینگے جیسا آنحضرت نے ابو بکر سے فرمایا کہ خبر نہیں تم دین میں کیا کیا ایجادین کروگے پس یہ آیہ کریمہ آخر وقت میں اُسکی ثبت ہے۔ اور فقرہ قریش متصدی خلافت شوند حدیث غدیر کا موید پس حضرت علی کو خطبہ غدیر کی یاد دہانی ضرور نہ تھی مگر ابو بکر کو فرض عین تھا جن کا خزینہ خلافت دو ہی چار قدم کے فاصلہ پر پردہ کی آڑ میں موجود تھا رسول اللہ کے قدموں پر سر رکھکر با چشم گریان و سینہ بریان عرض کرتے

کہ یا حضرت گو کہ میں ارذال بطن قوم قریش ہوں مگر حضور نے براہ غریب نوازی وکمینہ پروری میری بیٹی صدیقہ سے میری خلافت کی نسبت ارشاد فرمایا اور تاج و تخت خلافت سے ممتاز کیا اگر حکم ہو صدیقہ کے سینہ صاف تر از آئینہ سے جسکو میں صندوق سکینہ سمجھتا ہوں نکال کر پیش کردوں یا حضور ہی پکار کر دریافت فرمالیں اب عام قریش کو متصدی خلافت فرمانا میری حق تلفی میری آبروریزی میری بیحرمتی میری ذلت کا باعث ہے اور جس کا میں درپے ہوں اب سے میں نے آپ کی وزارت پانے کی خوش خبری سنی تھی وہ بھی جھوٹا ہوتا ہے پس جیسا آپ نے میری رذالت پر خیال نہ فرما کر میری نورنظر لخت جگر صدیقہ سے خلافت کا وعدہ فرمایا ہے اب اس مجمع میں بھی صاف صاف فرما دیجئے ورنہ بعد آپ کے صدیقہ کو مکذوبہ کہیں گے اور اس کی باتوں پر لوگ اعتبار نہ کریں گے تو حضرت کو حدیث سابق و حال یاد آجائیں اور برسرعام اُن کا اعادہ فرما دیتے چلو قصہ طے ہوا نہ شورہ کی ضرورت ہوتی نہ پنچایت کی۔

دوسرا سوال سائل کا جو ہرنا فہم سے یہ ہے کہ اگر حدیث صحیح دربارہ خلافت موجود ہے تو شورہ کی کیا ضرورت تھی اور یہ شورہ مخالف حدیث ہے یا اُس کی مطابق۔

بوہر نے جواب میں ایک حدیث لکھی ہے۔ ترجمہ بخاری میں عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر زید مارا جاوے تو جعفر طیار سردار ہو اگر جعفر بھی مارا جاوے تو عبداللہ بن رواحہ سردار ہو۔ یہ حضرت نے اُس وقت فرمایا جبکہ جنگ موتہ میں زید بن حارث کو سردار کیا تھا۔ چنانچہ تینوں سردار جب مارے گئے مسلمانوں نے خالد بن ولید کو سردار بنایا اور خدا نے اُن کی تدبیر سے فتح نصیب کی۔

پس ایک لشکر مین درجہ بدرجہ کئی سردار مقرر کرنا درست ہے جیسا بالفعل انگریزون کا قاعدہ ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اجماع مسلمین حجت ہے جس کو مسلمان اپنا سردار بناوین وہ خدا ورسول کو پسند ہے جیسا خالد کو لوگون نے سردار بنایا اور حضرت نے پسند فرمایا کچھ انکار نہ کیا ایسا ہی صدیق اکبر کی خلافت شورہ سے ہوئی تو صاف معلوم ہوا کہ مرضی خدا اور رسول کے مطابق یہ کام ہوا۔

ہم کہتے ہین کہ آنحضرت نے یکے بعد دیگرے تین شخصون کو سردار ہونے کا حکم دیا اگر شورہ مستحسن و ممدوح ہوتا تو ایک سردار کو مقرر کر کے فرما دیتے کہ بعد شہادت اُس کے مسلمان شورہ کر کے سردار تجویز کرلین مگر ایسا نہین ہوا۔ خالد کا سردار ہوجانا۔ اور فتح پانا اتفاقیہ امور ہین۔ جب خالد سرداری کے واسطے منتخب ہوا تھا تو آنحضرت وہان موجود نہ تھے کہ پسند و ناپسند اقرار و انکار فرماتے۔ جب بعد فتح لشکر واپس آیا تو پھر ناپسندی و انکار کا کیا موقع تھا انگریزونکا قاعدہ یہ نہین ہے کہ سپاہی و سردار کسی سردار کو منتخب کرلین اُن کی فوج مین نمبروار سردار ہوتے ہین جن کا استحقاق یکے بعد دیگرے سرداری کے واسطے پہلے ہی سے انتخاب ہوجاتا ہے عوام سپاہی و سوار کو کچھ دخل نہین ہوتا نہ اُن کی رائے لیجاتی ہے۔

جوہر نافہم قواعد انگریزی سے ناواقف ہین۔

اب جوہر نے اقوال جناب امیر دربارہ شورہ لکھے ہین جن کو ہم پہلے ہی اس رسالہ مین لکھ چکے ہین اُن سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ امام شورہ سے ہے۔ سو ہم بھی منظور کرتے ہین کہ شورہ سے وہ ہین نہ رسول اللہ کے خلیفہ جنکو خدا اور رسول نے مقرر کیا۔ جوہر نے آیہ وشاورہم فی الامر۔ لکھ کر آنحضرت کا اصحاب سے شورہ کرنا شرح و بسط کے ساتھ لکھا ہے بیشک

خدا کا حکم ہے مشورہ کرو اپنے امور مین - اس کا کون منکر ہے اور آنحضرت نے بھی بعض اوقات اصحاب سے مشورہ کیا ہوگا مگر تقرر خلافت مین مشورہ کرکے خلیفہ بنا لینا کسی آیت و حدیث سے ثابت کرو تب ہم مانین ورنہ خانگی امور مین صلاح و مشورہ کو کون منع کرے اور درست بھی ہے -

اب ایک آیت لکھی ہے - والذین استجابوا لربهم واقاموا الصلوة وامرهم شوری بینهم - یعنی - اجابت کیا اپنے خدا کو اور قایم کیا نماز کو اور شورے کیا اپنے امور مین - ہم اس سے کس کو انکار ہے شورہ اپنے کامون مین جایز ہوا - اب ایک حدیث لکھی ہے بخاری و مسلم مین عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہے آنحضرت نے فرمایا سب لوگون سے بہتر میرے زمانہ کے لوگ مین پھر وہ جو انسے ملے ہوئے اُن کے صحبت یافتہ پھر تبع تابعین بعدہ ایسے لوگ ہونگے جو جھوٹی گواہیان دینگے اور دروغ بنانے کا پیشہ ہوگا - حاشیہ جو ہے -

اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ آنحضرت کے بعد حضرت کی صحبت کی برکت سے تین زمانون تک خیریت غالب رہیگی بعد ازان کم ہو جائے گی - ہر زمانہ مین کچھ اہل حق قایم رہینگے اگرچہ اہل باطل بہ کثرت ہون - اسکی تائید منہج الصادقین کی ایک حدیث نقل کی ہے -



اہل سنت کو ان تین زمانون کا معتقد قرار دیا ہے باقی بدعات وغیرہ -

ہم کو بھی اقرار ہے کہ ہر زمانہ مین خاص و عام کی تمیز رہی - آنحضرت نے اپنے زمانہ کے لوگون کو سب سے بہتر فرمایا بیشک خاص اور برگزیدہ لوگ ایسے ہی تھے نہ عوام منافق و مخالف خدا و رسول کیونکہ اگر عام کیواسطے یہ بہتری قبول کیجائے تو منافق جو آنحضرت کے زمانہ مین بہ کثرت موجود تھے اُن کی گنجایش کہان اسی طرح ہر عہد مین اہل حق تھوڑے

اور اہل باطل بہت تھے چنانچہ اسی زمانہ میں دیکھلو ۔ جھوٹی شہادت کی ابتدا جنگ جمل سے اسلام میں قایم ہوئی جبکہ باغوائے طلحہ وزبیر وغیرہ جناب عائشہ سے لوگوں نے بحلف بیان کیا کہ یہ مقام حواب نہیں ہے جسکی خبر رسول اللہ نے دی تھی مگر تعجب ہے کہ اسوقت تک آپ کی صحبت سے فیضیاب بہت سے اصحاب مثل زبیر وغیرہ موجود تھے مگر صحبت نبوی کا کچھ اثر نہ ہوا ؎

ہر کرا روئے بہ بہبود نبود
دیدن روئے نبی سود نبود

آپ جوہر خود فراموش کہتے ہیں کہ خدا نے تمام کتب سماویہ میں کسی جگہ خلافت یا امامت کو منصوص من اللہ یا اصول دین نہیں فرمایا ہے ۔ تین آیات قرآنی لکھکر کہتے ہیں کہ ان جملہ آیات بینات سے خلافت وامامت منصوص من اللہ نہیں سمجھی جاتی ۔ اول آیت وجعلکم ملوکاً وآتاکم مالم یؤت احد من العلمین یعنی بنایا ہم نے تم کو بادشاہ اور دیں وہ نعمتیں جو کسی کو عالم میں سے نہیں ملیں دوسری آیت ھو الذی جعلکم خلائف فی الارض یعنی تم کو خلیفہ ہائے زمین ہم نے بنایا ۔ تیسری آیت ۔ ونجعلہم ائمۃ ونجعلہم الوارثین ۔ یعنی بنایا تم کو پیشوایان دین اور بنایا وارث اموال و امتعہ واملاک ۔

ناظرین نے دیکھا ہوگا جوہر خود غرض نے آیہ وعد اللہ الذین وثم جعلنکم الخ سے ۔ ہی خلفائے ثلثہ کو مصداق آیات کریمہ کا قرار دیا ہے اب یہاں کل آیات سماویہ سے انکار کیئے خلافت وامامت منصوص من اللہ نہیں پس ایسے مضطرب الحواس سے کیا بحث کیجاوے ۔ تف بریں بے شرمی ۔ ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ آیات موصوفہ میں کس صراحت کے ساتھ بادشاہ وخلیفہ وپیشوایان دین مقرر کرنا ۔ خدائے جل وعلے فرما رہا ہے مگر اندھوں کو نہیں سوجھتا وہی ایام جاہلیت کی جہالت کہ خدا ورسول کچھ ہی فرمائیں ہم نہیں سنتے ۔ سچ ہے جب دلوں پر

آنکھون پر کانون پر گاڑھے پردے پڑے ہوئے ہین تو کیونکر دکھائی دے پس یہ یاد رکھنا
خلافت پیشوائے دین بعین منصوص من اللہ ہے جناب امیرؑ و ائمۂ اطہار مصداق ٹھہرے اور
آیات وَعَدَ اللّٰہُ و ثُمَّ جَعَلْنٰکُمْ میں انہین کے مثل و قائم مقام ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ
مَنْ یَّشَاءُ ۔

اب جوہر نادان کہتے ہین کہ اگر شیعہ یہ پہلو نکالین کہ جناب امیرؑ افضل و معصوم تھے اُن اہل شورہ کا
اتفاق کیون ہوا تو اس کی بھی تردید کلام مجید مین موجود ہے قولہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ بَعَثَ لَکُمْ
طَالُوْتَ مَلِکاً ۔ بتحقیق برانگیخت برائے شما طالوت را بادشاہ فرمان فرمائے و او از فرزندان
بنیامین بن یعقوب بود ۔ دیکھو طالوت مفترض الطاعت تھے معصوم و افضل نہ تھے بلکہ حضرت
شموئیل و حضرت داؤد علیہم السلام بھی اُسیوقت مین موجود تھے یہ دونون نبی برحق تھے
طالوت نبی بھی نہ تھے ۔

پھر اس سے کیا حاصل ایک زمانہ مین صدہا نبی ہوا کرتے تھے جہان سب کو خدمت سپرد ہوئی احکام
خداوندی کی تبلیغ کرتا ۔ طالوت اگر مفترض الطاعت تھے تو ضرور معصوم تھے کیونکہ اُن کو
خدا نے بادشاہ اور رہبر دین بنایا تھا اطاعت و فرمانبرداری اُسی کی دین مین لازم ہے
جو معصوم ہو پس اگر مفترض الطاعت تھے تو بالضرور معصوم ہونگے تم کل انبیا کو معصوم نہین
کہتے تمہاری باتونکا کیا اعتبار ۔

اب جوہر نے روایت روضۃ الصفا سے بیعت جناب امیرؑ با ابوبکر لکھی ہے ۔
اس کا جواب ہم حدیث عائشہ سے لکھ چکے ہین ملاحظہ ہو حدیث بیعت ۔

اب جوہر نے روایت روضۃ الصفا دربارہ بیعت جناب امیرؑ بعد قتل عثمان لکھکر مشابہت بیعت
ابوبکر و بیعت جناب امیرؑ کی ہے اور شورہ کو بنیاد خلافت قرار دے کر لکھا ہے کہ جناب امیرؑ

کی بھی خلافت شورہ سے ہوئی نہ خطبہ خم غدیر سے۔ شروع روایت میں مصنف تاریخ لکھتا ہے۔ روات اخبار در کیفیت بیعت آنحضرت اختلاف کردہ اند وآنچہ بصواب نزدیک تر است آن است چون از واقعہ عثمان سہ روز گذشت۔ مصریان از امیر المومنین علی التماس نمودند کہ بر حال رعایا و برایا التفات نمودہ مسند خلافت را زیب و آرائش بخشد شاہ ولایت پناہ فرمود کہ رضا و عدم رضائے شما در امور خلافت مدخلے ندارد چراکہ این مہم بسا اہل بدر است مصریان این کلمات بہ آن سعادت مندان رسانیدند جمہور اصحاب نبوی ہمراہ ایشان بدولت خانہ حضرت امیر آمدہ عرض کردند کہ عثمان سہ روز است کہ از عالم رفت جہانیان را بے امام چارہ نیست لہذا ترا اولے و احق میدانیم خلافت قبول فرمائی امیر المومنین فرمود بعد از عمر خواہش بود اکنون نمی خواہم کہ قبول سازم ہر کرا شما انتخاب نمائید من متابعت نمایم چون مبالغہ یاران بحد افراط رسید امیر المومنین فرمود بے حضور طلحہ و زبیر این مہم انجام نرسد شخصے بطلب آنہا رفت نیامدند مالک اشتر خود رفتہ گرفتہ آورد امیر المومنین فرمود از شما دو کس کہ میل خلافت دارد من باو متابعت نمایم ایشان گفتند با وجود تو کرا تمنائے خلافت در خاطر گذرد بعد از ان خلافت علی مرتضے قرار گرفت نخست کہ دست بر دست آنحضرت رسانید و بیعت کرد طلحہ بود۔ یہہ خلاصہ روایت کا ہے۔

اب ناظرین ملاحظہ کریں۔ مورخ پہلے ہی لکھتا ہے کہ کیفیت بیعت میں بہت کچھ اختلاف ہے کہ الصواب نزدیک تر آنست پس یہہ اُس کی رائے ہوئی اگرچہ اختلافات لکھ کر اپنی رائے دیتا تو بھی کچھ وزن ہو سکتا تھا اور ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ مصنف روضۃ الصفا متعصب سنی ہے شیعوں پر آپس کی روایتیں اور افسانے حجت نہیں جیسا کہ روایت بیعت جناب امیر بہ ابوبکر کوئی جاہل ورنہ ہم بھی ایسی جھوٹی باتیں نہ بکے گا جس کی تردید حدیث بیعت مقبولہ جناب عائشہ سے بخوبی

ہو گئی۔

پس اس روایت بیعت پر کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔ اور پھر اس روایت میں بھی تو شورہ ہونا ثابت نہیں صرف مصریوں کے امرار سے لوگ جمع ہو گئے اور ہاں میں ہاں ملا دیا دیکھو زبیر و طلحہ کا رد و انکار کر بلانے پر بھی آنے سے اعراض کیا اور طوعاً و کرہاً آئے کیا اسی کو شورہ کہتے ہیں اصحاب رسول کا تین روز تک خبر نہ ہونا کہ کون خلیفہ ہوا اور کسے خلافت دینی چاہیئے۔ اصل یہ ہے عہد خلافت عثمان میں دین بالکل برباد ہو گیا تھا ظاہری اسلام بھی نیست و نابود ہو گیا تھا بنی امیہ کی جبر و تعدی فسق و فجور شراب خواری زناکاری سے انقلاب عظیم واقع ہوا اور وہی جاہلیت کا زمانہ پھر رو براہ ہوا۔ اس لئے خدائے جل و علے نے دین حق کو غلبہ دیا حضرت علیؑ نے زمام خلافت حقہ اپنے ہاتھ میں لے لی اور ڈوبتی ہوئی کشتی دین کو سنبھال لیا شریعت محمدی کو دوبارہ رونق دی اور اسلام حقیقی کی آبرو رکھ لی۔ یہ مصلحت وقت اور احکام خدا و رسول کی تبعیت۔

جیسا جوہری نے صفحہ ترسٹھ ۶۳ اسرار الہدےٰ میں لکھا ہے اتفاق کے مسئلہ خاص میں

كانوا في هذا السكوت مراعين لما وصى به النبي عليا من الصبر وعدم مجادلته الثلثة

ترجمہ۔ تمام بنی ہاشم رعایت سکوت کی اس بارہ میں کرتے تھے اس لئے کہ رسول خدا نے وصیت صبر و نہ کرنے جنگ خلفائے ثلثہ کے ساتھ کی تھی خاص واسطے وفاداری بر حال مسلمانان ضعیف و حفاظت دین۔

اب خیال کیجئے وصیت صبر و سکوت سے کیا مراد ہے یہی نہ کہ خلفائے ثلثہ غصب خلافت کرینگے مگر تم با وصف لیاقت و مستحق خلافت کے صبر و سکوت کرنا اور جنگ و جدال خلفائے ثلثہ سے نہ کرنا تاکہ مسلمانان ضعیف جو سچے دل سے خدا اور رسول پر ایمان لائے ہیں محفوظ رہیں

اور انسے دین کی حفاظت ہو ورنہ یہ لوگ قتل ہونگے اور دین حقیقی تلف ہو جائیگا۔
خلفائے ثلٰثہ کی خلافت اگر حق ہوتی تو صبر و سکوت کی وصیت کی کیا ضرورت تھی۔ صبر و سکوت
ایسی حالت میں کہا جاتا ہے جبکہ کوئی ظلم ہو یا امور ناقابل برداشت پیش آئیں ایسی سکوت کی ہدایت
و وصیت ہوا کرتی ہے۔

آنحضرتؐ نے بھی زمانہ قیام مکہ میں ظلم کفار اشرار پر خدا کے حکم سے صبر و سکوت فرمایا اور طرح طرح
کی ایذائیں سہتے رہے۔ باعث یہ تھا کہ ضعیف مسلمانوں کی حفاظت رہے اور بتدریج اشاعت
اسلام ہوتی رہے اگر شروع ہی سے جنگ و جدال پر تل جاتے تو جو بیچارے دائرہ
اسلام میں داخل ہوئے تھے انکا خاتمہ ہو کر دین برباد جاتا یا آنحضرتؐ ہی کی شہادت
ہو جاتی پھر کون دین خدا کا محافظ تھا۔ ایسا ہی جناب امیرؑ کو ظلم منافقین اور غصب
خلافت وغیرہ پر صبر و سکوت کرنے کو رسول اللہؐ نے وصیت فرمائی تاکہ کامل الایمان مسلمان
جو بہت ہی کم تھے اور ضعیف و مغلوب وہ محفوظ رہیں اور ان کے سبب سے دین حقیقی بنا رہے
ورنہ انکا اور حضرت علیؑ کا خاتمہ ہو جاتا پھر اسلام حقیقی کہاں اور دین خدا کو۔ دیکھو اہل سنت
کے اعتراض کا جو بوجہ نادانی و کج فہمی کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے ابوبکر سے کیوں نہ خلافت
چھین لی اور ذوالفقار سے سب کو کیوں نیست و نابود نہ کر دیا بالکل قلع و قمع ہو گیا۔ حضرت
علیؑ نے بعینہ رسول اللہؐ کی تقلید کی اور ان کی وصیت پر عمل کیا۔ دیکھو حضرت ابوذر و
عمار یاسر وغیرہ پاک ایمانوں کا بعد خلافت عثمان کیا حال ہوا کیا ہلاک ہونے میں کچھ شبہ تھا
مگر زندگی تھی اور دین خدا کی حفاظت منظور۔ لہٰذا زندہ و صحیح سالم رہے۔
یہی لوگ ضعفائے اسلام تھے جن کا اشارہ وصیت رسول اللہؐ میں ہوا ہے
مشابہت بیعت ابوبکر و جناب امیرؑ جو ہر کج فہم نے سمجھی ہے بعد المشرقین زمین آسمان کا

غرض- دیکھو بنی سقیفہ کا مجمع و شور و شر یار م پیٹ دھما چوکڑی بہر بیعت ابوبکر- ابوبکر خود باچشم گریان و سینہ بریان رسول اللہ کا غسل و کفن و دفن چھوڑ کر خلافت کے واسطے دوڑے گئے عمر کو اپنی حمایت و ہمزبانی کے لیے ساتھ لے گئے وہاں جو حرص و آرزوئے خلافت میں گفتگوئیں ہوئیں حشمت اور بام میں چھ مہینے تک بیعت کا سلسلہ جاری رہا بلکہ ایک گروہ نے بیعت ہی نہ کی-

حضرت علی کے آستانہ ہدایت پر خود خلقت حاضر ہوئی پیروں پر سر رکھ کر عجز و الحاح منت زاری کی آپ کو اپنا پیشوا و امام و معتقد اقبول کیا اپنی کردار بد سے توبہ کی حق حق کی آوازیں بلند ہوئیں باطل جہان سے نابود ہوا ۵

باقیلونی سلونی صد ہزاران فرقہ ہاست | پیر خرسے را مقابل با غضنفر داشتن

اب جوہر ناصعف نے چند غزوات میں ابوبکر کا سردار لشکر ہو کر جانا لکھا ہے ازانجملہ امیر حج و نشان بابا جنگ خیبر و امامت نماز وغیرہ ہیں جنکا جواب صفحہ ۲۱ لغایت ۲۷ و ۴۵ و ۵۱ میں ہم لکھ چکے ہیں اعادہ کی ضرورت نہیں +

اب جوہر ناصعم لکھتے ہیں یہانتک جو کچھ مذکور ہوا وہ دربارہ شورے ہوا-

ہم کہتے ہیں سائل نے کیا سوال کیا اور تم نے کیا جواب دیا سوال از آسمان جواب از ریسمان اسکو کہتے ہیں- سائل پوچھتا ہے کہ اگر حدیث خلافت صحیح ہے تو شورے کی کیا ضرورت تھی اور یہ شورے مخالف حدیث ہے یا مطابق- جوہر ناصعم نے ابتدا سے احادیث خلافت کو بالائے طاق نسیان رکھ دیا اور لگے شورے کا راگ الاپنے کہیں ظاہر ہوا کہ جو حدیثیں تم نے نص خلافت ابوبکر میں لکھی ہیں وہ سب جعلی اور بے اصل ہیں تب ہی تو انکو چھوڑ چھاڑ شورے کے مبدا میں انکو دے اور شورے ہی کو بنیاد خلافت قائم کر دی- اگر ان حدیثوں میں کچھ بھی راستی کا لگاؤ ہوتا

تو ان کو ترک کرے شوربے پچھم جانا ہم معنی وارد ساف کہی جاتی حدیثین انمین خلافت ائمہ موجود وصیت ہین شوربے کی کیا حاجت مگر تم کیا کرو دروغگورا حافظہ نباشد بے سر و پا باتین الٹی سیدھی بنا کرتی ہو اور جب کسی بات کی اصل نادارد ہوتی ہے تو جواب مین کچھ بن ہی نہین پڑتی قاعدہ ہے جب سانپ پر مار پڑتی ہے تو ادھر ادھر سوراخون مین سر چھپاتا پھرتا ہے کہ کہین پناہ مل جائے مگر مارنے والے اس کا سر کچل ہی ڈالتے ہین - پس سوال کو مکرر دیکھو اور سمجھو تم بھی اگر جواب صاف دو ورنہ یہ طوق گران تمہاری گردن مین تا قیامت رہیگا اور روز حشر جواب دینا ہوگا - ناظرین کو معلوم ہے کہ بحث خلافت مین بھی اور اسی کے بابت سوال و جواب مگر چونکہ جوہر صاحب مردود ہم کو حضرت علیؑ کے ساتھ بغض دلی و عداوت قلبی ہے لہذا جہانتک زبان مین گویائی کی طاقت ہے اور بیہودہ سرائی کی لیاقت توہین و تحقیر مین کوئی دقیقہ باقی نہین رکھا ایسے خارج از دین و ایمان سے کیا بحث کیجاوے اب چند آیات بینات لکھکر ان کے معنی و مطالب بتاویلین و توجیہین رکیک کی ہین اور مثل سگ دیوانہ بھونک بھونک کر اپنی جان دی ہے - آیات بینات مین ابتدائے اسلام سے بحثین معرکۃ الآرا آئی ہین ہزارون کتابین جن مین کی ان کی بحث بھری پڑی ہین مگر نور خدا و حق ہمیشہ غالب رہا اور باطل ہر حال و قال مین نابود و پست ہو گیا - جب جوہر نافہم کا حدیثون مین یہ حال ہے تو آیات خدا کے معنے و مطالب پر خاک رسائی ہوسکتی ہے ؎

تو کار زمین را نکو ساختی | کہ بر آسمان نیز پرداختی

ہر آیت مین ملا کاشانی کی تفسیر کا حوالہ دیا ہے اور جوڑ پیوند ملا کر اپنے خاطر خواہ معنے بنالیے ہین اور اصل مطلب سے ہزارون گز دور گیا ہے ایسے کج بحث اور ہٹ دھرم کو کیا کہیے مختصر آیات بینات کے ہم وہ آیتیں لکھتے ہین جنپر زیادہ تر زور دیا جاتا ہے اور تعلق خاص سے ہین -

اول آیہ مباہلہ قولہ تعالی فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین — ترجمہ - پس بگو ایشانرا کہ بیائید با تعمد بت تا از برائے مباہلہ پسران خود و پسران شما و ما زنان خود را و شما زنان خود را و ما نزدیکان خود را و شما نزدیکان خود را بخوانید پس بعد کنیم بر کاذب خود پس بگردانیم لعنت خدا بر دروغ گویان۔

مطلب یہ ہے کہ نصرانیان نجرانی نے آنحضرتؐ سے مباہلہ چاہا کون صادق ہے کون کاذب۔ آنحضرتؐ کو خدائے جل و علی کی جانب سے حکم ہوا کہ کہو اُن نصرانیوں سے کہ تم اپنے لڑکوں کو و عورتوں کو و نزدیک تر رشتہ داروں کو لاؤ ہم اپنے لڑکوں عورتوں نزدیک تر کو لاوین اور کاذب پر لعن کرین تاکہ حق و باطل ظاہر ہو جاوے۔

پس نصرانیان نجران نے جب دیکھا کہ آنحضرتؐ معہ حضرات حسنینؑ و حضرت فاطمہؑ و حضرت علیؑ میدان امتحان میں تشریف لائے تو انکی کمر ہمت ٹوٹ گئی اور اپنے اقوال و کردار سے باز رہ کر رسالت محمدیؐ کے قائل ہو گئے۔ پس انصاف و ایمان سے کہیے کہ حضرت علیؑ رسول اللہؐ کے نفس بحکم خدا قرار پائے اور انفسنا میں شامل ہوئے یا کسی غیر کو یہ رتبہ ملا۔ اسمین تو جوہر کج فہم نے بھی سکوت کیا ہے ورنہ کیا عجب کہہ دیتے کہ صحیح اصحابنا و اصحابکم وازواجنا وازواجکم وانصارنا وانصارکم تھا شیعوں نے تحریف کیا ہو۔

جو ہر کہتے ہیں ملا کاشانی کی تفسیر ہے۔ اسقف کہ از جملہ احبار بود گفت اے قوم اگر دید محمد با ہمہ اصحاب خود بیرون آید ہیچ اندیشہ نکنید و با او مباہلہ نمائید کہ او بر حق نیست و اگر با خواص و اقربائے خود بیرون آید از مباہلہ وے حذر کنید۔

ملا صاحب کے قول سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ معاذ اللہ رسول خدا کوئی چیز نہ تھے بلکہ حضرت کے خواص و اقربائے یعنی امام المشارق و المغارب علی ابن ابیطالب وہ قوت

اسد اللّٰہی و ہیبت و سطوت رکھتے تھے جن کے طفیل میں حضرت رسول خدا نجرانیوں پر غالب ہوئے ۔

جواب ۔ یہ اسقف نجرانی سے پوچھو کہ اس نے کیوں ایسا کہا ۔ ملّا صاحب اس کا قول نقل کرنے میں خود نہیں تھکتے ۔ رسول خدا سب کچھ تھے مگر اس مقام امتحان و ظہور حق و باطل میں ضرور ہے ۔ امام المشارق والمغارب و حضرت حسنین و حضرت فاطمہ کی شرکت فی النبوت لازمی تھی تب ہی تو خدائے دانندہ و بینندہ نے ان کے ہمراہ لیجانے کو ارشاد فرمایا ۔ اگر صرف رسول خدا ہی کی تشریف لیجانے و بذات خود مباہلہ کرنے سے کام نکل جاتا تو ابنائنا و نسائنا و انفسنا نہ فرماتا پس معلوم ہوا کہ بغیر ہمراہی ان حضرات کے مباہلہ غیر ممکن تھا ۔ اور سچ ہے قوت اسد الٰہی و ہیبت و سطوت ہی کو دیکھ کر نجرانی مباہلہ سے باز رہے ورنہ ہزار جنگ سے فرار کرنے والے ساتھ ہوتے تو کیا ہو سکتا تھا اسی لیئے اسقف نے اپنی قوم سے کہا کہ اگر محمد با ہمہ اصحاب خود بیرون آید ہیچ اندیشہ مکنید کیونکہ انکی اصل سے وہ خوب واقف تھا ۔

**قولہ** اگر جناب امیر رسول خدا کے ہمراہ نہ ہوتے تو توبہ توبہ خدا بھی عرش سے اتر آتا ہرگز رسول اللہ نجرانیوں پر کامیاب نہ ہوتے ۔

**اقول** جب ید اللہ اسد اللہ عین اللہ رسول خدا کے ہمراہ تھے تو خدا کے آنے کی کیا ضرورت تھی انہیں کو انفسنا فرما کر ساتھ کر دیا اور نجرانیوں پر کامیابی ہو لی ۔

**قولہ** اگر اپنے اصحاب کو ہمراہ لیجاتے تو حضرت بالکل ہی دائرہ رسالت سے خارج کر دیئے جاتے ۔

**اقول** خلاف حکم خدا اصحاب کو کیوں ہمراہ لیجاتے کیا انبیا علیہم السلام خلاف مرضی خدا ایسے امور میں اپنی رائے کو دخل دیتے ہیں ۔

**قولہ** خیر تو یہی گزری کہ جناب ولایت مآب مشکلکشائے دو جہان حضرت کے ساتھ تھے ہمبر گز کسی کی طاقت نہ تھی کہ کوئی نجرانی حضرت سے آنکھ ملائے یا میدان مباہلہ مین آئے

**اقول** اس مین کیا شک ہے خدا نے ایسے ہی مشکل کے کامون مین مولائے دو جہان کو مشکلکشا کا خطاب عطا فرمایا ہے — تم نے دیکھا کسی نجرانی نے آنکھ ملائی یا میدان مباہلہ مین کوئی آیا نور کے مقابلہ مین ناریون کی کیا انبساط۔

**قولہ** چنین ہذیان۔

**اقول** تمہارے سلف نے رسول اللہ کو اس لفظ سے یاد کیا تم ملا صاحب کو کہتے ہو کچھ تعجب نہین بیشک سپوت ہو اپنے آبا و اجداد کی سنت ادا کیے جاؤ۔

**قولہ** اگر یہی فرض کیا جاوے کہ حضرت رسول خدا جناب امیر ہی کی بدولت غالب ہوئے تو بھی اس سے زیادہ فائدہ حاصل نہین ہو سکتا کہ مباہلہ مین چند نصرانی نجران کے مغلوب ہوئے۔

**اقول** دین حق جاری کرنے کو اس سے زیادہ فائدہ ممکن ہی نہین اور یہی بنیاد حقیقت اسلام ہے ورنہ مار دھاڑ لوٹ کھسوٹ سے کیا ہوتا ہے انسان کا دل ایسے ہی حقائق و دقائق کو پسند کرتا ہے اور بہ رجوع قلب دین خدا مین داخل ہونے کو اپنی سعادت سمجھتا ہے اصل جہاد یہی ہے خدا کی وحدانیت رسول اللہ کی رسالت کا لطف انہین باتون مین آتا ہے۔

**قولہ** تفسیر آیہ مباہلہ مین ملا صاحب تحریر فرماتے ہین پس ازینجا معلوم شد کہ خلیفہ رسول بعد از پیغمبر بغیر از علی کسے نیست بھلا کہان آیہ مباہلہ اور کہان خلافت کا معاملہ۔

**اقول** ملا صاحب کا فرمانا بہت درست ہے جو کہ ہم النفس ایسے امور دینی مین رسول اللہ کا نفس و نزدیک تر قرابت دار بحکم خدا قرار پاوے اُس کے مقابلہ مین اذل بطن قریش کو کیا منصب خلافت ہے اور کون احمق حق و باطل مین نور و ظلمت مین فرق نہ کریگا۔

**قولہ** اگر تمام روئے زمین کے شیعہ جمع ہو کر آیہ مباہلہ میں کوئی لفظ ایسا دکھا دیں جس سے جناب امیر مصداق خلافت سمجھے جاویں تو شاید ملا صاحب کے دعوے کی بھی اہل سنت تکذیب نہ کر سکیں۔

**اقول** الحمد للہ روئے زمین شیعوں کے قدوم فیض لزوم سے مزین و مملو ہے۔ اگر آنکھیں ہیں تو دیکھو لفظ انفسنا اس سے زیادہ استحقاق خلافت کا لفظ نہ پیدا ہوا ہے نہ ہو جب جناب امیر ہمدم و ہمنفس رسول اللہ کے ہوئے پھر خلافت کیسی جملہ امور دینی و دنیاوی پر بعد رسول اللہ کے بغیر تصرف ہو گئے اسی لیے آنحضرت نے فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔

دوسری آیت اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ علیہ الی آخرہ ترجمہ بیرون کردند او را کافران از مکہ در حالیکہ دوم دو بود پیغمبر با رفیق خود الفت اندوہ مکن بدرستیکہ خدائے با ماست و نازل شد سکینہ اس کا یہ مطلب ہے کہ رسول اللہ کو کافروں نے مکہ سے نکالا آپ کے ساتھ ایک دوسرا تھا جس سے آپ نے فرمایا مت حزن کر ہمارے ساتھ خدا ہے پس نازل کی خدا نے تسلی اپنے رسول پر اس بات پر تمام اتفاق ہے کہ رسول خدا کے ہمراہ ابوبکر غار میں تھے یہی مراد ہے خدا کے فرمان کی کہ تھا دوسرا دو کا۔ ابوبکر نے گریہ وزاری شروع کی رسول اللہ نے فرمایا مت حزن کر ہمارے ساتھ خدا ہے اسی پر سکینہ کا نزول ہے یعنی خدا نے تسلی دی۔ غار کی کیفیت و بستر رسالت پر آرام فرمانے کی حقیقت ہم پہلے لکھ چکے ہیں ناظرین پھر ملاحظہ فرمالیں۔

بموجب آیہ کریمہ ابوبکر کے یار غار ہونے مصاحب رسول اللہ ہونے خلافت پانے کے لیے

استدلال کیا جاتا ہے۔

اصاحبہ پر بڑا زور لگایا جاتا ہے کہ ابوبکر کو خدا نے صاحب رسول خدا قرار دیا ہے اور فانزل اللہ سکینتہ علیہ پر کہ خدا نے ابوبکر پر سکینہ نازل کیا۔

ہم کہتے ہیں صاحب السجن حضرت یوسف کے ہمراہ جو مصر کے جیلخانہ میں قیدی تھے اُنکو بھی کہا گیا ہے اور بھی اکثر مقام پر صاحب و صاحبہ ہمراہی کے واسطے استعمال ہوا ہے گو وہ کیسا ہی مسلمان ہو یا کافر وغیرہ پھر اس لفظ پر کیا ناز ہے عربی کا محاورہ ہے کہ ہمراہ رہنے والے پاس بیٹھنے والے وغیرہ کو صاحب یا صاحبہ کہتے ہیں۔ سکینہ کا نزول گو کہ رسول اللہ پر باجماع فریقین ثابت ہے مگر خیر ہم نے قبول کر لیا کہ ابوبکر ہی پر سکینہ نازل ہوا پھر اس میں کیا فخر بہت لوگ روتے پیٹتے اضطراب و قلق ظاہر کرتے ہیں آخر کو خدا اُنکو تشفی و تسکین کر دیتا ہے ثبوت یہ کہ انکا غم و رنج مبدل العیش و عشرت ہو جاتا ہے یہی خدا کا سکینہ ہے کہ قلب کو تسکین ہو جاتی ہے۔ پس جب ابوبکر روتے پیٹتے تھے اور رسول اللہ کے بس فرمانے پر بھی کہ مت رو خدا ہمارے ساتھ ہے صبر و سکوت نہ کیا تو خدا نے اُن کے قلب کو سکون بخشا۔ مگر خرابی تو یہ ہے کہ باوصف ہمراہی رسول اللہ و باوجود شدید کی غار و نزول سکینہ خدا و رسول پھر بھی خوف کم نہ ہوا اور مدینہ جانے ہوئے سوار کو پیچھے آتے دیکھکر رو دیئے واللہ اعلم کس دل کے انسان تھے کہ ہزار سمجھاؤ اضطراب و قلق جاتا ہی نہیں۔ پس ایسے شخص کو ایسے افعال پر اگر استحقاق خلافت قرار دیا جاوے تو تجر کور باطنی و جہالت ام جاہلیت اور کیا سمجھا جاوے۔

تیسرا سوال سائل اگر ایسی حدیث صحیح نہیں ہے تو اس امر کو آنحضرت نے کیوں نہ سمجھا کیوں صاف طور سے کیوں نہیں فرمایا کہ میرے بعد فلان اُن کے بعد فلان بعد دیگرے

خلیفہ ہونگے جیسا کہ وقوع میں آیا۔

جو ہم خود فراموش حدیث خلافت و شورہ سے توبہ کرکے اب تغیر رنگ لاتے ہیں ایک حدیث پیش کرتے ہیں کہ خلافت ابوبکر وغیرہ تقدیری امور ہیں ۔ ترجمہ حدیث روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسول خدا نے جھگڑے آدمؑ اور موسیٰ نزدیک پروردگار اپنے کے یعنی عالم روحانی میں پس غالب آئے آدمؑ موسیٰ پر کہا موسیٰ نے تم آدمؑ ہو کہ پیدا کیا تم کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے اور پھونکی بیچ تمہارے روح اپنی یعنی روح پیدا کی ہوئی اپنی اور سجدہ کروایا واسطے تمہارے فرشتوں اپنے سے اور رکھا تم کو بیچ جنت اپنے کے پھر اتارا تم نے آدمیوں کو ساتھ گناہ اپنے کے طرف زمین کے یعنے اگر گناہ نہ کرتے کیوں زمین پر آتے اور اولاد میں دنیا پھیلتی ۔ کہا آدمؑ نے تم وہ موسیٰ ہو کہ برگزیدہ کیا تم کو اللہ نے ساتھ پیغامبری اپنی کے اور ساتھ کلام اپنے کے اور دیں تم کو تختیاں کہ بیچ اُن کے بیان ہر ہر چیز کا اور نزدیک کیا تم کو سرگوشی کرنے کو پس کیا تھا کتنی مدت کے پایا تم نے اللہ کو کہ لکھی توریت پہلے پیدا ہونے میرے کے کہا موسیٰ نے چالیس برس پہلے ۔ کہا آدمؑ نے پس کیا پایا تم نے بیچ اُس کے مضمون اس آیت کا نافرمانی کی آدم نے رب اپنے کی پس بہکا ۔ کہا کہ ہاں کہا آدم نے کیا پھر ملامت کرتے ہو تم مجھ کو اس پر کہ کروں میں وہ عمل کہ لکھا ہے اس کو اللہ نے مجھ پر کرنا اس کا پہلے پیدا کرنے میرے کے چالیس برس فرمایا پیغمبرؐ نے پس غالب آئے آدمؑ موسیٰ پر ۔ روایت کی یہ مسلم نے ۔ دیکھو شیعو نوشتہ تقدیر برحق ہے اُس کے خلاف نہ کوئی نبی کر سکتا ہے نہ کوئی ولی جس طرح سے خلاق اکبر نے حضرت آدمؑ سے پیشتر چالیس برس تقدیر میں لکھ دیا تھا کہ آدمؑ دنیا میں بھیجے جائینگے اُن کی اولاد سے تمام روئے زمین میں بموجب زینت الارض من الناس کے

آبادان و معمور ہوگی اسی طرح جیسے حضرت صدیق اکبر بعد اُن کے درجہ بدرجہ سلسلہ خلافت قایم رہے گا ۔ دیکھو شیعو تقدیر حق ہو کر نہین اگر حق ہے تو نزاع خلافت کیسی ۔

کیون جوہر صاحب یہ وہی ابی ہریرہ ہین جن کو خلیفہ ثانی نے منع کیا تھا کہ جناب رسالتمآب کی حدیثین نہ بیان کیا کرو ورنہ جلا وطنی کی سزا ملیگی اور دوس کے پہاڑون پر پہونچا دیے جاؤ گے بلکہ شاید اسی کی کسر نکالی کہ غلبہ مال بحرین کا حیلہ لگا کر ابوہریرہ کو اتنے کوڑے مارے کہ بیچارے کی پشت خون سے تر ہو گئی ۔ دیکھو تاریخ ابن کثیر شامی ص ۹۵ و کتاب العقد ص ۲۵ ۔ پس ایسے محدث کا کیا اعتبار جسے خلیفہ ثانی نے جھوٹا کر دیا اور واقعی یہ حدیث کیا ہے ۔ انبیا علیہم السلام کا جھگڑا العوذ باللہ کنجڑے قصابون کی سی لڑائی کہ ایک دوسرے پر خلاف شان و منزلت اتہام و الزام قایم کرتا ہے ۔ حضرت موسیٰ نے اپنی جد امجد آدم ابو البشر پر یہ الزام لگا دین کہ تمہاری ہی جانب سے گناہون کی بنیاد قایم ہوئی ادھر حضرت آدم کا یہ عذر کہ جو کچھ ہوا خدا کی جانب سے میرا اس مین کیا قصور نعوذ باللہ انھون نے خدا ہی کو قصوروار ٹھرایا کہ جو خدا نے چالیس برس پیشتر تقدیر مین لکھ دیا تھا اُس پر مین نے عمل کیا ۔

پس معلوم ہوا کہ جو کچھ ہوتا ہے خدا ہی کے حکم سے لہٰذا ابتدائے آدم تا ایندم نہ کوئی گنہگار ہے نہ قصوروار ۔ جزا و سزا بہشت دوزخ برا بھلا نیکی بدی سب ندارد شیطان ہامان شداد نمرود فرعون وغیرہ نے جو کیا خدا نے تقدیر مین لکھ دیا تھا اُن کا کیا قصور صالح و طالح مسلمان و مشرک سب برابر ہو گئے ۔ ہان خوب یاد آیا اسی تقریر حق پر ابو حنیفہ نے فرمایا ہے کہ ابوبکر و ابلیس کا ایمان برابر ہے

چلو قصہ تمام ہوا نہ کچھ نزاع باقی رہی نہ کوئی جھگڑا - دیکھو شیعہ بھی بے تقصیر ٹھہرے جس طرح ابو بکر کی تقدیر میں ہزارہا برس پیشتر خلافت لکھی تھی اُسی طرح شیعوں کی تقدیر میں بھی لاکھوں برس پہلے لکھ دیا گیا تھا کہ وہ ابو بکر کو خلیفہ نہ سمجھیں گے اور انکو غاصب وخائن وخاسر کہا کرینگے اب ناراضی کی کوئی وجہ نہ رہی -

اور کیوں میاں جو ہر قائل تقدیر برحق جبکہ حضرت آدم نے خدا ہی پر اپنی نافرمانی کا الزام رکھ دیا اور خود بری ہو گئے تو تین سو برس تک گریہ وزاری وتوبہ استغفار کیوں کرتے رہے اور ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین - کیوں کہا جس کے معنے یہ ہیں کہ اے رب میرے میں نے ظلم کیا اپنے نفس پر یعنے گنہگار ہوا تو مجھے بخشدے اور رحم کر میں گناہ کرنے والوں سے ہوں -

**قولہ** اگر مثل دیدار خدا تقدیر سے بھی انکار کرتے ہو تو دوسرا جواب لیجئے -

**اقول** بیشک ہم دونوں باتوں کا انکار کرتے ہیں اور اُس خدا کو ہم اپنا خدا نہیں جانتے ہیں جو سب کچھ خود ہی کرے مگر انسان کو قصور وار ٹھہرائے اور مثل انسان مجسم ہو کر اپنا دیدار دکھائے -

**قولہ** خدا تعالے نے حضرت رسول خدا کو جن احکام شرعیہ کی تبلیغ پر مامور فرمایا اُن کی تعمیل میں آپنے ڈھیل نہیں کی -

**اقول** بیشک ایسا ہی ہوا خلافت وجانشینی وتحفظ اسلام وایمان پہلا رکن شرعیہ ہی اُس کا انتظام والتزام خدا پر لازمی امر تھا جیسا امر رسالت -

**قولہ** جن معاملات میں حکم مفصل ہوتا تھا اُن کی تبلیغ مفصل کی جن میں مجمل حکم ہوا اُس کی تبلیغ بھی مجمل کی -

**اقول** مفصل و مجمل کی شرح لکھنی تھی امور شرعیہ مفصل ہے پہونچا دئے جاتے ہیں مجمل جس سے دین خدا کا کارخانہ درہم برہم ہونے کا احتمال تھا۔

**قولہ** بعض مقامات میں حضرت سکوت فرماتے ہیں۔ مثلاً قیامت کا حال۔

**اقول** بے شبہہ اس کا علم خدا ہی کو ہے مگر آثار قیامت و حشر و نشر و بہشت و دوزخ نکوکار و بدکار کی جزا و سزا وغیرہ سب کچھ حضرت نے مفصل بیان کر دیا پس اسی سے قیامت کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔

**قولہ** پس یہ سوال بھی حضرات شیعہ بسبب انحراف باطنی نسبت ما ینطق عن الھویٰ کی افترا ہے اور طنز کہ حضرت نے کیوں اس امر کو مجمل رکھا مفصل کیوں نہ بیان کیا۔

**اقول** حضرات شیعہ کا ایمان ہے کہ آنحضرت نے خلافت و جانشینی بعد اپنے بحکم خدا جناب امیر کو بروز خم غدیر بخشی اور مفصل بیان کر دیا ہرگز مجمل و مبہم نہ رکھا کیونکہ تبلیغ رسالت اسی پر منحصر تھی۔ تم مجمل کہتے ہو اس لئے ہم پوچھتے ہیں کہ اس رکن دین مبین کیوں مجمل رکھا گیا اور کیوں نہ مفصل بیان ہوا۔

**قولہ** چند آیات قرآن پاک کی جو صریحاً خلافت بلا فصل حضرت صدیق اکبر پر بطریق حکم مجمل ہیں کو دانایان با انصاف مفصل قیاس کریں دکھائی جائیں۔

**اقول** بسم اللہ مگر وہ ہی مجمل جو ساقط الاعتبار ہے پھر کیا فائدہ بلا فصل کو ہوگا۔

**قولہ** اول آیت والسابقون الاولون من المهاجرین والانصار الیٰ آخرہ

دوسری آیت محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار الیٰ آخرہ

آیت سوئم اذ اخرجہ الذین الاٰیہ الخ و آیہ غار۔

**اقول** پہلی آیت میں مہاجرین و انصار دونوں شریک ہیں کسی کی خصوصیت نہیں کہ یہ باشند پہلے ایمان لایا یا پیچھے سب کی تعریف ہے۔ مگر ہاں یہ البتہ ہے کہ جنہوں نے ابتدائے زمانہ رسالت میں اسلام قبول کیا اگر آیہ میں سب سے پیشتر ایمان لانا کہا جاتا تو خاص بات پیدا ہوتی۔ مگر جبکہ انصار بھی شامل ہیں جو عرصہ کے بعد ایمان لائے تو کوئی خصوصیت نہ رہی کیونکہ مہاجر مکہ کے لوگ ہیں اور انصار مدینہ کے۔ جوہر نافہم کہتے ہیں کہ اس میں کوئی اشتبہ نہیں کہ ابوبکر کو جملہ سابقین پر ترجیح صریح ہے کیونکہ آپ سب سے پہلے ایمان لائے۔

ہم کہتے ہیں ایمان لانے کا تو ذکر ہی نہیں پہلے ہو یا بعد اول گروہ مہاجر و انصار کی نسبت آیہ میں صاف صاف بیان ہے جس میں سب شامل ہو گئے ایک دوسرے پر ترجیح صریح نہیں ہو سکتی تم اپنے تخیلات فاسدہ سے جو چاہو بکو۔ پس ایسی عام تعریف سے اور خلافت سے کیا تعلق۔ اگر اس آیہ سے خلافت ہی مراد ہوتی تو خیر ابوبکر کو بوجہ سابق الاسلام ہونے کے خلافت ملی بعد ازاں انصار بھی تو مستحق تھے کیونکہ من المہاجرین والانصار خدا نے فرمایا ہے پس دونوں کا پلہ برابر رہا ترجیح و تفضیل کسی کو نہیں ہے۔ اسی لئے تو بیچارے انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں روتے چلاتے رہے کہ ایک مہاجر ایک انصار امیر ہو مگر یاروں کا جوڑ توڑ چرب زبانی لسانی اُن سے کہا گیا کہ قریش کی نسبت امیری کی نسبت ہے وہ سادہ لوح خاموش ہو رہے۔

جوہر نادان نے مجمع البیان میں ابوبکر کا پہلے ایمان لانا اور ملا فتح اللہ کاشانی کے قول سے جناب امیر کو سابق الاسلام ہونا لکھا ہے گو کہ مجمع البیان میں وہ فقرہ نہیں ہے مگر

خیر اگر تسلیم بھی کر لیا جاوے تو امر متنازعہ فیہ ظہور کہ شیعہ جناب امیرؑ کو سنی ابوبکر کو سابق الاسلام کہتے ہین بکار آمد نہین تو سبقت عام ہے خاص نہین جسمین انصار بھی داخل ہین پس یہ آیہ کریمہ ابوبکر کو خلیفہ بلا فصل یا با فصل نہین بنا سکتا۔

دوسری آیت اشداء علی الکفار یہ بھی مشترک ہے حصہ لعصیب سب مہاجر و انصار اس مین شامل ہین کسی کی خصوصیت نہین ہان اگر خاص فعل ابوبکر کا ارادہ قتل پدر کافر و باز رکھنا رسول اللہ کا جسے جوہر نے اشداء علی الکفار سے قرار دیا ہے سمجھا جاوے تو یہ دوسری بات ہے مگر بمقابلہ اُن کے جنھون نے بدر مین خندق مین حنین مین خیبر مین احد مین اور کل غزوات مین صدہا کافرون کو فی النار کیا اور عمر ابن عبدود و مرحب و حارث سے پہلوانون کو خاک مین ملا دیا معلوم نہین یہ ارادہ قتل پدر ارباب دانش و صاحب بینش کی نظر مین کہانتک وزن رکھے گا ہم تو بیکار کرتے ہین صرف بنسبت خاکپاے امام پاک - بہر کیف یہ آیہ کریمہ بھی خلافت کو فائدہ نہین پہونچا سکتا تیسری آیت اگر کا شان نزول ہم پہلے لکھ آئے ہین پھر ایک نظر دیکھ لو۔

اب ان آیات سے بھی جوہر نے قطع تعلق کر کے وہ حدیث خواب جناب رسولؐ مقبول زبانی آسی ابوہریرہ کے لکھی ہے جسمین کنوئین سے پانی کھینچنا اونٹون کو پلانا ترتیب خلافت مین ہے اسے بھی ہم پہلے لکھ چکے ہین باب خلافت مین -

اب جوہر نافہم لکھتے ہین مجمع البحرین نہایت ہی معتبر کتاب شیعہ مین مرقوم ہے کہ جناب امیرؑ نے حضرت رسول خداؐ سے سنا تھا کہ خلافت بلا فصل حق حضرت صدیق کا ہے بعد ازان عمر فاروق و عثمان غنی و علی ابن ابی طالب چنانچہ حضرت امام رضاؑ سے کتاب مذکور مین مروی ہے اور وہ راوی ہین اپنے آبائے کرام سے اس حدیث سے بخوبی خلافت

علی الترتیب ثابت ہوئی مگر یس لم کو وہی حق تصدیق کرسکتا ہے جس کو اسلام سے بہرہ کافی حاصل ہے۔ نہ وہ کہ محض تعصب کے سبب سے غافل ہے۔

جواب۔ کیون جوہر صاحب وہ حدیث حضرت امام رضا کی کہان ہے۔ اگر مجمع البحرین مین ہے تو اُسے تم نے اپنے رسالہ مین نقل کیون نہین کیا اسکا کیا سبب ہے صرف یہہ کہدینا کہ فلان کتاب مین فلان صاحب نے ایسا فرمایا کافی نہین جب تک حدیث یا قول بلفظہ بزبان ہو اور بجنسہٖ نقل اُسکی نہ درج کیجاوے ایسا تو ہم بھی لکھ سکتے ہین کہ مشکوٰۃ مین عبداللہ ابن عمر نے روایت کی ہے کہ ابوبکر و عمر و عثمان غاصب خلافت رسولؐ ہین پہر اس سے کیا فائدہ۔

مجمع البحرین ایک کتاب ہے حال کی تصنیف جس مین شیعہ و سنی کی احادیث نقل کی گئی ہین اور اسی لیئے مجمع البحرین اُسکا نام رکھا گیا ہے یہہ حدیث حضرت امام رضاؑ سے ہرگز اُسمین درج نہین ہے کہ خلافت بلافصل حق ابوبکر و عمر و عثمان ہونا آنحضرتؐ نے فرمایا اگر حق خلافت ہوتا تو آنحضرتؐ حضرت علیؑ و جملہ بنی ہاشم کو وصیت صبر و سکوت و نہ کرنے جنگ و جدال باخلفاء ثلٰثہ کیون کرتے جیسا تم نے مسئلہ خامس احقاق الحق سے تسلیم کیا ہے ہان یہہ ضرور ہے کہ آنحضرتؐ کو بے وفائی و بد اطواری و حق پوشی خلفائے ثلٰثہ کا علم تہا وقت وفات آپ نے وصیت فرمائی کہ یہہ لوگ خلافت غصب کرینگے تم سکوت و صبر کرنا اُن سے جنگ و جدال نہ کرنا ورنہ ضعفائے اسلام حقیقی تلف ہوجاینگے اور دین خدا برباد ہوگا یہہ وصیت صرف حفاظت مسلمانان ضعیف و تحفظ دین خدا کے لیئے تہی۔ جس پر حضرت علیؑ نے عمل کیا جیسا ہم پہلے لکھ آئے ہین۔

جوہر کج فہم نے حاشیہ پر ایک آیہ لکھا ہے خلاصۃ المنہج سے۔ آمنوا باللہ ورسولہ وھو الذی جعلکم خلائف الارض ورفع بعضکم فوق بعض درجات لیبلوکم فیما آتکم ان ربک سریع العقاب وانہ لغفور رحیم۔ ترجمہ۔ اے مومنان زمان خاتم الانبیا شما را خلیفہ ہائے امم گزشتہ گردانید و برداشت بعضے از شما را بر بعضے یعنی فوق درجات وآزمائش کند شما را در شکر وصبر وفقر بہ تحقیق کہ پروردگار زود عقوبت کنندہ است ناسپاسان را وآمرزندہ ومہربان است بر شاکران وصابران۔ یہہ خلاصہ تفسیر ہے۔

اس پر جوہر نافہم کہتے ہیں دیکھو شیعو ملا فتح اللہ کاشانی کا قول مفصل درباب خلافت خلفائے ثلاثہ کے کبھی تو بیدادون کی داد دیا کرو۔

جواب۔ ذادا ہے خلفائے ثلثہ سے جاہو جن کی خلافت کے بارے میں انہیں رسالہ اسرار الہدے کے صفحہ ۲۶ میں لکھتے ہو کہ خدا نے تمام کتب سماویہ میں کسی جگہ خلافت یا امامت کو منصوص من اللہ یا اصول دین نہیں فرمایا ہے بلفظہ۔

پس اس آیہ کریمہ میں خلافت خلفائے ثلثہ کہاں سے آگئی یہہ کتب سماویہ میں داخل ہے یا کتب ارضیہ میں۔

معلوم نہیں کیسی عقل کے آدمی ہو کہ صرف تین سوالوں میں ہزار ہا رنگ وروپ بھرے ہو اور مطلق نہیں سوچتے کہ ہم کہتے کیا ہیں آخر کچھ تو شرم کرنی چاہئے۔ تمہاری نیت کا عجب حال ہے جہاں لفظ خلائف الارض دیکھا فوراً رال ٹپک پڑی اور شہد کی سی مکھی خلفائے ثلثہ پر جھک پڑے۔ یہہ آیہ کریمہ انہیں انفاس قدسیہ کی شان میں ہے۔ وعد اللہ الذین آمنوا منکم جعلنا کم خلائف فی الارض کے مصداق ہیں تم ناحق داد وبیداد کرتے ہو ایسی بیہودہ فریاد کون سنتا ہے۔

اب جوہر کج فہم نے ایک خطبہ جناب امیرؑ کا وقت وفات ابوبکر بہت ہی طول و فضول لکھا ہے جس سے کتاب کے پورے آٹھ صفحے گھیر لیئے ہیں - کہ جب ابوبکر مر گئے مدینہ میں کہرام مچگیا جناب امیرؑ روتے ہوئے آئے اور نعش کے قریب کھڑے ہو کر یہہ خطبہ طولانی فرمایا جس کا خلاصہ یہہ ہے کہ ابوبکر کے سوا بعد خدا و رسولؐ دوسرا انسان نہ تھا اور دین خدا کی اشاعت و شریعت محمدی کی اصلیت انھیں کی ذات خاص پر منحصر تھی ورنہ خدا کی خدائی نہ رسول اللہ کی رسالت کچھ بھی باقی نہ رہتی - اور اسلام کی بنیاد ہی اکھڑ جاتی - ایک ایک لفظ سے اسی طرح کے اوصاف حمیدہ و صفات پسندیدہ ظاہر ہوتے ہیں -

جوہر نے اس خطبہ کو نہج البلاغت میں مرقوم ہونا لکھا ہے مگر کتاب المواقعہ ابن سمان عالم اہل سنت سے نقل کرنا تصدیق کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ نہج البلاغت سے ملالو پس ہمکو سخت تعجب ہے کہ جب نہج البلاغت میں یہہ خطبہ موجود ہے تو کتاب المواقع ابن سمان کو درمیان میں لانے کی کیا ضرورت پیش آئی اس سے وہی مثل صادق آتی ہے چور کی داڑی میں تنکا صاف یہی کیوں نہ کہدیا کہ نہج البلاغت کی نقل ہے ہم نے منہج البلاغت سے مطابق کیا ہرگز لفظ کیا عبارت کجا خطبہ ہی ندارد ہے اور اگر کچھ ہے تو بقول تمہارے صفحہ ۹۲ اسرار الہدےٰ کتب معتبرہ اہلسنت میں روشن مس کا ذرہ برابر بھی اثر نہیں نہ بروایت قوی نہ ضعیف مگر اہل تشیع کی معتبر کتب میں اس قصہ کا مذکور ہے پس اس کا بھی جواب انھیں کے ذمہ ہے اگر زبردستی بھی الزام ناحق اہل سنت کو یہ دیا جاوے کہ شواہد ملا جامی کے معجزات میں مرقوم ہے

کہ جناب امیرؑ کے لئے دو بار ردِ شمس ہوا تو اس کا جواب یہہ ہے کہ وہ شیعون کی الحاقی کارروائی ہے کسی مفتری نے موقع پاکر اپنے عقائد پر مکاید کو کتاب موصوف کی پشت پر لگا کر چھپوا دیا ہے۔

کیون جوہر صاحب اگر شیعہ بھی یہہ دعوے کرین کہ اس خطبہ کو جناب امیرؑ کی طرف منسوب کرکے کسی مردود نے نہج البلاغت مین لگا دیا اور چھپوا دیا تو آپ کے نزدیک مسموع ہوگا یا نہین کیونکہ جب آپ ردِ شمس کی روایات کو الحاقی کارروائی شیعون کی قبول کرتے ہین تو اس خطبہ کو بھی سنیون کی الحاقی کارروائی قبول کرنا فرض عین ہوگا اور ہر روایت واحادیث کی بابت جو شیعون کے اصول کے خلاف ہین یہی کارروائی تسلیم کرنی پڑے گی کہ سنیونکا جوڑ و پیوند ہے۔

اب ہم آپ سے پوچھتے ہین کہ ابوبکر کی نعش پر کس کس نے اون کی مدح وثنا مین خطبے پڑھے کیونکہ اور بھی اصحاب باصفا و یاران باوفا موجود تھے چند گھنٹے پیشتر اپنا جانشین وخلیفہ بنا چکے تھے انھون نے بھی کچہ مدح وسرائی کی اور عطیہ گران بہا کا شکر ادا کیا یا صرف جناب امیرؑ ہی کو باوصف محرومی خلافت ایسا جوش وخروش آیا کہ ابوبکر کو بعد مرنے کے فلک ہفتمین تک پہونچا دیا۔

واقعی نعش متوفی پر خطبہ خوانی وطلاقت لسانی کا یہہ نیا دستور آپ نے جاری فرمایا غضب تو یہہ ہے کہ جسے زندگی مین ہمیشہ غاصب وخائن وغیرہ فرمایا کیے اُسکے مرنے کے بعد سب ہی کچھ آپ نے لکھ ڈالا کہ اسلام مین جو کچھ تھے آپ ہی تھے باقی ہیچ۔

میان جوہر خوشنمین آو جناب امیرؑ اور ابوبکر غاصب خلافت وغیرہ کی شان مین بھ

خطبہ فرمائیں لا واللہ لا۔ آپ کے خطبات مندرجہ کتب اہل سنت دیکھو تو آنکھیں کھلیں۔

اب جوہر خود غرض لکھتے ہیں کہ اگر شیعہ اس خطبہ کی تصدیق نہ کرینگے تو گروہ اہل افراط میں داخل ہونگے جیسا نہج البلاغت میں جناب امیر نے فرمایا ہے۔ ترجمہ۔ جناب امیر نے فرمایا کہ دو گروہ میرے لئے ہلاک ہونگے ایک وہ کہ زیادتی کرے میری محبت میں اس حد تک کہ محبت میری کھینچے ناحق کی طرف دوسرا وہ کہ کمی کرے میری محبت میں اس حد تک کہ کمی محبت میری کھینچے ناحق کی طرف اور بہتر آدمیوں کا وہ ہے کہ افراط و تفریط میں برابر ہو۔ الحمد للہ یہی مذہب اہل سنت کا ہے۔
اس قول میں جناب امیر نے تین گروہ کے عقاید بیان فرمائے ہیں اہل افراط سے مراد روافض اہل تفریط سے خوارج اہل توسط سے اہل سنت ہیں کہ عدد حب علیؑ و سنی کی مساوی ہیں۔

جواب۔ عدد مساوی ہونا اگر دیکھنا ہو تو ایک چھوٹی سی مثنوی برق لامع ہے اسے دیکھو تب معلوم ہو کہ کس کے عدد کس سے مساوی ہیں پہلے ابوبکر و عمر عثمان کے عدد اپنی حب سے مساوی کرو پھر حضرت علیؑ کی حب سے سنی کو مساوی کرنا۔ کیونکہ حب نمبروار چاہیے اور اگر واقعی حب علیؑ و سنی کے عدد مساوی سمجھ کر ایمان سے بہرہ رکھتے ہو تو غیروں کا تعویز حب گلے سے اتار پھینکو کیونکہ ایک دل میں دوستی و دشمنی جمع نہیں ہوتی۔
ہم سے سنو اہل افراط سے مراد ہیں نصیری جو علیؑ کو اللہ کہتے ہیں اور اہل تفریط میں اہل سنت جو حضرت علیؑ کی شان و منزلت گھٹا کر چوتھا خلیفہ قرار دیتے ہیں۔ متوسط

اہل حق مین جو بعد رسول اللہ حضرت علیؑ کو افضل البشر خیر البشر امام البشر سمجھتے ہین ۔ خدا اور رسولؐ نے جو اُن کے حق مین فرمایا اُس پر ایمان رکھتے ہین ۔ تم نے ایک قول سنا ہوگا جو زبان زد خاص و عام ہے ۔ حضرت علیؑ کو ایک فرقہ نے یہانتک بڑہایا کہ خدا کہدیا ۔ دوسرے فرقے نے یہانتک گھٹایا کہ خلیفہ چہارم مانا ۔ ابو بکر وغیرہ کو ایک فرقے نے ایسا بڑہایا کہ بعد رسول اللہ خلیفہ سمجھا دوسرے فرقے نے ایسا گھٹایا کہ منافق و غاصب و خائن بلکہ کافر کہا پس اسی پر مدارج و مراتب فضائل کا قیاس کر لو دیکھو کسکا پلہ بھاری ہے زمین و آسمان کا فرق دکھائی دیگا ۔

اب جو ہر کج فہم اہل ٹٹو نے لکھا ہے کہ شیعون کے جملہ سوالات واہیات تین قسم پر منقسم ہوا کرتے ہین اول جن آیات و احادیث کو اہل سنت درباب فضیلت جناب امیر خلیفہ برحق علی الترتیب بجواب نواصب و خوارج تحریر کرتے ہین اہل تشیع بلا سمجھے معنی اور مطلب بمقابلہ اہل سنت پیش کر کے حجت لاطائل لاتے ہین ۔ دوم جو دلائل معقول اہل سنت درباب خلافت حقہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بمقابلہ اہل تفریط خوارج و نواصب پیش کرتے ہین اُنھین کو اہل تشیع اہل سنت پر حجت لا یعنی لاتے ہین ۔ سوم اہل تشیع جتنی روایات واہیات مثل کرامات بعید از عقل و نقل دربارہ خلافت بلا فصل جناب امیر کے پیش کرتے ہین وہ جزو کل موضوعات و مخترعات رؤسا و علمائے فرقہ سبائیہ سے ہوا کرتے ہین اہل سنت کی کتب معتبرہ مین اُن کا کچھ ذکر نہین اہل سنت کو اُن کی کید عظیم سے بچنا چاہیئے ۔

جواب - نواصب وخوارج تم ایسے اہل سنت سب ایک ہی گھاٹ کے پانی پیئے ہو عوارض خلقی مین کچھ فرق نہین سگ زرد برادر شغال اخوان الشیاطین -

شیعہ اہل حق سب کو برابر سمجھتے ہین نواصب اور خوارج حضرت علیؑ کو جائز الخطا اور غیر معصوم سمجھتے ہین اور تم بھی پس تم مین اُن مین کیا فرق رہا لہذا تم سب کے لیئے ایک ہی جواب دیا جاتا ہے - آیات سے احادیث سے اقوال مختلفہ سے -

ہان جو اہل سنت تفضیلیہ وغیرہ حق و باطل مین تمیز کرنے والے ہین وہ علحدہ ہین نہ تم سے سنی نہ ہم سے شیعہ پس اُن کی جانب ہمارا روئے خطاب نہین ہے - افسوس ہے تم اب تک اہل سنت کے گروہ مین اپنے کو سمجھتے ہو لا واللہ لا اس قول سابق مین تم نے حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ لکھا ہے یہ صرف تمہارا کید عظیم ہے ورنہ تمام کتاب دیکھو ادنے ادنے صحابی وغیرہ کو حضرت کے لفظ سے مخاطب کیا ہے مگر حضرت علیؑ کو جناب امیر کے سوا کہین حضرت سے مناسبت نہین دی -

شیعہ اہل حق کی کتب مناظرہ دیکھو جسقدر حدیثین رد و اثبات خلافت بلافصل حضرت علیؑ مین پیش کرتے ہین کل ہم صحاح اہل سنت سے کبھی کوئی حدیث کوئی [illegible] اپنے یہان کی کتابون کی نہین لکھتے اور لطف یہی ہے کہ دروغ گو را تا بدر باید رسانید اسی مختصر رسالہ کو دیکھ لو کوئی قول کوئی روایت اپنی کتاب کی ہم نے نہین لکھی برخلاف تمہارے کہ تم نے روضۃ الصفا پر جو ایک مورخ سنی المذہب کی تاریخ ہے اپنی کائنات حصر کی اور اسی کو سرمایہ حیات سمجھکر اول جلول بکنے لگے اب تک کسی سنی نے روضۃ الصفا کو شیعہ کی کتاب نہین کہا نہ اس کی روایات بے سروپا افسانے پر لحاظ کیا مگر چونکہ تمہارا ظرف اتنا ہی ہے پس اسی تاریخ کو لے بیٹھے اور لگے اناپ

شتاپ بکنے۔ بھلا مناظرہ مین تاریخ کی کہان گنجائش اور اُس کا کیا اعتبار مگر خیر اگر فریق ثانی کی بھی تاریخ ہو تو کچھ وقعت ہو سکتی ہے نہ کہ اپنے ہی مذہب کی تاریخ بر بنائے مذہب حجت کرو۔ اب تم کو چاہیے کہ کسی سے دریافت کرو مصنف روضۃ الصفا سنی ہے یا شیعہ اور اگر تم کو عقل ہو تو خود ہی اُس کی تحریر تعصب آمیز پر خیال کر سکتے ہو کہ کوئی عالم یا مورخ شیعہ کا ایسی روایات و افسانے خلاف عقل و نقل کہے گا۔

معجزات و کرامات حضرت علیؑ و ائمہ علیہم الصلوٰۃ والسلام اہل سنت کی صدہا کتابون مین ہزارہا درج ہین اُن کو تمہین موضوعات و مخترعات سمجھو اور اہل سنت کیون منکر ہونگے بحمد اللہ بقول تمہارے کارروائی الحاقی شیعون کی ہو گی۔

کیون صاحب عمر خطاب کی کرامات تو سند رجر دلائل النبوۃ اور مالک موطا و اخبار مشہورہ تسلیم کیے جاوین اور حضرت علیؑ کے معجزات موضوعات سمجھے جاوین مصرع بربن عقل و دانش بباید گریست۔

اصل یہ ہے کہ تم شیعہ سے سنی کیا ہوئے اسلام و ایمان کو رخصت کر دیا اور تمام کتب اہل سنت پر پانی پھیر دیا ۵ بدنام کنندہ نکو نامے چند۔

دیکھو مختصر فتوحات مکیہ شعرانی نے لکھا ہے محی الدین عربی کی دختر یکسالہ نے ان مسائل سخت کا جواب دیا جس مین خلیفہ دوم سا عالم و مجتہد حیران رہا ظرہ یہ کہ وہ دختر جس زمانہ مین اپنی مادر کے شکم مین تھی اُس کی ماں کو چھینک آئی الحمد للہ کہا تو اندرون شکم سے یرحمک اللہ کی آواز آئی حاضرین نے سنا۔ جناب اثیر منظم العجائب والغرائب

کے معجزات وکرامات کا بھی انکار اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ۔

اب جو ہم نے اپنے ہم مشربوں نواصب کے ہم زبان ہوکر چند اعتراضات حضرت علیؑ کے حال وقال پر کیے ہیں اور کسی کتاب سے دیکھکر ٹوٹے پھوٹے جواب بھی اہل سنت کی طرف سے دیئے ہیں اور شیعوں سے طالب سوال ہیں ۔

خود ہی کہتے ہیں کہ شریف مرتضیٰ علیہ الرحمہ نے تنزیہ الانبیاء میں ان سوالات کے جواب خراب لکھے ہیں ۔ چہ خوش تیرہ سو برس بعد ان اعتراضات کے جواب آپ نے لکھے ورنہ کسی سے ان کے جواب کیوں دیئے گئے بلکہ غیر ممکن تھے ۔

سبحان اللہ یہ اعتراض ایسے ہی ہیں جن کے جوابات سوائے آپ کے اتنی مدت تک کسی سے ہوئے ہی نہیں ۔

کتابیں دیکھو ایک ایک سوال کے سو سو جواب دیئے گئے ہیں تنزیہ الانبیاء میں جو جواب درج ہیں ان سے بڑھ کر ممکن ہی نہیں ۔ جناب علم الہدیٰ نے اعجاز اسد اللہی دکھایا ہے اور نواصب مردود وملعون کو قعر جہنم تک پہونچایا ہے تم کیا سمجھو کیا پدی کیا پدی کا شوربہ تم کو علمائے فریقین کے کلام کی کیا قدر اور کرم مولوی جہانگیر خان شکوہ آبادی نے لکھا ہے کہ منشی صاحب نے حق تالیف اسرار الہدیٰ مجھے دیا ہے بس اگر تم کو کچھ بھی غیرت کا مادہ ہوتا تو منشی کیوں کہلاتے خدا کی شان لکھے پڑھے نام محمد فاضل

خلاصہ یہ کہ ان اعتراضات شیطانی کے صدہا جواب ہو چکے ہیں جسے دیکھنا منظور ہو تنزیہ الانبیاء وغیرہ میں دیکھ لے اور ہم کو معلوم ہے کہ ایک صاحب ذی علم اسرار الہدیٰ کا اور جواب لکھ رہے ہیں منتظر باید بود ۔

ہماری اِس مختصر تحریر مین اِسقدر گنجایش نہین اور تفصیل حاصل بھی ہے۔

ہزار ہا برس سے مناظرہ کا میدان وسیع ہو رہا ہے مخالف نے ایک سوال کیا اہل حق کی جانب سے جواب دئے گئے اب تک کوئی کتاب کوئی رسالہ کوئی قول اہلسنت کا ایسا نہین جس کے دندان شکن جواب نہو گئے ہون بس اِن اعتراضات مردود و سطر و دکی کیا بساط ہے۔

دہریئے خدا کے وجود کا سوال کرتے ہین۔

نیچریئے وجود شیطان و فرشتگان مقربین کے قائل نہین۔ حضرت عیسےٰ کو بے باپکا پیدا ہونا نہین خیال کرتے۔

یہودی نعوذ باللہ منہا حضرت عیسےٰ کی شان مین کیا کیا کفر بکتے ہین۔ عیسائی آنحضرت کی رسالت و نبوت مین نعوذ باللہ منہا داغ لگاتے ہین انواع اقسام کے اتہام و الزام قایم کرتے ہین۔

وہابی حضرت رسول اللہ کو معاذ اللہ منہا خدا کے مقابلہ مین ایک چمار سے مناسبت و مشابہت دیتے ہین اُن کی شفاعت کے منکر اُن کی حیات ابدی سے انکار اُنکے روضہ مقدسہ کو صنم اکبر جانتے ہین اُنکی تعظیم و تکریم کو نہین مانتے۔ ویساہی نواصب و خوارج اور اُن کے ہم مشرب و ہمزبان حضرت علی پر اعتراضات بیجا و ناروا کرتے ہین۔

سیان جو ہین کہ انھون نے تمام معصیت و مخلوق کا مرکز و منبع خدا ہی کو قرار دیدیا نعوذ باللہ اور لگے تقدیر بر حق کی بانگ لگانے۔

اب ہم سے چند اعتراض عجیبہ و واقعات غریبہ جو صحاح مستند اہل سنت مین مسطور ہین سنو اور جواب دو۔

میاں ابوحنیفہ ہیں جو کہتے ہیں مرا ایمان وہ چیز ہے نہ گھٹے نہ بڑھے اسی لئے ایمان ابوبکر و ابلیس برابر ہے۔

عمر خطاب ہیں کہ جنھوں نے معاملۂ قرطاس میں رسول اللہ کو ہذیان بکنا کہہ دیا اور ابوحنیفہ نے انھیں جو حضرت خلیفہ ثانی کو ہذیان سے نسبت دی۔

صلح حدیبیہ میں جو باعلان نبوت میں شک کیا کہ آج کا سا شک کبھی نہیں ہوا۔

بی بی عائشہ ہیں جنھوں نے عثمان بن عفان کی نسبت فرمایا۔ اقتلوا النعثل۔

معاویہ صاحب ہیں جنھوں نے ابوبکر و عمر کو غاصب خلافت محمدؐ بن ابوبکر کے خط میں تحریر کردیا۔ بی بی عائشہ ہیں جو صف جنگ جمل میں حاضر ہو کر حضرت علیؑ سے جدال پر تل گئیں اور اڑیں یہاں تک کہ مخذول ہوئیں۔

عثمان بن عفان ہیں جنھوں نے اپنے ارتداد سے توبہ کر کے تحریری توبہ نامہ صحابِ رسولؐ خدا کو لکھدیا اور پھر بھی اُس پر قائم نہ رہے۔

سفیان ثوری عالم اہل سنت ہیں جنھوں نے ابوحنیفہ کی نسبت لکھدیا کہ یہ شخص دین کو ٹکڑے ٹکڑے کرتا تھا۔ خوب ہوا مرگیا۔ ایسا مولود شوم اسلام میں پیدا نہیں ہوا۔

حمیدی اُستاد بخاری نے ابوحنیفہ کی نسبت صاف کفر کا فتویٰ دیا۔

امام غزالی نے علی الاعلان فتویٰ دیا کہ ابوحنیفہ نے شریعت کو اُلٹ پلٹ دیا اور زیر و زبر کر دیا۔

علامہ خطیب نے صاف کہدیا کہ ابوحنیفہ دجال ہے۔

پیر دستگیر غوث اعظم نے فرمایا کہ ابوحنیفہ کافر ہے۔ گمراہ ہے جہنمی ہے۔

وہی ابوحنیفہ ہیں جنھوں نے کہا احادیث نبویؐ کو نعوذ باللہ سوٗر کی دم سے چھیل ڈالو

شیخ عبدالحق محدث دہلوی تکمیل الایمان میں فرماتے ہیں ابوبکر از اراذل بطن قریش بود۔

خالد بن ولید خلیفہ ثانی کو اعیر بن حنتمہ کہا کیے ۔

خولہ بنت حکیم صحابیہ ہیں عمر خطاب کو کہتی رہیں عمیر اس سے عمر ہوا اور عمر سے امیر المومنین اب خدا سے ڈر ۔

حضرت عباس انہیں خلیفہ صاحب کی نسبت فرما گئے اعدت اللہ بنظر امۃ ۔

خود خلیفہ ثانی اپنے نسب سے لاعلمی ظاہر کرتے رہے ۔ یہ سب امور ہم پہلے بحوالہ کتب اہل سنت لکھ چکے ہیں اور ہزاروں مطاعن و معائب ہیں جن سے کتب بھری ہیں ہم کہاں تک لکھیں ۔ ہمارے ناظرین رسالہ کو خلجان ہو گا کہ آیا وہ کس قسم کے اعتراضات ہیں جو نواصب و جوہر ناقم نے کیے ہیں جنکا جواب آج تک نہیں ہوا ۔ لہذا مختصر الفاظ میں ہم لکھے دیتے ہیں ملاحظہ ہوں ۔

اول جناب امیر نے تمام مال و منال اسلحہ و قرشہ حضرت عثمان خلیفہ برحق پر تصرف ناجائز کیا ۔ حالانکہ مال مسلمان پر شرعاً و عرفاً تصرف جائز نہیں ۔

ورثائے عثمان نے جبکہ دعوئے کیا تو فوراً دیدیئے خود خورد برد نہ کر جائے ۔ یہ تصرف باعث گناہ کبیرہ کا ہوا ۔ اور مرتکب کبیرہ لایق امامت نہیں ہوسکتا

جواب ۔ یہ مال عثمان کا ترکہ جدی و پدری نہ تھا بلکہ بیت المال کا مال تھا اس پر خلیفہ برحق کو تصرف جائز تھا ورثائے عثمان نے جھوٹا دعوئے کیا ان کو کیونکر مل سکتا تھا ۔ ایسا ہی عمر خطاب نے بعد وفات ابوبکر و عثمان نے بعد انتقال عمر خطاب عمل کیا یہ جواب ہی جوہر کا جسے ہم بھی تسلیم کرتے ہیں نہ اس وجہ سے کہ عمر و عثمان نے ایسا کیا بلکہ جسطرح خلافت کے ادا دیر قابض ہو گئے ویسا ہی اس مال بھی کسی نظیر کی ضرورت نہیں ہر عہد میں خلافت و بیت المال سے جناب امیر ہی مستحق تھے

مگر غصب و جبر و تعدی کا کیا علاج۔ صبر و سکوت کا حکم تھا اُس پر عامل رہے۔

دوسرے اولادامہات کے مسائل میں جناب امیر نے مذاہب مختلفہ اختیار کیے ایک حالت پر قائم نہ رہے اول آپ بیع اولاد امہات کے قائل رہے زمانہ خلافت عمر خطاب میں جب باجماع اصحاب بطلان بیع الاولادامہات پر زور ہوا تو آنجناب بھی اُس اجماع میں شامل ہو گئے۔ بعد ازاں اپنے عہد خلافت میں جواز بیع کا فتوےٰ دیا۔ اس پر قاضی عبیدہ نے اعتراض کیا کہ تیری رائے جماعت کے ساتھ پسندیدہ تر ہے تیری اکیلی رائے سے اور خود بھی جناب کا قول ہے۔ تحقیق یداللہ کا جماعت پر اور جماعت کی مخالفت پر خدا کا غضب ہی۔ نیز کلام مجید میں یہ فقرہ ہے ومن یتبع غیر سبیل المؤمنین۔ نہ اطاعت چاہیے غیر راہ مومنین کے۔ پس مخالف اجماع کیوں ہے۔

جواب۔ جناب امیر خلیفہ برحق نے وقت میں لا اقل مجتہد مطلق تھے اس لیے آپکو اجتہاد فرمانا اور فتوےٰ دینا درست ہوا اسی طرح خلفائے ثلٰثہ نے بھی اکثر معاملات میں عمل کیا ہے۔ اور اجماع زمانہ خلافت عمر خطاب قطعی نہ تھا بلکہ ظنی و سکوتی تھا۔ پس باتفاق اصولیین مخالفت اجماع ظنی و سکوتی جائز ہے اور جبکہ باقرار نواصب جناب امیر بھی اجماع میں داخل تھے اور اُس سے مخالفت کی تو اجماع بالاجماع متغیر ہوا اور درصورت تغیر قابلیت حجت کی نہیں رکھتا۔

ہم اس جواب سے اتفاق نہیں کرتے جناب امیر کا اس مسئلہ میں جو پہلا فتوےٰ تھا وہی تادم حیات۔ عمر خطاب کے وقت میں جو بطلان بیع اولاد امہات پر اجماع ہوا وہ بالکل ناجائز خلاف شریعت اُن کی خود پسندی و خود آرائی سے محض بالایجاد دین میں

ہین ہو گئین منجملہ اُن کے ایک یہہ بھی جناب امیرؑ کیون ایسی بیہودہ ایجادون مین شریک ہونے لگے - عمر خطاب کے عہد مین جناب امیرؑ قاضی نہ تھے مفتی نہ تھے نہ اُن کی رائے پر قضایا کا فصل منحصر تھا پھر کیونکر ثابت ہوا کہ اس مسئلہ کی ایجاد مین آپ اجماع کے شامل ہوئے کوئی لاؤ کوئی فتوے اُس عہد کا لکھا ہوتا جس سے ثابت ہوتا کہ آپ اجماع باطلہ سے متفق ہوئے - یہہ قول جناب امیرؑ کا تحقیق ہاتھ اللہ کا جماعت پر ہے الی آخرہ - کس کتاب مین درج ہے - اور اُس کا کیا ثبوت ہو کہ آپ ہی کا قول ہے - ہرگز یہہ قول آپ کا نہین ہے - صرف اجماع و جماعت صحیح و جائز ہونے کو یہہ قول آپ کا سنیون نے بنا لیا ورنہ اجماع خلافت ہی کو آپ ہمیشہ باطل و ناجائز سمجھا کیئے - تو اور مسائل مین اجماع کی کیا وقعت ہوگی باطل پر صدہا اجماع ہوا کیئے مگر آپ نے حق کو نہ چھوڑا اور باطل کا ساتھ نہ دیا کلام مجید کا فقرہ بجز طریقہ مومنین غیر کی تبعیت نہ چاہیے درست و بجا ہے اسی پر جناب امیرؑ نے عمل کیا - دیکھو حدیثین بخاری و مسلم حق ساتھ علیؑ کے ہے اور علیؑ ساتھ حق کے - قرآن ساتھ علیؑ کے ہے اور علیؑ ساتھ قرآن کے -

ہم آپ سے پوچھتے ہین کہ رسول اللہ و ابوبکر کے عہد مین بیع اولاد امہات کا جواز تھا - عمر خطاب کے عہد مین اُس کے بطلان پر کیون اجماع ہوا آیا بجز کج رائی و خود پسندی کے اور کوئی بات تھی - حضرت علیؑ نے اپنے عہد مبارک مین وہی جواز قائم رکھا جو رسول اللہ کے زمانہ مین تھا - قاضی شریح مردود لاکھ چیخے پکارے اُس کی کیا اصل کہ اعتراض کرتا وہ کون تھا خلیفہ وقت پر انحصار فصل قضایا تھا یا قاضی و مفتی پر یہ سب مکاری و جعلسازی نواصب مردود اور اُن کے ہمزبان مطرود کی ہے -

جناب امیرؑ کا قول و فعل طرز معاشرت رفتار گفتار سب کچھ ابتدا سے انتہا تک ایک رہی۔

تیسرا جناب امیرؑ نے مسئلہ توریث جد میں احکام مختلف جاری فرمائے ایک حالت پر قائم نہ رہے حالانکہ خود ہی جناب کا قول ہے۔

ترجمہ جو شخص ارادہ کرے کہ در آوے درمیان دوزخ کے پس چاہیے کہ وہ کلام کرے مسئلہ جد میں۔

جواب جوہر۔ امر واقعی یہ ہے کہ اس مسئلہ میں بہت بڑا اختلاف تھا نہ یہ مسئلہ خلفائے ثلثہ کے زمانہ میں طے ہوا۔ نہ جناب امیرؑ کے چنانچہ اس مسئلہ کی بہت بڑی بحث درباب توریث جد ابوبکر و زید بن ثابت زمانہ عمر خطاب میں ہوئی۔ مگر تصفیہ کلی نہیں ہوا۔ پس در صورت اختلاف مجتہدین مجتہد وقت اپنے اجتہاد کو جاری کرے تو نقصان کیا ہے۔ اور یہ فرمانا آپ کا کہ جو شخص ارادہ کرے کہ در آوے دوزخ میں الخ از راہ احتیاط تھا کیونکہ اس مسئلہ میں کوئی نص قطعی نہ تھی کہ اس پر حکم کیا جاوے اور جبکہ کسی مسئلہ میں آیت یا حدیث نہیں ملتی تو قیاس کو دخل دیا جاتا ہے ہم کو اس جواب سے اتفاق نہیں ہے۔

اول تو احکام مختلف لکھنا چاہیے کہ جناب امیرؑ نے اس مسئلہ میں ایک حالت پر قیام نہ کیا۔

دوئم اس قول کی صداقت کہ مسئلہ جد میں کلام کرنا دوزخ کے داخلہ کا ارادہ کرنا ہے۔ کیونکہ یہ مسئلہ ایک ایسا شدید الاجتہاد و مسکت نہیں ہے جس کے لیے

جناب امیرؑ نے ایسا فرمایا۔ خلفائے ثلثہ کے عہد میں جاہلیت دیکھ رائے و قیاس پر زیادہ عمل تھا اس لیے بخشیں ہوئی ہونگی اور مسئلہ نہ طے پایا ہوگا مگر جناب امیرؑ نے اپنے عہد مبارک میں دودھ پانی الگ کر دیا کوئی بحث باقی نہ رہی۔ اس مسئلہ کی کیا حقیقت تھی جو طے نہ پاتا۔ دیکھو تنزیہ الانبیا و دیگر کتب فقہ شیعیان اہل بیت اطہار۔

ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ میں ابو البختری سے روایت ہے کہ ہم سے علیؑ نے بیان کیا کہ مجھے رسولؐ خدا نے یمن کی طرف بھیجا اور میں جوان تھا۔ میں نے عرض کیا کہ اے رسولؐ خدا آپ مجھے ایک قوم پر بھیجتے ہیں کہ میں اُن میں فصل قضایا کروں میں نوجوان آدمی ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا آؤ میرے پاس آؤ میں آپ کے قریب گیا آپ نے میرے سینہ پر ہاتھ پھیر کر فرمایا بار خدا علیؑ کے سینہ کو ہدایت سے بھر دے اور اُس کی زبان کو ثابت رکھ۔ علیؑ فرماتے ہیں اس کے بعد پھر میں نے دو شخصوں کے فیصلہ میں کبھی شک نہیں کیا اسی حدیث کی تفسیر میں لکھا ہے۔ ایک شخص کو عمر بن خطاب کے پاس لوگ لائے عمر نے اُس سے پوچھا کیف اصبحت اُس نے جواب دیا اصبحت احب الفتنة واکرہ الحق واصدق الیہود والنصاریٰ واومن بمالم ارہ واقر بمالم یخلق۔ اس کلام سے لوگوں کو حیرت ہوئی اور کسی کے ذہن میں اس کے معنے نہ گزرے۔ عمر خطاب نے حضرت علیؑ کو بلایا آپ نے اس کا یہ کلام سنکر فرمایا یہ سچ کہتا ہے۔ بیشک یہ دوست دار فتنہ ہے۔ چنانچہ حق تعالےٰ فرماتا ہے۔ انما اموالکم واولادکم فتنة ۔ یعنے تمہارے مال و اولاد فتنہ ہیں اور حق یعنی موت کو

مکروہ و براجانتا ہی۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہی وجاءت سکرت الموت بالحق ذالک ما کنت منہ تحید۔

یعنی بیہوشی موت کی حق کے ساتھ آئی یہ وہ چیز ہے جس سے تو کترا تا تھا اور یہہ شخص مصداق اہل کتاب ہی قال اللہ تعالےٰ وقالت الیہود لیست النصاریٰ علی شئی وقالت النصاریٰ لیست الیہود علی شئی۔ یہود نے کہا نصاری کسی دین پر نہیں اور نصاری نے کہا یہودی کسی دین پر نہیں حالانکہ وہ سب کتاب پڑہتے ہیں شخص مومن بغیر مرئی یعنی اللہ پر ایمان رکھتا ہے اور اُس ذات وحدہ لاشریک کو بن دیکھے مانتا ہے اور مقر غیر مخلوق ہے یعنے مقر ساعت ومعاد ہے۔ حضرت علی کی یہہ گفتگو سنکر عمر خطاب نے کہا پناہ مانگتا ہون خدا سے اُس دن کے لیے جسمین علی نہون۔

سعید ابن المسیب کہتے ہین عمر خطاب اکثر کہا کرتے اللھم لا تبقنی لمعضلۃ لیس لھا ابو الحسن۔ یعنے خداوندا اُس زمانہ سے پناہ مانگتا ہون جسمین علی نہون۔

کیون جو ہر صاحب جس کا سینہ بدعائے رسول اللہ نور ہدایت سے معمور۔ اور زبان حق سے مماثلت ومناسبت کلی رکھتی ہو اور خلیفہ ثانی کے عہد مین ایسے مسئلہ لاینحل کا انکشاف واسرار نہانی کا اظہار ہو اُس سے مسئلہ توریث جد مین اختلاف ہو۔ لا واللہ لا۔ یہہ محض کید عظیم اخوان الشیاطین ہی۔

ترمذی مین ابن سعد سے روایت ہی کہ کسی نے حضرت علی سے پوچھا کیا وجہ ہی آپ حدیث کرنے مین سب سے زائد ہین۔ جواب دیا کہ جب مین رسول خدا

سے پوچھتے تب بھی آپ جواب دیتے اور جب نہ پوچھتا تب بھی آنحضرت ابتدا فرماتے۔

ابو ہریرہ کہتے ہیں عمر خطاب فرمایا کرتے کہ علی کے مثل کوئی قاضی نہیں ابن مسعود کہتے ہیں مدینہ والوں میں سب سے زائد قاضی حضرت علی تھے ابن عباس فرماتے ہیں جب ہمیں کوئی ثقہ حضرت علی سے حدیث کرتا توہمکو عذر نہ ہوتا۔

سعید ابن المسیب کہتے ہیں اس مشکل قضیہ میں جسمیں علی نہوتے عمر خطاب اللہ سے پناہ مانگتے تھے۔ سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ حضرت علی کے سوا صحابہ میں الیسا نہ تھا جو سلونی کہتا ہو یعنے مجھ سے پوچھو ابن عساکر ابن مسعود نے روایت کرتے ہیں سارے مدینہ والوں میں سے علم فرائض میں دانا تر اور قاضی علی ابن ابی طالب تھے۔

چوتھا جناب امیر نے ایک زندیق کو آگ میں جلوا دیا۔ اس قصہ کو شریف عرتضے نے تنزیہہ الانبیا والائمہ میں لکھا ہے۔

ترجمہ تحقیق جناب امیر نے ایک شخص کو آگ میں جلا دیا جس نے لونڈی کے ساتھ اغلام کیا تھا حالانکہ حدیث متفق علیہ میں سخت ممانعت ہے۔

قال رسول اللہ لا تعذبوا بعذاب الناس۔ نہ عذاب کرو کسی پر آگ کا۔ پس جناب امیر نے صریح خلاف حدیث عمل درآمد کیا۔

جواب۔ واقعی جناب امیر نے زندیق لوطی کو اپنے حکم سے جلوا دیا سبب یہ ہے کہ جناب کو یہہ حدیث معلوم نہ تھی جب یہہ حدیث پہونچی اپنے سہو پر

ندامت فرمائی۔ مجتہد باوجود خطا کے بھی صواب کا مستحق ہوتا ہے اور انسان خطا و نسیان سے مرکب ہے۔

ابوبکر کو بھی میراث جدہ معلوم نہ تھی۔ مغیرہ بن شعبہ و محمد بن مسلمہ سے سنکر آپ نے حکم میراث جاری کیا۔

ہم کہتے ہیں یہہ جواب جو عمر کا طرف پردہ داری ابوبکر کے لئے ہے کہ وہ میراث جدہ سے لاعلم تھے۔ تعجب ہے جو اعلم الناس باب مدینہ علم نبوت ہو اور بقبول نجم صادق قرآن کا جزو و ہمدم و ہمنفس ہو اُسے تیس سال تک حدیث نبوی سے لاعلمی رہے یہہ ممکن نہیں اور عقل بشر ہرگز قبول نہیں کرسکتی۔ اگر یہہ حدیث عذاب نار کی صحیح ہوتی تو ضرور آپ اُسی پر عمل کرتے کیونکہ آپ سے زیادہ قرآن و احادیث صحیحہ کا واقف کار کون ہوسکتا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ یہہ حدیث موضوعی بعد خلافت جناب امیر عہد بنی امیہ میں صرف الزام دہی کے واسطے بنائی گئی۔ حدیث سنکر اپنے سہو سے ندامت فرمانا کس کتاب میں لکھا ہے کچھ بھی تو حوالہ دینا تھا ایسی اول جلول باتیں بک دینا بجز مجذوبانہ بڑ کے اور کیا سمجھا جاوے دعوے بے دلیل قبولِ خرد نہیں۔

جو سزا جناب امیر نے دی بہت ہی بجا اور مطابق شریعت خدا و رسول ہے۔ تمہارا سچ تو تب ظاہر ہوتا کہ جہاں جناب علم الہدا نے زندیق لوطی کو جلانا تنزیہ الانبیا میں تحریر فرمایا ہے وہاں جواب اور دلائل معقول بھی لکھے ہیں اُن میں سے کچھ بھی لکھتے تو دانستہ دروغ معلوم ہو جاتا مگر نواصب اور تم کو صرف اعتراض عذاب نار کا ہے اور بیساختہ دل کڑہتا ہے کیا کہئے زمانہ ماسبق میں جناب امیر کو صبر و سکوت کی ہدایت تھی ورنہ بڑے بڑے رشیئل پر نابالغ اس مرض میں مبتلا تھے وہ بھی جلاکر

راکھ کا ڈھیر کر دیئے جاتے۔

منتہی الارب و غیاث اللغات وغیرہ دیکھو اس فعل کو علت مشایخ سے مناسبت دیتے ہیں بلکہ اصلی معنے ہی علت مشایخ کے لکھدیئے ہیں۔

چونکہ بنی عباسیہ کے زمانہ میں عورتوں کے ساتھ لواطہ کرنا ازحد رائج تھا اسواسطے محدثین اہل سنت نے یہہ روایت بنائی کہ آیہ نساءکم حرث لکم اسی بارے میں نازل ہوا کہ عورتوں کی دُبر میں جماع کرو جسکی قباحت پر متنبہ ہو کر متاخرین نے صحیح بخاری وغیرہ سے لفظ دبر کو نکالدیا۔ مگر ابوحنیفہ نے عام فتوے دیدیا کہ عورتوں کے ساتھ لواطہ جائز ہے اور اوس کی کوئی اصلاح بھی نہ کرسکا چنانچہ امام طحاوی شرح معانی الآثار میں لکھتے ہیں کہ کہا عبدالرحمن بن قاسم نے میں نے کسی ایسے شخص کو جو قابل اقتدا ہو امر دین میں ایسا نپایا جو اس میں شک کرتا ہو کہ عورتوں کی دبر میں وطی کرنا حلال ہے بعد اُس کے اسی آیت کی تلاوت کی اور کہا کہ اب اس سے بڑھکر کونسی آیت صاف ہوگی اور عینی شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں کہ اگر وطی کرے اپنے غلام کی دبر میں یا لونڈی کی دبر میں یا عورت کی دبر میں تو اُس پر حد نہیں۔ اور اس میں کسی کو اختلاف نہیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔



پانچواں جناب امیرؑ نے ایک شرابی پر حد شرع جاری کی اور وہ مرگیا تو آپ نے اُسکے ورثا کو دیت عطا کی۔ پس جناب کو اپنی رائے پر شبہ ہوا جو ورثائے متوفی کو دیت دی۔

جواب:۔ دیت ورثا کو بنظر احتیاط دی نہ از راہ شک اگر شک ہی ہوتا تو حد کیوں جاری فرماتے پس احتیاط فرمانا باعث کمال تقوے ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے

اولئک هم المتقون خبر بھی صحیح۔

چھٹا۔ جناب امیرؑ نے ولید بن عقبہ کے صرف چالیس کہ نصف حد ہے درے لگوا کر باس قرابت عثمان چھوڑ دیا۔ حالانکہ یہہ فعل مخالف کتاب اللہ و سنت ہوا۔

جواب۔ اس لیئے نصف حد جاری کی کہ ایک شاہد نے شراب پینے کی دوسرے نے قے کردینے کی شہادت دی پینا نہ پینا برابر ہوا پس نہ مخالفت کتاب اللہ نہ رعایت رشتہ دارئ عثمان۔

ساتوان۔ ایک مجرم نے اپنے جرم سے اقرار کیا اور اپنے اوپر حد جاری ہونیکی درخواست کی مگر جناب امیرؑ نے بغیر قصاص چھوڑ دیا۔

جواب جوہر۔ مقتول کے ورثا نے اُس مجرم پر قصاص نہ چاہا جناب نے اپنی رائے سے مجرم کو نہیں چھوڑا۔

آٹھوان۔ مولاۃ حاطب کو سنگسار کیا۔ حالانکہ وہ لونڈی تھی جس پر رجم نہیں۔

جواب جوہر۔ حاطب نے لونڈی کو آزاد کردیا تھا۔ پس آزاد پر حد جاری کیا جانا شرع شریف مین جائز ہے۔

نوان۔ ایک چور کی بجائے ہاتھ کے اونگلیان جڑ سے کٹوادین۔

جواب جوہر۔ یہہ قصور جلاد کا تھا جو حکم کو اچھی طرح نہ سمجھا۔

دسوان۔ جناب امیرؑ نے بچون کی شہادت منظور کی حالانکہ نص قرآن کے خلاف ہے۔

جواب جوہر وہ بچون کا معاملہ تھا اور ابوبکر و جوان کو ئی واقف کار نہ تھا۔

گیارھوان ۔ ایک دو چشم نے یک چشم کی آنکھ پھوڑ ڈالی قصاص مین ظالم کی دونو آنکھین پھوڑنے کا حکم دیا گیا۔

جواب جوہر ۔ مظلوم یک چشم کی آنکھ حکم دو آنکھ کا رکھتی تھی۔

بارھوان ۔ جناب امیر نے حد سرقہ ایک نابالغ بچہ پر جاری کی حالانکہ وہ مرفوع القلم ہیں۔

جواب جوہر ۔ تادیبا و تنبیہا ایسی سزا جائز ہے۔

تیرھوان ۔ ایک چور نے حضور مین جناب امیر کے حاضر ہو کر جرم کا اقرار کیا ۔ اور حد جاری ہونے کی درخواست کی ۔ جناب نے بغیر قصاص کے چھوڑ دیا ۔ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوئے۔

جواب جوہر ۔ اسکا ذکر کتب اہل سنت مین نہیں ابن بابویہ قمی شیعہ نے اپنی کتاب مستند مین لکھا ہے شیعون سے جواب لینا چاہیئے۔

ابن بابویہ قمی علیہ الرحمۃ نے جہان یہ حال لکھا ہے وہان وجوہ رہائی بھی درج کیئے ہین ۔ انکو تم نے کیون ترک کیا ۔ بقر جرم فاقد العقل تھا کوئی مدعی نہ تھا کوئی مال چوری نہ گیا تھا پس کیونکر سزا ہوتی۔

چودھوان ۔ نجاشی حارثی شاعر کو لوگ جناب امیر کے روبرو پکڑ لائے جس نے رمضان المبارک مین شراب پی تھی آپ نے حد سے بیس درّے زیادہ لگوائے حد الٰہی مین زیادتی کی۔

جواب جوہر۔ اس روایت کو بھی ابن بابویہ قمی نے لکھا ہے شیعوں پر جواب دہی فرض ہے۔ مگر رمضان کی حرمت سمجھکر جناب امیرؑ نے بیس درّے زیادہ لگوا دیئے ہونگے مگر یہہ بات محض لغو ہے اور جناب امیرؑ کی ہجو ہے۔

ہم کہتے ہیں ابن بابویہ علیہ الرحمۃ نے قول نواصب کی نقل کرکے جواب لکھا ہے کہ انکا اعتراض زیادتی دُرّونکا محض بیجا ہے اور اتہام۔ جناب امیرؑ نے حدّ الٰہی کے مطابق سزا دی ہے۔

پندرہواں۔ جناب امیرؑ نے دعویٰ الوہیّت کیا جیسا کتب سنّی و شیعہ میں مرقوم ہے الست بربکم وان المنشی الارواح وانا حی لا یموت پس جناب دائرہ اسلام سے خارج ہوئے

جواب جوہر۔ یہہ قول نواصب کا محض خلاف ہے اس کا مذکور کتب معتبرہ اہل سنت میں مطلق نہیں اور نہ کوئی سنّی المذہب اسبات کا معتقد ہے کہ جناب امیرؑ نے کلمہ شرک اپنی زبان مبارک سے فرمایا ہو۔ ہاں اس قسم کے عقائد پر سکانُد البتہ ابن سبا کے چیلوں نے اپنی کتب مستندہ میں درج کیے ہیں پس اس کا جواب بھی فرقہ عبد السبابہ کے ہی ذمہ ہوگا۔ اگر بالفرض محال یہہ اتہام تسلیم بھی کر لیا جاوے تو اہلسنت کی طرف سے یہہ جواب قرین مصلحت ہوگا کہ اکثر یہہ حالت اولیائے کرام و صوفیان عظام پر طاری و ساری ہوا کرتی ہے چنانچہ حدیث متفق علیہ میں واقع ہے۔ انت عبدی وانا ربک اخطا من شدۃ الفرح۔ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں خطا کی میں نے غلبہ خوشی میں۔ پس جو امر عالم بیخودی میں سرزد ہو اس پر طعن کرنا خود ہی مورد طعن بنتا ہے۔ جن اولیائے اللہ کی نسبت نواصب کو بھی حسن عقیدت

ہے ان میں سے بعض نے اس قسم کے کلمات عالم مجذوبی میں اپنی زبان سے نکالے ہیں۔ پس یہ الزام صریح اتہام جناب امیرؑ پر کہ سرور اولیا ہیں ہرگز عائد نہیں ہو سکتا اور اگر نعوذ باللہ ہو سکتا ہے تو وہ اولیا اللہ جن کی ولایت کا نواصب کو بھی بدل اقرار ہے اس الزام سے بری نہیں ہو سکتے اپنی کتب سیر کی سیر کرو۔

ہم کہتے ہیں جوہر نافہم نے باوصف انکار اقرار بھی کر لیا۔ اور حدیث متفق علیہ بھی پیش کر دی اور نواصب کے اولیائے مقبولہ کا حوالہ بھی دیدیا کہ ان کے اولیا نے بھی اس قسم کے کلمے زبان سے نکالے ہیں۔ پس فرقہ عبد السبائیہ و ابن سبا کے چیلوں میں خود ہی باقرار خود شامل ہو گئے ع جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے۔

ہمارا جواب یہ ہے فرقہ حقہ اثنا عشریہ کی کتابوں میں اس قول جناب امیرؑ کا سایہ بھی نہیں ہے نہ اس فرقہ ناجیہ کا اس پر اعتقاد کہ جناب امیرؑ نے دعوائے الوہیت کیا نعوذ باللہ وہ قاطع شرک تھے اور قاتل مشرکین۔ دیکھو خانہ کعبہ میں رسول خداؐ کے دوش مبارک پر سوار ہو کر لات و ہبل وغیرہ بتوں کو توڑ پھوڑ کر خاک میں ملا دیا ؎

علیؑ بر دوش احمد چشم بد دور　　عیاں شد معنی نور علیٰ نور

جس نے ان کو خدا کہا اوسے جلا کر راکھ کر دیا تھا ان ایسے اقوال شیطانی عبد النعمانی ابو حنیفہ کے چیلوں کی کتابوں میں بکثرت مرقوم ہیں اور انہیں کے ہر گدائے دریوزہ گرد بنگ نوش خرقہ پوش کو دعوائے انا الحق و انا ربک کرنے کا استحقاق ہے جو باعلان کر رہے ہیں دیکھو کتب حال و قال اپنے صوفیائے کرام کی اور واقعات تاریخی منصور حلاج وغیرہ پس جبکہ دُھنے جولاہو نکو انا الحق کہنے کا حوصلہ ہے تو شرفائے قوم کو اس سے بھی بڑھ کر کوئی کلمہ کہہ دینا کیا عجب ہے۔

جواہر الایقان مصنفہ مولوی مفتی حکیم محمد عبد الکریم دہلوی سنی المذہب میں آنحضرت سے یہ حدیث درج ہے لانی لارجوا لامتی فے حبھم لابی بکر وعمر مالارجو لھم فی قول لا الہ الا اللہ ترجمہ۔ اسلیئے کہ مجھ کو اپنی اُمت سے ابوبکر و عمر کے ساتھ محبت کرنے میں وہ امید ہے کہ لا الہ الا اللہ کہنے میں وہ امید نہیں ہے انتہی۔

اب فرمایئے ابوبکر و عمر کی محبت لا الہ الا اللہ کہنے سے بڑھ گئی خود رسول اللہ کی نسبت چہ جائے اُمتیان پس اس فرقہ عبد النعمانی میں دعوے الوہیت و نبوت کرنا کیا بعید ہے اور رسول خدا کی نسبت بھی احمد بے میم وغیرہ کہا جاتا ہے اور مولود وغیرہ میں پڑھا جاتا ہے ہم کو طول فضول کا خوف ہے ورنہ صدہا قول نقل کرتے جسے دیکھنا ہو کتب صوفیہ میں ایسے دعوے ہزاروں دیکھ لے۔

سوالعوان۔ جناب امیر نے عراق و یمن و عمان کی امارت پر اپنے اقربا کو مقرر کیا اور طلحہ و زبیر کہ اصحاب بدر سے تھے کوفہ و بصرہ کی امارت پر پسند نہ کیئے گئے۔

جواب جواہر۔ رشتہ داران بااعتبار کا مقرر کرنا بہتر ہے اُن اغیار سے جو اطاعت میں پہلو تہی کریں چنانچہ ایسا ہی عثمان بن عفان نے اپنی خلافت میں کیا تھا یہ جواب پردہ داری عثمان کے لیئے ہے مگر ہم اتفاق نہیں کرتے۔ جناب امیر نے عبد اللہ ابن عباس کو کہ ابن عم رسول اللہ بھی تھے امارت دی اور محمد بن ابوبکر کو جو خلیفہ اوّل کے لخت جگر تھے اور کسی رشتہ دار کو امارت پر مامور کرنا بتلاؤ مثل عثمان کے جنھوں نے بنی اُمیہ خاص الخاص اپنے قرابت داروں کو تمام ممالک محروسہ پر قابض کر دیا۔ اور بیت المال انکا خیر مادر ہو گیا۔ دیکھو تاریخ اعثم کوفی

وغیرہ ولید بن عقبہ شرابخور کو حاکم کوفہ بنایا جو ہمیشہ حالت نماز میں مخمور و مست رہتا اور کہتا اگر کہو اور دو رکعت پڑہا دوں مروان بن حاکم طرید رسول اللہ تھا اُس کی فضیحت اُس کی شرارتوں کو دیکھ کر آنحضرتؐ نے مدینہ سے نکلوا دیا اور فرمایا یہہ مروان وہ ہے جو کتاب اللہ میں منافقت و طریقہ رسول اللہ میں مخالفت پیدا کریگا چنانچہ ابوبکر و عمر نے بھی مروان کو اور دور تک نکلوایا مگر عثمان غنی نے انکو صلہ رحمی کا بڑا خیال تھا نہ رسول اللہ کی سنت پر عمل کیا نہ سیرت شیخین پر باوصف علم حدیث مخبر صادق دربارہ منافقت و مخالفت کتاب اللہ و طریقہ رسول اللہ پھر انہی کو بلا کر اپنا وزیر و رکن اعظم مہمات مالی و ملکی بنایا نہ خوف از خدا نہ شرم از رسول آخر کتاب اللہ میں منافقت و طریقہ رسول اللہ میں مخالفت جو ان ذات شریف سے کی اظہر من الشمس و ابین من الامس ہے نہ انکا وجود نابود دنیا میں ہوتا نہ اسلام کی یہہ گت ہوتی۔

سترہواں۔ یہہ کہ قاتلان عثمان شہید مظلوم سے قصاص نہ لیا حالانکہ قرآن مجید میں النفس بالنفس واقع ہے پس بصورت اغماض جناب امیرؑ گنہگار ٹھہرے۔

جواب جوہر۔ جناب امیرؑ پر قاتلان عثمان سے قصاص لینا اُس وقت فرض تھا جبکہ ورثاے مقتول قاتل کا نشان دیتے قطع نظر اس کے خلیفہ پر عدل واجب ہے نہ تلاش قاتل۔

ہم کہتے ہیں جبکہ عایشہ صدیقہ مجتہدہ نے باعلان فتویٰ قتل عثمان اقتلوا النعثل کا دیدیا اور خود عثمان خلیفہ وقت نے اپنے ارتداد و عمل کتاب اللہ و شریعت محمدیؐ پر نہ کرنے کا اقرار کر کے اصحاب جلیل القدر کے روبرو توبہ کی بلکہ تحریری توبہ نامہ باقرار

عدم عمل کتاب اللہ و شریعت محمدی لکھدیا اور بعد از توبہ نامہ کے بھی اپنے حرکات و عادات سے باز نہ آئے اور اسی ارتداد پر مصر رہے جیسا ہم نے تاریخ اعثم کوفی سے نامہ توبہ نامہ بجنسہ نقل کر کے صفحہ ۱۴۱ و ۱۴۲ میں دکھلایا ہے تو شرعاً و عرفاً اونکا قتل جائز ہوا پھر قصاص کیسا اور تلاش قاتل کو۔

اٹھارہواں۔ یہ کہ ابوموسے اشعری کے گھر کو آگ لگوا کر جلوادیا اور سارا مال و اسباب انکا لٹوادیا۔ جناب امیر نے زیادتی کی۔

جواب جوہر۔ تاریخ طبری میں یہ معاملہ اس طرح مسطور ہے کہ مالک اشتر و انکے غلاموں نمک حرام نے گھر میں آگ لگادی اور سارا مال و منال لوٹ لیا اس امر کی جناب امیر کو مطلق خبر نہ تھی زیادتی کیسی۔

ہم کہتے ہیں ابوموسے اشعری سادہ لوح دور از عقل کے سبب سے خلافت حقہ درہم و برہم ہو گئی اور معاویہ شامی کیطرف خلق رجوع ہو گئی۔ پس اگر ایسے آدمی کو بھی گھر کے ساتھ ہی جلادیتے تو خوب ہوتا کیونکہ جس کی ذات سے اسلام میں فساد عظیم واقع ہوا اس کی سزا یہی تھی۔

مالک اشتر و انکے غلام نمک حلال باوفا نے بہت ہی اچھا کیا ابوموسے اشعری کو بھی خاکستر کردیتے تو لطف ہوتا۔

انیسواں۔ یہ کہ ابومسعود انصاری کی جناب امیر نے اہانت کی گنہگار ہوئے۔

جواب۔ جوہر۔ جناب امیر نے ابومسعود کی اہانت اسوجہ سے کی کہ وہ طرفداری باغیوں کی کرتے تھے تنبیہ میں گناہ کیا ہے۔

ہم کہتے ہیں جبکہ باغیان خلافت کا قتل و قمع جناب امیر پر فرض تھا تو انکے

طرفدار سین ابوذر اصلاح کار سب قتل کے مستحق تھے انصاری ہون یا مہاجر۔

کیون جوہر ناظم ابوہریرہ سے صحابی جلیل القدر صحابی رسولؐ کو صرف صحیح حدیث نبوی بیان کرنے کی علت مین خلیفہ ثانی نے اتنے کوڑے لگوائے کہ بیچارے کی پیٹھ لہو لہان ہوگئی۔

ابوذر غفاری مصاحب خاص رسول اللہؐ کو خلیفہ ثالث نے شام سے مدینہ تک برہنہ اونٹ پر لاکر جلاوطن کر دیا۔ عمار یاسر کو خود خلیفہ نے اتنی ٹھوکرین ماریں کہ ان کو عارضہ فتق کا ہوگیا۔ یہ نظیرین آپ نے نہ لکھین۔ ابومسعود کی اہانت پر یہ قیل وقال۔

بیسوان یہ کہ جناب امیرؑ نے اپنے حقیقی بھائی حضرت عقیل کو اس درجہ ناراض کیا کہ وہ جناب کے دشمن سے جا ملے۔

جواب جوہر۔ جو رنجش فیمابین جناب امیرؑ و حضرت عقیل کے ہوئی وہ بمقتضائے بشریت تھی جیسے درمیان حضرت موسیٰؑ و حضرت ہارونؑ اور باہم ابوبکر و عمر شیخین۔ بخاری مین ابودردا سے روایت ہے کہ ایک بار باہم ابوبکر و عمر رنج ہوگیا ابوبکر آنحضرتؐ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کی کہ مجھ سے اور عمر سے کچھ گفتگو ہوئی اور رنجش ہوگئی مین ان پر غصہ ہوا مگر بعد کو مین خود شرمندہ ہوکر عمر کے پاس قصور معاف کرانے گیا مگر انھون نے قصور معاف نہ کیا اس لیے آپ کے حضور مین حاضر ہوا ہون اس عرصہ مین عمر بھی حاضر ہوئے۔ حضرتؐ کے چہرہ سے آثار غصہ نمودار ہوئے ابوبکر ڈرے اور زانوؤن پر کھڑے ہوکر عرض کی کہ یا رسول اللہ

عمر کا قصور نہیں ہے بلکہ زیادتی میری جانب سے ہوئی تب حضرت نے یہ حدیث فرمائی۔
بخاری میں ابو درداء سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا البتہ خدا نے مجھے تمہاری
طرف بھیجا سو اول تم نے کہا کہ تو جھوٹا ہے اور ابوبکر نے کہا کہ سچا ہے اس نے
میرے ساتھ اپنی جان اور مال سے سلوک کیا سو کیا تم لوگ میری ساتھی
کو میری خاطر سے چھوڑو گے۔

یہ حدیث اس مصلحت سے لکھی گئی ہے گو کہ بظاہر نواصب کا جواب ہے مگر
در اصل بمقابلہ اہل تشیع خلافت بلا فصل ابوبکر کا اثبات ہے۔ انتہی

جو ہر نادان سپہر خلافت کا چرخہ لے بیٹھے ۔ ہم کہتے ہیں یہ اعتراض ہے جو ہم
کا ساختہ ہے اسی حدیث کے لئے جیسا انکو خود اقرار ہے ورنہ اس اعتراض کی اصل
ہی کیا ہے خانگی رنجشیں آنحضرت صلعم اور ازواج مقدسہ کی دیکھو جن کو ہم نے مختصر لکھا ہے
تب آنکھیں کھلیں گو کہ ہم ان کی تصدیق نہیں کر سکتے مگر تمہاری کتابوں میں فخریہ درج ہے
اس لئے تم کو انپر اعتبار کرنا چاہئے ۔ رہا حدیث سے اثبات خلافت بلا فصل سو جبکہ
وہ حدیثیں جن میں صاف الفاظ میں ابوبکر کو خلیفہ بنانا کہا گیا ہے کار آمد نہ ہوئیں تو یہ
حدیث کب مفید ہو گی جس میں خلافت کا ذکر ہی نہیں۔



خدا نے آیہ والسابقون الاولون من مہاجر و انصار دونوں کی قید لگا دی ہے
تصدیق رسالت اول ہو۔ یا بعد پھر سبقت اسلام ابوبکر کس کام کی رہی اور وہ حدیث
حضرت ابوذر غفاری صادق القول بقول مخبر صادق کس اصول سے خارج از بحث
قرار پائی جو ابو طلحہ سے بیان کی گئی کہ حضرت علی سابق الاسلام و صدیق اکبر و فاروق
اعظم و یعسوب دین ہیں۔

ابوذر دا کو بمقابلہ حضرت ابوذر غفاری کیا وقعت ہو سکتی ہے معلوم نہین کہ کس محبت
کی ہوا لی ہے ۔

اکیسوان ۔ یہ کہ جناب امیرؑ نے دو مرتبہ عمداً نماز فرض ترک کی مرتکب کبیرہ ہوئے
اگر کہین کہ معذوری تھی تو در صورت عذر معقول حاجت رد شمس
کیا ہے ۔

جواب ۔ جوہر کتب معتبرہ اہل سنت مین رد شمس کا ذرہ برابر بھی اثر نہین مگر اہل تشیع
کی معتبر کتب مین اس قصے کا مذکور ہے پس اسکا جواب اُنھین کے ذمہ ہے ۔ اگر
شواہد ملا جامی کا حوالہ دیا جائے کہ جناب امیرؑ کے لیے دو بار رد شمس ہوا تو جواب
یہ ہے کہ وہ شیعون کی الحاقی کارروائی ہے کسی مفتری نے پشت کتاب پر لکھ
چھپوا دی ہو گی ۔

میان جوہر تم اب اگر نہ کرتے ہو جیسا جنگ احد و حنین سے لوگ بھاگ
کھڑے ہوئے ۔

ہم پوچھتے ہین یہ قصے رد شمس شواہد ملا جامی کے پشت کتاب پر درج ہین یعنی
اوراق علیحدہ پر شیعون نے چھپوا کر اسمین چسپان کر دیا یا پشت تا پشت سے کتب
مذکورہ کے بیچ مین لکھے ہین ۔ اور ابتدائے تصنیف سے آج تک نسخہ ہائے قلمی و مطبوعہ
دونون مین موجود ۔

پس تمھارے پاس جو کتاب ہے اُس کی پشت پر شیعون کی الحاقی کارروائی ہوئی تمھین کو
اس کی خبر ہو گی دوسرے کو کیا خبر ۔

افسوس ہے ایسی روایات صحیحہ سے خلاف عقاید اہل سنت تم منکر ہوئے ہو اور نیز علماے

متقدمین و متاخرین کو جھوٹا بناتے ہو۔

ہم کہتے ہیں اگر رد شمس ہے تو نماز بھی ترک ہوئی اگر رد شمس نہیں ہوا تو نماز کا ترک ہونا بھی محال دونو لازم و ملزوم اور پہلے رد شمس میں تو جناب رسول خدا کی دعا کی اجابت ہے کیونکہ آنحضرتؐ حضرت علیؑ کے زانو پر فرق مبارک رکھ کر سو گئے۔ عصر کا وقت تمام ہو گیا۔ آنحضرتؐ بیدار ہوئے! پوچھا یا علیؑ تم نے نماز عصر پڑھی آپ نے عرض کی اطاعت رسولؐ میں تھا۔ اس لیئے وقت جاتا رہا آنحضرتؐ نے دعا کی آفتاب قریب غروب تھا کچھ اوپر آگیا حضرت علیؑ نے نماز ادا کی پھر آفتاب غروب ہو گیا پس اجابت دعائے نبوی کا کیوں انکار ہے۔

دوسری بار جنگ صفین میں خود حضرت علیؑ کی دعا سے آفتاب کی رجعت ہوئی کہ وہاں بھی بوجہ قتال نواصب و خوارج شامیان بدبخت نماز کا وقت باقی نہ رہا تھا۔ گو کہ عذر معقول تھا مگر نواصب و خوارج نامعقول کے کید عظیم و کور باطنی پر خیال کر کے خدائے قادر کی قدرت و جلالت اپنی مقبولیت و خصوصیت دعا کی اجابت کا جلوہ دکھا دیا کہ یہ نہ کہوتا نماز فرض ترک ہوئی اور ترک ہوئی تو رجعت آفتاب خدا نے ادا کرا دی۔ یہ اُسکا فضل اُس کی عطا اُس کی بندہ نوازی

ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔

رسول خدا کی نماز پر جو اہل سنت اعتراض کرتے ہیں اُس کی خبر نہیں کہ نماز ظہر آپ نے دو رکعت پڑھی جب لوگوں نے یاد دلایا تو آپ نے اعادہ کیا اور پوری چار رکعت ادا کی تف بریں بے شرمی کہ جن انفاس قدسیہ پر نماز کو خود ناز ہو اُن پر ترک نماز کا اتہام ہیچ ہذیان۔

بائیسواں یہ کہ جناب امیر معصوم تھے تو ہمیشہ یہ کیوں فرمایا کرتے کہ مجھ پر شیطان و نفس غالب رہتا ہے۔

جواب۔ جو ہر ہر گز ہرگز جناب امیر و نیز دیگر ائمہ کو اہل سنت معصوم نہیں جانتے اسکا جواب بھی شیعوں سے دریافت کرنا چاہیئے نہ اہل سنت سے۔

ہم سے کہتے ہیں بعض اہل سنت انبیا علیہم السلام کو معصوم نہیں سمجھتے۔ جو ہو کج فہم خدا ہی کو جملہ مخلوق کے معاصی و معایب کا مخزن و فاعل و صانع و موجد قرار دیتے ہیں پس حضرت علیؑ کی معصومیت کا کیوں اقرار کرینگے۔ مگر ہاں شیعہ اہل حق جنکو تمیز حق و باطل و شناخت [حامی] معصوم ہے وہ ثابت کرتے ہیں اور کور باطنوں کو نور کی تجلی نار کی تاریکی دکھا دیتے ہیں۔

دیکھو مسند احمد حنبل اور مناقب ابن مغازلی شافعی اور مودات سید علی ہمدانی اور مستدرک حاکم اور جمع بین الصحاح الستہ وغیرہ کتب کثیرہ اہل سنت کہ فرمایا حضرت رسول خدا نے انا و علی من نور واحد و الحسن و الحسین نوران من نور رب العلمین والفاطمۃ بضعۃ منی۔ یعنی میں اور علیؑ ایک نور سے ہیں اور حسنؑ و حسینؑ دونوں نور پروردگار سے ہیں۔ اور فاطمہؑ ٹکڑا میرے جگر کا ہے۔

اور دیکھو احادیث معتبرہ اہل سنت انا و علی من نور واحد اور من شجرۃ واحدۃ اور الفاطمۃ بضعۃ منی اور حسنؑ و حسینؑ ریحانتای فی الدنیا و الآخرۃ اور یا علی انت وارثی اور جسمک جسمی روحک روحی و حربک حربی اور انی حرب لمن حاربہم و سلم لمن سالمہم۔ وغیرہ احادیث کثیرہ و متواترہ متفق علیہا۔

اور دیکھو انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیرا۔

یعنی نہیں چاہتا ہے اللہ مگر یہ کہ لیجاوے تم سے نجاست یعنی ہر طرح کے گناہ اور غصہ او بدبختی کو اے اہل بیت اور پاک رکھے تم کو پاک رکھنا۔

چنانچہ صحیح ترمذی اور صحیح موطا اور صحیح ابی داؤد اور صحیح مسلم اور جامع الاصول اور مشکوٰۃ شریف اور مسند احمد حنبل اور معجم کبیر طبرانی اور وسیط واحدی اور جمع بین الصحاح الستہ لزرین العبدری اور جمع بین الصحیحین حمیدی اور صحیح نسائی اور مفتاح النجا اور نزل الابرار مرزا محمد معتمد خان بدخشی اور مودات سید علی ہمدانی شافعی اور مناقب ابن مغازلی وغیرہم میں۔

اور راویان معتمد اور متواتر انس بن مالک اور عبداللہ ابن عباس اور سعد وقاص اور ابی سعید خدری اور واثلہ بن اصقع اور ام المومنین جناب عائشہ اور حضرت ام سلمہ وغیرہا سے ثابت اور متحقق ہے کہ آنحضرت ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے بلکہ جناب عائشہ سے صحیح مسلم میں رنگ بھی چادر کا لکھا ہے کہ منقش سیاہ بالون کی تھی کہ جناب مولائے مومنین حضرت علی ابن ابی طالب اور سیدۃ النساء العلمین حضرت فاطمہ زہرا اور دونون شاہزادون حضرات حسنین علیہم السلام کو چادر کے اندر لیکر یہ آیت پڑھی۔

اور صحیح ترمذی و موطا و ابوداؤد و جامع الاصول میں انس بن مالک سے مروی ہے کہ بعد نزول اس آیہ کریمہ کے چھ مہینے تک آنحضرت ہر صبح کو جناب سیدہ دو جہان کے دروازہ پر آکر فرماتے الصلوٰۃ الصلوٰۃ اہل بیت انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل بیت و یطہرکم تطہیرا۔

مسند احمد حنبل میں حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے چارون

صاحبون کو چادر مین داخل کر کے فرمایا اللھم صل علیٰ آل محمد فاجعل صلواتک و
برکاتک علیٰ محمد و آل محمد انک حمید مجید - یعنی یا خدا یہہ میری آل میری پس گردان
تو درود اور برکات اپنی اوپر محمد اور آل محمد کے تحقیق تو شکر کیا گیا
بزرگ ہے -

طالب حق اور رتبہ شناس اہل بیت رسول برحق پر واضح ہو کہ احادیث
متکاثرہ و متواترہ صاف صاف بغیر کسی احتمال شبہہ کے فریقین سنی و شیعہ سب کے
یہان موجود ہین کسی کو مجال دم زدن نہین جنسے اہل بیت اور معصوم ہونا انہین
نوری جسمو نکا بے شبہہ ہویدا ہے اور پر ظاہر ہے کہ جب یہہ معصوم ہین تو
یہہ جسے معصوم کہین وہ معصوم اور جسے عاصی و مذموم کہین وہ عاصی و مذموم
اگر عنایت الٰہی شامل حال ہو تو سب طرح کے وساوس شیطانی اور نفسانی سی
محفوظ رہے پھر کسی جاہل یا عالم مبتلائے وساوس کے دھوکے مین
نہ آوے -

مصابیح بغوی مین اور تفسیر ابو العباس اسفرائی مین کہ مفسر جلیل القدر اور شیخ معتمد
القول سنت جماعت کے ہین حدیث معتبرہ و صحیح وارد ہے کہ جس وقت داخل
کیا پیغمبر خدا نے علیؑ و فاطمہؑ و حسنینؑ کو عبائے مبارک مین تو فرمایا اللھم
ھولآء اطہار عترتی واطائب ذریتی من لحمی ودمی الیک لا الی النار اذھب
عنہم الرجس وطہرھم تطہیرا - یعنی یا خدا یہہ ہین اہل بیت میرے اور طاہر
عترت میری اور طیب فرزند میرے گوشت میرے سے اور لہو میرے سے
طرف تیرے نہ طرف آگ کے لیجا تو ان سے ہر طرحکے گناہ اور طاہر

کہ تو اُنکو ظاہر رکھتا۔

صاحب روضۃ الاحباب جمہور موثقین سنت جماعت سے تحفۃ الاحباب مین پانچ حدیثین اسی قسم کی لکھکر لکھتے ہین کہ بہ تحقیق تمام ثابت ہی کہ آیت تطہیر انہین پانچ تنون کی شان مین نازل ہے اور اسی واسطے انہین آل عبا کہتے ہین جیسا کہ شیخ شہاب الدین وغیرہ نے تصریح لکھا ہے اور ابن مردویہ صاحب مناقب نہایت معتبر مشاہیر کبرائے موثقہ سنت جماعت سے لکھتے ہین کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو فرمایا رسول خدا نے خمسۃ منا معصومون انا و علی و فاطمہ والحسن والحسین یعنے پانچ ہم معصوم ہین۔

مودات سید علی ہمدانی مین ہے عن اصبغ عن ابن عباس قال سمعت رسول اللہ یقول انا و علی والحسن والحسین تسعۃ ولد الحسین مطہرون و معصومون۔

ابن عباس کہتے ہین مین نے اپنے کانون سنا کہ فرمایا رسول خدا نے کہ مین اور علی اور حسن و حسین اور نو شخص اولاد حسین سے مطہر و معصوم ہین۔

واضح ہو کہ حدیث مردویہ ابن مردویہ باعتبار معصومین موجودہ وقت اور حدیث مرویہ سید علی ہمدانی واسطے بالقوۃ ان معصومون کے جو اولاد اور ذریت حسین مین پیدا ہونے والے تھے۔ طالبان حق دیکھو کہ اس حدیث مین کسی طرح مجال چون و چرا اور لیت و لعل و احتمال دلائل قضیہ دلالیون کی کسی کو باقی نہین رہ سکتی انصاف شرط ہے مناسب اس مقام کے ہے جو شیخ شہاب الدین دولت آبادی بذکر منشور سادات باب نہم مین نقلاً تفسیر بخاری سے تفسیر آیہ بالا مین لکھتے ہین بعینہ نقل کیجاتی ہے فی تفسیر بخاری۔

ہرگاہ این آیت مباہلہ نازل شد مصطفیٰ گلیم خط دار برسر گرفت و زیر آن بنشست و علی و فاطمہ و حسن و حسین را بہ نشاند۔ چون از مباہلہ فارغ شد جبرئیل بیامد و گفت یا محمد آنانکہ باتو در مباہلہ بودند فرمانست تا برسر ایشان منشور کنم تا مردمان ایشان را عزیز و مکرم دارند پس جبرئیل برسر مصطفیٰ دو حبہ بافت و تشریح داد و بمقدار سر انگشت موئے پراگندہ بگذاشتم و مہر کردہ پس مصطفیٰ برسر علی و فاطمہ و حسن و حسین دو تعہد کردہ فرمود این بر شما سنت گردانیدم و بر اولاد شما کہ از فاطمہ اند پس جبرئیل گفت من یا محمد من نیز باتو در مباہلہ بودم موافقت کردہ ام و خادم خانہ توام و علی را در جنگ یاری دادہ ام و گہوارہ حسن و حسین جنبانیدہ ام مرا از اہل خاندان خود قبول فرمائی برسر من حبہ ہا کن تا فرشتگان ملائے اعلیٰ مرا اہل خاندان تو دانند و ہمین دعا مرویست الذی بجرمۃ خمسۃ ان الذین سادسھم جبرئیل یعنی یا خدا بحرمت پنجتن و چھٹا جبرئیل پس مصطفیٰ برسر جبرئیل حبہ ہا کردہ۔

تاریخ منشر ابو القاسم میں ہے کہ آنحضرت نے جناب شاہ ولایت سے فرمایا کہ اے علی بغیر تمہارے فرزندون کے جو فاطمہ سے ہوں کسی کو منشور روا نہیں۔

اب شیطان کا غلبہ و مغلوبیت ہمارا جواب ہی کہ انبیا و اوصیا معصومین سے منزلوں یہہ مردود دور رہتا ہی مگر بہ اعتقاد اہل سنت انبیا کی حضوری شیطان کو حاصل نہی ہی۔

ترمذی مین بریدہ اسلمی سے روایت ہی آنحضرت کے حضور مین ایک چھوکری حبشیہ دف بجا کر گا رہی تھی ابوبکر عثمان علی بہ اوقات مختلف آئے وہ دف بجاتی گاتی رہی بعدہ عمر خطاب آئے اُس نے دف کو چوتڑون کے

پیچھے چھپا لیا۔
آنحضرت نے فرمایا کہ اے عمر تم سے شیطان ڈرتا ہے کیونکہ میری سامنے چھوکری دف بجایا کی ابوبکر علی عثمان آئے اُس نے خوف نہ کیا تم کو دیکھ کر خاموش ہو گئی۔
ترمذی میں عائشہ سے روایت ہے میں نے بچون کا شور سنا آنحضرت تشریف رکھتے تھے کھڑے ہو گئے ایک حبشیہ عورت اُچھل کود رہی تھی آنحضرت نے فرمایا اے عائشہ آؤ تماشہ دیکھو میں آئی اور حضرت کے مونڈھے پر رخسار رکھ کر تماشہ دیکھنے لگی حضرت نے فرمایا سیر ہو گئیں میں نے کہا نہیں دیر کے بعد عمر خطاب نمودار ہوے اور لوگ متفرق ہو گئے حضرت نے فرمایا میں جنی اور انسی شیطانوں کو عمر سے بھاگتا دیکھتا ہوں۔
ترمذی میں ابن عساکر سالم بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابو موسے اشعری کو حضرت عمر کی خبر نہ معلوم ہوئی وہ ایک ایسی عورت کے پاس گئے جس کے پیٹ میں شیطان بولتا تھا ابو موسے نے اُس عورت سے عمر کی خبر پوچھی اُس نے کہا تم ٹھہر جاؤ میرا شیطان میرے پاس آجاوے جب شیطان آیا تو پھر پوچھا شیطان نے کہا میں نے اُنھیں لنگی کا تہہ بند باندھے چھوڑا ہے اب وہ صدقے کی اونٹ بانٹ رہے ہیں۔
کتاب الاکتفا اور ریاض النضرہ محب طبری سے منقول ہے کہ خلیفہ دویم سے اور شیطان سے کشتی ہوئی۔ شیطان نے اُن کے فضائل بیان کیے۔
صحیح بخاری میں فضل آیۃ الکرسی صفحہ بارہ میں لکھا ہے ابوہریرہ کو شیطان نے

سکھایا۔
خالد اور شیطان سے خوب مار پیٹ ہوئی مدارج النبوۃ صفحہ ۴۹۲ میں ہے آنحضرتؐ فرمود بعائشہ شیطان تو از من گشت ہمین کتاب کے صفحہ ۵۰ میں ہے انھو لحبیب سف وان کیں کو عظیم صحیح مسلم میں ہے من ابن عمر قال خرج رسول اللہ من بیت عائشۃ فقال رؤس الکفر من ھھنا من حیث یطلع قرن الشیطان۔ پس ایسے لوگون کی مخالطت و مجالست و موانست و مکالمت شیطان کے ساتھ ہوگی یا اجسام نوری و انفاس معصوم و مطہر سے اسکا تعلق ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔
یہہ فرمانا جناب امیر کا کہ مجھپر شیطان غالب رہتا ہے محض اتہام نواصب و آن کے ہم مشربونکا ہے۔ اولیاؤن اگر خیال کرو تو رسول اللہ توبہ و استغفار فرمایا کرتے تھے کیا معاذ اللہ وہ گنہگار تھے۔ نہین بلکہ کسر نفس و عجز و الحاح بدرگاہ قادر مطلق ہر انبیاء و اوصیاء کا شعار مستحسن ہے جس سے امت متنبہ ہو کر ہمیشہ توبہ و استغفار پر عامل رہے اور اپنے کو ہیچ تصور کرے۔
تیئسوان یہہ کہ جب متعہ حلال و افضل الطاعت تھا تو جناب امیر نے خود کیون نہ کیا گنہگار ہوئے۔
جواب جوہر۔ اہل سنت متعہ کو قطعی حرام جانتے ہین پس اس مسئلہ کے جوابدہ شیعہ ہین۔
بہت خوب ہم جوابدہ ہین۔ سنو میان جوہر تم نے جو متعہ کو قطعی حرام بتا دیا یہہ کس دلیل سے آیا کسی آیت قرآنی سے یا سنت بدعات خلیفہ ثانی سے کیونکہ اسبات پر اہل سنت کو بھی اتفاق و اقرار ہے کہ متعہ عہد مبارک رسول اللہ و خلیفہ

اور یہیں مباح و حلال تھا خلیفہ ثانی کے عہد میں حرام کیا گیا کیونکہ اونکا خود قول صحیح بخاری مین موجود ہے کہ دو متعہ عہد رسول اللہ مین حلال تھے انکو مین حرام کرتا ہون پھر آپنے جو قطعی حرام لکھدیا تو حرام ہونیکی وجہ بجز ایجاد و بدعت خلیفہ ثانی اگر اور کوئی آپکے پاس ہو تو بیان کیجیے قطعی حرام کہدینے بلا ثبوت و دلیل معقول کافی نہوگا۔ اگر حکم خدا و رسول سے حرام ہوتا تم لکھو گے تو جواب دیا جائیگا۔

متعہ کو افضل الطاعات کس نے کہا اور ترک متعہ مین گنہگار ہونا چہ معنی۔ جیسا رسول نے باوجود حلت صریح متعہ کرنے کی ضرورت نہ سمجھی ویسا ہی جناب امیر کو بھی ضرورت متعہ کی نہوئی جیسے نکاح نہ کرنے مین گناہ نہین سمجھا گیا ویسا ہی متعہ مین۔

دیکھو حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے نکاح ہی نہ کیا اور عالم تجرد مین عمر بسر کر دی۔
رسول اللہ نے باوصف حلت تعداد ازواج حضرت خدیجہ کے حین حیات دوسری بی بی کی طرف توجہ نفرمائی حالانکہ عالم شباب تھا اور بعد انتقال اونکے تیرہ (۱۳) ازواج تک نوبت پہونچ گئی پھر حضرت علی کو متعہ کی کیا ضرورت ہوئی۔

آئمہ معصومین نے جو متعہ کے فضائل بیان فرمائے ہین وہ اس وجہ سے کہ ایک امر حلال خدا جبراً حرام کر دیا گیا پس لوگون کو اوس کے عمل پر ترغیب و تحریص ہونی چاہیے تاکہ حلال خدا معطل و بیکار نہ رہجاوے مگر یہہ نہین کہ بے ضرورت بھی خواہ نخواہ متعہ پر اصرار ہو جیسا نکاح کے فضائل و مناقب ہین ویسا ہی متعہ کے ہین مگر کوئی نہ کرے تو گنہگار نہین ہو سکتا۔

چونکہ حلت متعہ مین ہزارون دلیلین اور بحثین صدہا کتابون مین درج ہین اور یہہ ایک مشہور و معروف مسئلہ ہے جسے ضرورت حلال و حرام سمجھنے کی ہو وہ کتابون مین دیکھ کر اطمینان کر لے کہ آیا حلال ہے یا حرام بدعت و ایجاد خلیفہ ثانی۔

اگر چوهھر نادان قطعی حرام ہونے کی کوئی وجہہ لگا دین گے تو جواب دیا جاویگا ۔

چوبیسوان ۔ یہ کہ جناب امیرؑ نے اصل ہدایت کو گم کر کے بندگان خدا کو ضلالت مین ڈالا ۔ اور بار معصیت خلایق کا جناب کی گردن پر رہا تا قیام قیامت ۔

جواب ۔ جو ہر یہ اعتقاد پر فساد اہل تشیع کا ہے نہ اہل سنت کا جس کا جواب دیا جاوے ۔

لعنۃ اللہ علی الکاذبین ۔ شیعون کا یہ اعتقاد تم نے کس دلیل سے لکھا یونہی اول جلول دیوانون کی طرح جو زبان پر آتا ہے بک ڈالتے ہو وجہہ یہ کہ تم کو اور تمام مردود کو جو تمہارے ہم مشرب و ایک تھیلی کے چٹے بٹے ہین ۔ حضرت علیؑ کے ساتھ منافقت کلی و عداوت قلبی ہے لیس بتراود بزبان انچہ در آوند دلست ۔

حضرت علیؑ نے دین خدا کی شریعت محمدیؐ کی آبرو رکھ لی ہدایت و احکام خدا و رسولؐ کی سپر بنگئے کہ آج تمام دنیا مین اونھین کے نور ہدایت سے اسلام حقیقی چمک رہا ہے اور مثل آفتاب عالمتاب روشن و درخشندہ

اگر آپ ان گمراہان وادیٔ ضلالت و منافقان کتاب اللہ و طریقہ رسالت کو وقتاً فوقتاً تادیب و تنبیہ و تہدید نہ فرماتے تو آج اسلام کا کوئی نام بھی نہ جانتا ۔

ایک حدیث سنو اور اپنی کردار بدعت توبہ کرو اب بھی صراط المستقیم اختیار کرو۔

صحیح ترمذی میں امام احمد سے روایت ہی لوگوں نے رسول خدا سے عرض کیا کہ ای رسول خدا ہم آپ کے بعد کسے امیر بناویں فرمایا اگر تم ابوبکر کو خلیفہ بناؤ گے تو اُسے امانت دار پاؤ گے وہ دنیا کی لذات سے بے رغبت اور آخرت کے نعما میں رغبت کرنے والا ہے۔ فقرہ عربی امینا زاهدا فی الدنیا راغبا فی الآخرۃ اگر تم عمر کو امیر بناؤ گے تو اُسے زبردست امانت دار پاؤ گے وہ دین خدا جاری کرنے میں کسی کی ملامت پر خوف نہ کرے گا۔ فقرہ عربی قویا امینا لا یخاف فی اللہ لومۃ لائم اور اگر علی کو امیر بناؤ گے۔ مگر میں گمان نہیں کرتا کہ تم اُسے خلیفہ بناؤ گے تو وے سیدھی راہ دکھانے والا پاؤ گے۔ تم کو وہ سیدھے رستہ پر لیجاویگا فقرہ عربی ھادیا مھدیا یاخذ بکم الطریق المستقیم رواہ احمد۔

اب دیکھئے ہادی و مہدی و طریق مستقیم یہ الفاظ حضرت علی پر صادق آتے ہیں۔ یا دوسرے پر۔ ابوبکر امانت دار ہیں۔ دنیا سے بیزار دین کی طرف راغب۔ عمر اُن سے زیادہ امانت دار اور نہ خوف کرتے والے دین خدا میں ملامت کرنے والوں سے۔ مگر ہدایت طریق مستقیم کے لئے حضرت علی خاص ہیں اور اُنہیں کے لیجانے سے سیدھی راہ ملسکتی ہے پس اس ہدایت طریق مستقیم سے کس نے انحراف کیا اور سیدھی راہ چھوڑ کر بیراہ ہو گئی۔ بس جنہوں نے اُمت کو سیدھی راہ سے پھیر کر دوسری ٹیڑھی راہ پر لگا دیا وہ ہدایت کے گم کرنے والے ہوئے یا حضرت علی جو بقول مخبر صادق ہادی و مہدی اور سیدھی راہ دکھانے والے تھے رسول خدا نے صاف الفاظ میں فرما دیا کہ بجز علی کے ہادی و مہدی دوسرا نہیں۔ اور انہیں کی ذات پر سیدھی راہ ملنے کا انحصار ہے اور حضرت علی نے بھی بہت کچھ سیدھی راہ اختیار کرنے کو اُمت سے کہا مگر کوئی نہ سنے اور خود ہی کنوئیں میں گرے تو کیا علاج

تا جن کو اللہ جل شانہ نے اپنے فضل و کرم سے سیدہی راہ چلنے کے لئے آنکھیں عطا کیں اور
کانون سے قول مخبر صادق سن لیا وہ ہر حال و قال مین صراط مستقیم پر ثابت قدم و راسخ دم
رہے اپنے ہادی و پیشوا کا دامن نہ چھوڑا اسی سیدہی راہ پر قایم رہ کر اعلی علیین مین
داخل ہوئے اور ہوتے جاتے مین اور ہونگے انشاء اللہ تعالے ۹

مطلب یہی ہے یا محمد کی ہر اک تکبیر کا دامن نہ چھوٹے پائے جناب امیر کا

چھبیسوان - یہہ کہ جناب امیرؑ نبی نہ تھے جو اُن کی نسبت دعوے نبی غیر مرسل ہونیکا
کیا جاتا ہے حالانکہ قرآن پاک مین حضرت رسول خداؐ کی نسبت خدائے تعالیٰ نے
خاتم النبیینؐ فرمایا ہے -

جواب جو ہر یہہ بات بھی شیعون سے دریافت کرنی چاہیئے کیونکہ اُنھین کے
رکن اعظم و سرآوردہ عالم یکتائے روزگار محبہ حیدر کرار نے اپنی انوار الہدے مین جب
جگہہ نسبت جناب امیرؑ و نیز دیگر ائمہؑ دعوے انبیائے غیر مرسلین ہونے کا کیا ہے کہ اہل سنت
اس عقیدہ کو کفر مطلق جانتے مین -

ہم کہتے مین جہان مصنف انوار الہدے سلمہ اللہ تعالے نے دعوے کیا ہے وہان
نقل و عقل سے ثابت کر دیا ہے خصوص اہل سنت کے کتب معتبرہ سے پھر اُس کا جواب
کچھہ بھی تو لکہتے - یہہ گریز فرار عن الساحت المناظرہ اچھا نہین صرف یہہ کہدینے سے
کہ اہل سنت کفر مطلق جانتے مین آپ کا پیچھا نہین چھٹے گا کوئی ضرب تو سنبھالو
اور کچھہ تو منھہ سے بولو ہر بات مین یہہ کیا طریقہ اختیار کر رکھا ہے نہ خدا کی خدائی نہ رسولؐ
کی رسالت -

جبتک اُن دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ کا جواب نہ دوگے جو انوار الہدے مین دعوے

نبی غیر مرسل ہونے کا کیا گیا ہے۔ ایسا کوئی عذر کوئی انکار نہ سنا جائے گا۔ اور اس سوال نواصب کا وہی جواب ہے جو انوار الہدیٰ میں درج ہے۔ معترض و معترض مصنف لکھنے میں صفحہ شمشیر صعفت دویم میں ہم صدر کتاب میں اس امر کو قرار دے چکے ہیں کہ جس طرح مرسلین علیہم الصلوٰۃ معصوم و طاہر ہوتے ہیں ویسا ہی انبیائے غیر مرسلین جو در حقیقت مرسلین کے نائب ہیں معصوم ثابت ہوئے ہیں اور یہ امر بھی ہم ثابت کر چکے ہیں کہ ابتدائے آفرینش سے تا اینندم ہر مرسل صاحب بعثت کے ماتحت و نیابت میں بحسب ضرورت کسی قدر انبیا غیر مرسل ضرور بالضرور مبعوث ہوئے ہیں۔ فی انوار الہدیٰ۔ کیوں میاں جوہر اس حدیث مشہورہ و معروفہ کا کیا مطلب ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل۔ علما میری امت کے مثل انبیا بنی اسرائیل کے ہیں۔

دوسری حدیث ترمذی کی لکل نبی سبعۃ نجباء ورقباء واعطیت انا اربعۃ عشر ہر نبی کے لئے سات نجیب و محافظ ہوتے ہیں مجھ کو چودہ عطا ہوئے ہیں۔ ائمہ اثنا عشر اور حضرت جعفر طیار و امیر حمزہ کرار۔ علما سے بھی مراد اثنا عشر ہیں کیونکہ انا مدینۃ العلم و علی بابہا۔ جو سینہ بسینہ تا حضرت قائم صاحب الزمان مثل دریائے نور موجزن ہے۔

اب سوالوں کے خاتمہ پر جو ہر کج فہم کہتے ہیں۔ دیکھو شیعو بہر عین۔ چند سطر میں کتاب کل طویل نواصب ذلیل کے معاذ اللہ درباب دیانت و عدالت و حکم و علم و فضل و عقل جناب امامت دستگاہ کی اب تم پر فرض ہے کہ اس بار گران کو اپنے سر سے اٹھاؤ اور اپنے دشمنوں کو میدان امتحان میں پچھاڑ دو۔ ایسا کہ بفضل خدا اہل سنت نے

قوم ناحق شناس کو چارون خانے چت زمین پر دے مارا ہے کہ نواصب مخذول کی کمرین ٹوٹ گئی ہین ۔

ہمارا جواب بہت خوب آپ کے حکم کی تعمیل مین سر مو فرق نہ ہوا ہم نے اُن کو بھی پچھاڑا اور تم کو بھی اُن کے سوالون اور تمہارے جوابون کی دہجیان بکھر گئین ۔

دیکھو باطل کا ساتھ دینے مین یہہ روز بد آگے آتے ہین اور حواس خمسہ کے طوطے اُڑ جاتے ہین ۔

نہ اُن کمزورون کا ساتھ دیتے نہ ٹھوکر کھاتے کیسے اوندھے مُنھ گرے ہو کہ عمر بھر یاد رکھوگے ۔

اب جوہر نادان و نافہم نے ایک سوال نوایجاد بہت ہی مغالطی و لسانی سے شیعون پر کیا ہے جس کا خلاصہ یہہ ہے کہ جناب امیرؑ نے باوصف چنین و چنان اوصاف و فضل و مناقب ابوبکر کو کیون خلافت پر قبضہ دبا دیا خود محروم رہے ۔ اور اصحاب نے کیون نہ آپ کو مسند نیابت پر بٹھایا کیا خلفائے ثلثہ خدا و رسولؐ سے بھی زیادہ زور آور تھے جنھون نے نیابت نائب بلافصل کی غصب کر لی ۔ اصحاب ایسے طاقتور تھے جنھون نے حمایت ملائکہ کی بھی پروا نہ کر کے بے خوف و خطر سینہ زوری سے خلافت سرور اولیا سید الاصفیا حیدر کرار صفدر نامدار کی لے کر ابوبکر کو دیدی ۔

اس ایک ہی سوال اہل سنت کا جواب اہل تشیع اپنے ہی کتب معتبرہ سے دیدین بشرطیکہ آیات بینات و احادیث سرور کائنات کی تکذیب نہ ہو وغیرہ وغیرہ اگر مسئلہ بدا کو صندوق تقیہ سے نکال کر جواب دیا جائے گا تو اُس کے جواب الجواب مین بجائے غالب کل غالب تحفہ مغلوب علی کل مغلوب پیش کیا جاوے گا یا بالضرورت بذریعہ

تار برقی خوارج کو بھی خبر کرنی پڑے گی جس سے شیعون کو قدر مناظرہ قیامت تک معلوم رہے گی۔

جواب۔ ہم نے اہل سنت کے عموماً اور جوہر نادان کے خصوصاً سوال کا جواب صفحہ ۱۹۵تا۲۰۱ مین مفصل دیا ہے کہ حضرت علیؑ نے عموماً کل انبیائے مرسلین اور خصوصاً رسول اللہ سید المرسلین کی تقلید کے سرمو فرق نہین ہے جیسا کل انبیا و خود رسول خدا بادشاہان ظالم و حاکمان بدطریقت کے عہد مین مغلوب و محکوم بےبس و بےکس بسر کرتے رہے ویسا ہی حضرت علیؑ بھی عہد خلفائ غاصب خلافت مین بقول خود سعد قرجو بسر کر چارہ نہین آدمی کو امیر سے نیک ہو یا بد بسر کرے مومن اُس کی حکومت مین تا زیست۔

اور رسالہ خامس اغلاط الحق وصیت رسول خدا دربارہ صبر و سکوت و نہ کرنے جنگ و جدل باخلفائ ثلثہ بنظر تحفظ ضعفائے مسلمین و حفاظت دین۔

پس جبکہ تم خود ہی ان وجوہات کو تسلیم کرتے ہو تو پھر سوال کیسا۔ حضرت علیؑ کو جو خدا ورسولؐ کا حکم تھا اُس کی تعمیل کی۔

اصحاب شورہ کی نادانی دنیا طلبی بوالہوسی جہالت کور باطنی جنھون نے حق پر باطل کو ترجیح دی۔

احد مین حنین مین رسول اللہؐ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے اپنی جان بچائی دیکھو صلح حدیبیہ کا قصہ جب آنحضرتؐ نے مصلحتاً کفار مکہ سے دب کر صلح کر لی تو اصحاب کو سخت ناگوار ہوا۔ آنحضرتؐ نے اصحاب سے حکم فرمایا کہ اُٹھو اور قربانی کو ذبح کرو اور بالوں کو حلق کرو مگر اصحاب نہایت ناخوش تھے کسی کا دل قربانی کو نہ چاہتا تھا آنحضرتؐ نے تین بار فرمایا مگر بنی ہاشم کے سوا اور کوئی مارے طیش کے نہ اُٹھا حضرتؐ رنجیدہ ہو کر

دولت سرا مین گئے حضرت ام سلمہ سے اصحاب کی نافرمانی بیان کی ام سلمہ نے
عرض کی آپ کسی سے کچھ نہ فرمائیے اور حجامت بنوائیے اور قربانی کیجیئے۔
آنحضرتؐ نے اپنے خاص اونٹون کو قربانی کیا اور سر ترشوایا۔ پھر لوگون نے طوعاً
وکرہاً قربانیان کین اور چند لوگون نے سر ترشوایا باقی نے تھوڑے تھوڑے بال کتروائے
حالانکہ آنحضرتؐ نے مکرر محلقین یعنی بال ترشوانے والون کے حق مین دعا کی مگر کسی نے
نہ سنا بلکہ عمر خطاب نے صاف کہہ دیا کہ آج کا سا شک آنحضرتؐ کی نبوت مین
مجھے اور کبھی نہین ہوا۔ پس یہہ وہی اصحاب تھے یا اور جبکہ رسول اللہ کے حضور مین یہہ
حال تھا تو بعد اُن کے جو اُن سے افعال سرزد ہوے طشت ازبام ہین۔
ایسے اصحاب نافرمان کے شورہ و اجماع پر ناز کر کے خلافت کا استحقاق جائز کرنا
خوش فہمی اہل سنت ہے اور جبکہ خدا و رسول ہی کے احکام سے صراحتاً انکار و انحراف
تھا تو لائکہ کی حمایت کی کب پروا تھی۔ ہان اگر مثل قوم لوط علیہ السلام تختہ اُلٹ دیا
جاتا تو مناسب تھا مگر اُمت محمدی عذاب وعقاب دنیاوی سے مستثنے کی گئی ہے۔
دیکھو حدیث بخاری و مسلم کہ بہت اصحاب خاص بعد وفات آنحضرتؐ اپنے اُس حال پر
پھر گئے جس پر وہ پہلے تھے اور خلقے کے وقت ایمان نہ رہا اور یہہ شامت بوجہ
بے طاعتی و مخالفت و معاندت اہلبیت اطہار کی بطرف نفسانیت سے اُن کو
نصیب ہوئی اور انہین کتابون مین بذیل صحاح استی دیکھو کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ روز
قیامت اکثر اصحاب میرے آ لیئے ہاتم کیطرف پکڑے آوینگے یعنی جدھر اصحاب نار جہنم
کا رخ ہوگا تو مین خدائے تعالے سے عرض کرونگا کہ بار الٰہا یہہ تو میرے اصحاب ہین
تب درگاہ الٰہی سے حکم ہوگا کہ تم نہین جانتے جو کچھ تمہارے بعد انہون نے احداث

کیا۔ آپ عرض کرینگے کہ مین گواہی دیتا ہون ان کی جب تک مین زندہ رہا یہہ ایمان لائے نماز پڑہتے تہے روزہ رکہتے تہے زکوٰۃ دیتے تہے سب باتین ایمان والون کی میرے روبرو کرتے تہے تب حکم الٰہی ہوگا کہ یہہ مرتد ہوگئے اور اپنے پچہلے پاؤن پہر گئے بعد تمہاری مفارقت کے اور تمہاری اطاعت سے نکل گئے بمجرد تمہاری وفات کے اور وفات ہوتے ہی خلاف حکم عمل کرنے لگے اور بعض انمین بہت ہی سقر بمین گرفتار نجاست بدبلاہی خدا محفوظ رکہے۔

ہم پہلے لکہہ چکے ہین کہ آنحضرت نے ابوبکر سے فرمایا کہ خبر نہین بعد میرے تم دین مین کیا کیا ایجاد دین کروگے۔ اور عمر خطاب سے فرمایا کہ قسم خدا کی اگر موسیٰ میرے عہد مین ہوتے تو تم مجہے چہوڑتے اور انکی پیروی کرتے۔

شیعہ علی کو خدا نہین کہتے رسول اللہ نہین کہتے خدا باوصف عظمت وجلالت وجباری وقہاری کیسی کچہہ برداشت وحلم وضبط اپنے بندون کی نافرمانی پر کرتا ہے۔

رسول اللہ باوجود یہہ اوصاف موصوف ہونے کے کفار کے ہاتہ سے مغلوب ومحکوم رہے اور جو ایذائین وتکلیفین ومصیبتین اُن بدکردارون نامنجہون کے ہاتہ سے اُٹہائین اُنپر سکوت وصبر وتحمل کیا۔

اصحاب نے علانیہ نافرمانیان کین حکم نہ مانا اُن کو تنہا چہوڑ کر صف جنگ سے بہاگ کہڑے ہوئے اُن کی نبوت مین شک کیا اُن کے روبرو توریت پڑہتے جس سے آپکا چہرہ غیظ وغضب سے متغیر ہوجاتا۔ تقسیم مال غنیمت مین عادل نہ کہتے اُن کو بیحا بزبان سے نسبت دیتے۔ ابی سلول کے نماز جنازہ پڑہتے ہوئے اُنپر کود پڑنے کہینچتے نماز سے باز رکہتے۔ ازواج کا یہہ حال کہ ہر طرح اُن کو تنگ کرتین جہوٹا

استہمام لگاتے ہین اُن کے راز کو باوصف ہدایت اخفا افشا کرتے ہین اُن سے انصاف چاہتے ہین۔ غرضکہ کیا کیا مصائب و اذیتین آپنے کفار نابکار و تابعین بدکردار سے اُٹھائین مگر صبر و سکوت سے فرمایا۔ بس ایسا ہی حضرت علیؑ کو سمجھو غالب علیٰ کل غالب کے موقع پر سب پر غالب رہے۔ اور صبر و سکوت کے موقع پر صابر و شاکر ضابط و حلیم مثل رسول اللہ صلعم
ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامے دارد۔

تقیہ کو کیا دخل تھا اور اگر ایسا ہی سمجھو تو خیر رسول اللہؐ کا حال قیام مکہ مین صراحت کے ساتھ غور کرنا چاہیئے۔ ہم بہت ہی اختصار کے ساتھ لکھتے ہین قصص الانبیا اہل سنت کی کتاب ہے جو تمام احادیث و روایات کا خلاصہ ہے۔ جب آنحضرت کو ۴۰ برس کی عمر مین رسالت و پیغمبری ملی یا ایھا المدثر قم فانذر و ربک فکبر۔
آپ نے پہلے حضرت خدیجہ سے یہہ حال ظاہر کیا جنہون نے بلا عذر و حجت آپ کی رسالت کی تصدیق کی بعد ازان حضرت امیر المومنین ابن عم رسولؐ علی ابن ابی طالب نے کہ عمر اُن کی آٹھ سال کی تھی۔

ابو بکر صدیق ان دنون مین یمن کی طرف تجارت کو گئے تھے وہان ایک راہب جس کی عمر ۲۹۰ برس کی تھی ابو بکر کو ملا اور اُن کی قوم و نسب پوچھکر بولا کہ جب تو وطن کو پہونچے تو پیغمبر آخر الزمان ظاہر ہوا ہوگا بالغ مردون مین اول سب سے تو ایمان لا اور جلد جا اس دولت کو مت گنوا ابو بکر مکہ مین آئے ابوجہل اور عقبہ بن معیط سے ملکر پوچھا کوئی خبر تازہ ہے وہ بولے ہان محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب دعویٰ نبوت کرتا ہے ابو بکر حضرت کے پاس آئے اور مزاج کا حال پوچھا آپ نے فرمایا ای پسر ابو قحافہ جان تو کہ مین رسولؐ خدا اور تمام خلق کا رہنما ہون ابو بکر نے کہا تمہارا کیا معجزہ ہے حضرت

نے راہب سے ملاقات ہونا اُس کا ہدایت کرنا سب کچھ کہہ سنایا ابوبکر حیران رہگئے
اور پوچھا آپ کو یہ خبر کسنے دی آپ نے فرمایا جبرئیل نے تب ابوبکر ایمان لائے
بعدہ اور لوگ مشرف باسلام ہوئے پھر وحی کا نزول شروع ہوا اور آپ نے
بتون کی مذمت شروع کی اور قریش بگڑ اُٹھے ابوجہل والولہب چھیڑا کرتے دس برس آپ
مکہ مین رہے کفار قریش نے ایذائین دینی شروع کین کیسی کیسی ایذا اور ان طرح کی بے ادبیان
قسم قسم کے رنج آپ کو پہونچے اور بڑے بڑے القاب مانند ساحر اور شاعر
اور کاہن و مجنون و ابتر وغیرہ آنحضرت نے اپنی نسبت سنے غریب الصحاب
پر جس طرح کے عذاب ہوئے جن کے بیان سے رونگٹے کھڑے ہوتے
ہین القصہ جب کافرون کا ظلم و جور مسلمانون پر حد سے زیادہ گزرا تو
آپ نے بعض اصحاب کو ہجرت کا حکم دیا جو بادشاہ حبش کے ملک مین چلے گئے
چھہ برس بعد حضرت حمزہ اسلام سے مشرف ہوئے کیفیت یہہ کہ
حضرت حمزہ شکار سے آئے ایک لونڈی نے آپ سے کہا کہ آج ابوجہل نے
محمد کو اسطرح کی ایذا دی اور تعجب ہے تم سے کہ اپنے بھتیجے کی مدد نہین
کرتے تمہارے جیتے جی اُن پر یہہ تکلیفین ہین —
امیر حمزہ کو غیرت آگئی اور ابوجہل کے پاس پہونچکر ایک کمان اُسکے
سر پر ایسی ماری کہ اوندھا گر گیا اور امیر حمزہ یہہ کہکر کہ مین نے محمد کا دین قبول
کیا آنحضرت کے حضور مین آئے اور دین اسلام قبول کیا —
حضرت حمزہ کے ایمان لانے سے دین چند امضبوط ہو گیا اور کفار ایذا رسانی سے
خوف کرنے لگے — بعد ازان عمر خطاب نے اسلام سے شرف حاصل کیا —

(عمر کے اسلام کی حدیث ہم پہلے لکھ چکے ہیں ملاحظہ ہو۔)

جب دسواں سال شروع ہوا ابو طالب نے انتقال کیا قبل انتقال تمام عزیز و اقارب کو بلا کر بتاکید اکید ہدایت کی کہ محمدؐ کی متابعت میں قصور مت کرو اور جان و دل سے حاضر رہو راہ راست پاؤ گے۔ بعد انتقال ابو طالب تیسرے روز حضرت خدیجہ کا انتقال ہو گیا آنحضرتؐ کو ان دونوں جلیل القدر کے انتقال کا سخت صدمہ ہوا اسی لئے اُس سال کا نام عام الحزن رکھا آنحضرتؐ اکثر قبائل عرب میں جا کر دعوت اسلام فرماتے۔ بعدہ مدینہ کے کچھ آدمی ایمان لائے اور اپنے وطن میں جا کر شہرت اسلام کی۔ پھر معراج ہوئی اور بیعت عقبہ وغیرہ۔

اکثر مہاجر کفار کی ایذا سے مثل عمر خطاب وغیرہ پہلے ہی مدینہ کو ہجرت کر گئے کفار نے آنحضرتؐ کے قتل کا ارادہ کیا جبرئیل امین نے خبر دی کہ آج شب کو علی مرتضیٰ کو اپنے بستر پر چھوڑ دو اور نکل جاؤ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ سے حال کہا وہ خدا پر تکیہ کر کے نبی کے بلحاف بستر رسالت پر لیٹ رہے۔ آنحضرتؐ ابو بکر کو لے کر غار میں جا کر پوشیدہ ہو گئے۔ پھر مدینہ منورہ پہنچے سراقہ بن مالک نے پیچھا کیا ابو بکر گھبرائے رسول خدا نے تسلی دی اُس کے گھوڑے کے پیر چلنے سے رہ گئے

صلح حدیبیہ کا مختصر حال اصحاب باصفا صاحبان حیا کا حال اوپر ذکر ہوا ہے یہاں کچھ اور وجوہ سنو سبب سفر بیت اللہ کا یہ ہوا کہ حضرتؐ نے خواب میں دیکھا کہ امن و امان کے ساتھ مع اصحاب داخل

مکہ معظمہ ہوئے۔ اصحاب کو خوشی ہوئی کہ اس سال مکہ فتح ہوگا۔ آنحضرت
نے تیاری سفر فرمائی چودہ سو آدمی ہمراہ رکاب ہوئے۔ جب منزل عسفان
مین پہونچے بشیر بن سفیان ملا اور کہا قریش کو آپکے کوچ کی خبر ہوئی ہے
اور انہون نے بڑی جمعیت کی ہے اور خالد بن ولید کو سردار لشکر مقرر
کیا ہے اور قسم کھائی ہے کہ مکہ مین تم کو نہ آنے دینگے آنحضرتؐ نے یہہ
خبر سنکر دشوار راہ سے گذر کر حدیبیہ مین مقام کیا قریش نے بدیل بن ورقا
خزاعی کو آنحضرتؐ کے پاس بھیجا اُس نے بھی قریش کے ارادون سے آپ کو
مطلع کیا آپ نے فرمایا مجھے لڑائی منظور نہین واسطے عمرہ کے
آیا ہون قریش کو لازم ہے کہ ایک مدت معین کر کے ہم کو اور قبائل عرب پر
چھوڑ دین بدیل نے قریش سے پیغام حضرتؐ کا کہا لوگون نے اُس کی بات کا
اعتبار نہ کیا اور عروہ بن مسعود کو آپ کے پاس بھیجا عروہ نے بطریق مصلحت
عرض کیا ای محمد اگر تم اسواسطے ہو کہ اپنی قوم کو استیصال و بیخ و بنیاد
کرو تو زمانہ ماضی مین کسی نے ایسا نہین کیا اور اگر کوئی غرض ہو تو بیان کرو
یہہ چند اوباش بیکار جو تم نے جمع کیے ہین میری خاطر مین یہ گذرتا ہے
کہ یہہ لوگ ضرورت کے وقت تم کو چھوڑ کر بھاگ جاوینگے۔ (واہ رے
عروہ تو نے سچ کہا) ابوبکر اور عروہ سے نزاع لفظی ہو گئی عروہ واپس آیا
بعد ازان آنحضرتؐ نے عثمان بن عفان کو قریش کے پاس بھیجا قریش نے
اُن کی باتین نہ سنین اور اُن کو قید کر دیا حضرتؐ کو خبر ملی کہ عثمان کو قریش نے
قتل کر ڈالا۔

آنحضرت کو رنج ہوا ایک درخت کے تلے بیٹھے اور اصحاب سے بیعت قتل قریش
کی بی بی نے بخلوص دل بیعت کی اور یہہ آیت اتری لقد رضی اللہ عن المؤمنین
پھر قریش نے سہیل بن عمرو کو حضرت کے پاس بھیجا اور بعد تکرار بسیار کے صلح پر دارو
مدار ہوا۔ صلحنامہ حضرت علیؑ لکھنے لگے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ سہیل نے کہا کہ ہم رحمان کو نہیں جانتے اور اللہ
کو اس نام سے نہیں پکارتے ہمارے دستور کے موافق لکھو۔ باسمک
اللھم اصحاب نہیں مانتے تھے مگر حضرت نے فرمایا یوں ہی لکھو اجد ازان لکھا۔
ھذا ما قاضی علیہ محمد رسول اللہ پھر سہیل نے کہا اگر ہم تمہاری رسالت
کے قائل ہوتے تو نزاع کیوں کرتے محمد بن عبد اللہ لکھو حضرت نے فرمایا
واللہ میں محمد رسول اللہ اور محمد بن عبد اللہ ہوں اے علی رسول اللہ کے لفظ
کو مٹا دے حضرت علیؑ نے عرض کی میری مجال نہیں کہ لفظ رسالت
تراشوں۔ آنحضرت نے خود اپنے ہاتھ سے لفظ رسول اللہ تراش کر ابن عبد اللہ
بنا دیا۔ پھر یہہ شرطیں تحریر ہوئیں۔ حضرت اس سال مع لشکر مدینہ کو واپس جائیں۔
آیندہ سال کعبہ میں داخل ہو کر عمرۃ القضا گزاریں لیکن تلواریں میان کے
اندر ہوں۔ تین دن سے زیادہ مکہ میں نہ قیام کریں۔ دس برس تک
لڑائی نہ کریں۔ جو شخص آنحضرت کی طرف ہمارے یہاں کا جاوے تو اوسے ہمارے
حوالے کر دیں۔ جو شخص آنحضرت کیطرف کا ہمارے یہاں آوے اوسے ہم نہ دینگے۔ یہہ
شرطیں اصحاب کو سخت ناگوار گزریں اور بہت ہی رنجیدہ ہوئے پھر قربانی کا انکار وغیرہ ہوا۔
بی بی عائشہ سے سند نہیں　ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ آنحضرت حضرت زینب بی

دختر نیک اختر و ابوالعاص اُن کے شوہر مشرک کے درمیان باوصف نزول آیہ لا تنکحوا المشرکین جدائی نہ کر سکے اور کعبہ کے قیام میں بحالت مغلوبی حلال وحرام کرنے پر قادر نہ تھے بی بی عائشہ کی قوم سے خوف کر کے حسب خواہش دلی وتمنائے قلبی آخر دم حیات تک کعبہ کی تعمیر نہ کر سکے۔

اب فرمایئے حضرت علیؑ باوجود ہدایت صبر و سکوت و عدم مقاتلۂ خلفاء ثلٰثہ کیسے کر سکتے تھے اور اُن کے غالب علی الکل نہ ہونے سے کیا نقص ہو گیا۔ اللہ جل علیٰ باوصف قادر مطلق علیٰ کل شیٔ قدیر و شدید العقاب وغیرہ ہونے کے کیا ضبط و برداشت کرتا ہے اور مخلوق کو اُن کے اعمال و افعال پر چھوڑ دیتا ہے رسول اللہؐ باوجودیکہ جنگ بدر میں علانیہ پانچہزار فرشتگان شدید القویٰ سے کفار پر غلبہ پا چکے تھے اور حبیب رب العالمین سید المرسلین خاتم النبیین بشیر ونذیر خیر البشر فخر عالم و آدم مجموعہ کمالات ظاہر و باطن ان اللہ معنا ہر وقت خدا ساتھ تھا اور اس کے فرشتہ مدد کو موجود محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار نے کیسی روش اختیار فرمائی اور کس طرح صبر و سکوت ضبط و تحمل کر کے دین خدا جاری کیا ویسا ہی حضرت علیؑ نے۔

کیوں جوہر صاحب اشداء علی الکفار کی صفت آپ کے خلفائے مقبولہ سے ان واقعات اسلام میں کس غار میں پوشیدہ تھے اسی کا جواب دیدو کیونکہ اس صفت کو خاص آپنے ابوبکر کی نسبت منسوب کیا ہے اور یہ بھی خیال رہے کہ گو کہ اس آیت میں اشداء علی الکفار ہونا رسول خدا کے ہمراہ ہوں سے مراد ہو مگر جبکہ خادم میں یہ صفت پائی جائے تو مخدوم میں

بے جا اور تصور ہو گی پس آنحضرت نے جو سر دفتر اشداء علی الکفار تھے کیوں
صلح حدیبیہ میں کفار پر شدت کی اور اُن کے شرائط پیش کردہ کو مان لیا یہانتک
کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اپنی رسالت کو خود ہی اپنے ہاتھ سے محو کر دیا پھر اب
کوئی کہ حضرت علیؑ نے نعوذ باللہ کیا بیجا کیا اگر آنحضرت کی رسالت اور شان و
منزلت قائم رہی تو غالب علی کل غالب پر بھی اعتراض نہیں ہو سکتا انصاف و
ایمان شرط ہے۔

اگر رسول اللہ نے غار میں پوشیدہ ہونے خدا اور رسولؐ کے
نام محو کرنے کفار سے دب کر صلحنامہ لکھنے میں تقیہ کیا تو حضرت
علیؑ نے بھی حکومت ابوبکر میں رہنے وغیرہ میں اُسی پر عمل کیا
بعینہ تم سمجھو۔

دیکھو حضرت ہودؑ کا قصہ۔ حضرت ہود کو اللہ تعالے نے قوم عاد پر بھیجا
وہ سنگدل بت پرست تھی آپنے خدا کے احکام کی تبلیغ شروع کی لوگ
درپے ایذا ہوگئے مگر ایک گروہ ایمان لایا تھا اور کافروں کے خوف
سے اپنا ایمان چھپاتا تھا جب کفار حضرت ایذا پر آمادہ ہوئے تو فوراً مومن نے
آپ کو اطلاع کی آپ وہاں سے مع اس گروہ کے علٰحدہ ہو گئے۔

دیکھو قصہ حضرت ابراہیم۔ بموجب حکم وحی الٰہی آپ نے مع اپنی معظمہ بی بی
سارہ کے شام کیطرف ہجرت کی مصر میں حضرت سارہ کے حسن و جمال کی
لوگوں نے بادشاہ سے تعریف کی بادشاہ نے حضرت ابراہیم و سارہ
کو اپنے روبرو بلایا اور پوچھا اس عورت سے تیرا کیا رشتہ ہے میں اسکو

لیا چاہتا ہون - حضرت ابراہیم نے سوچا کہ اگر یہہ کہتا ہون یہہ میری منکوحہ بی بی ہے تو بادشاہ مجھے مار ڈالے گا اس لیے حیلہ کر کے فرمایا کہ یہہ عورت میری بہن ہے اس طرح اُس ظالم بےدین کے ظلم سے بچے آخر مردود نے حضرت سارہ کو نزدیک بلایا اور بے اختیار اُس معصومہ بی بی کیطرف ہاتھ دراز کیا اور مغلوب العقل ہو کر بے ادبی کا دروازہ باز کیا حضرت سارہ کی دعا سے اُس کے دونون ہاتھ شل ہو گئے -

مومن آل فرعون کے ایمان چھپانیکا ذکر قرآن مین موجود ہے - پس اسے تقیہ سمجھو یا تورِیہ جو اہل سنت کے بھی مذہب مین ممدوح ہے -

اب دیگر انبیا کا حال مختصر سنو کہ یہہ انفاس قدسیہ کسطرح دنیا مین رہا ہے اور انکی طرز معاشرت کیا تھی -

حضرت شیث علیہ السلام لوگون سے تنہا ہو کر اکثر اوقات وظائف اور طاعات خدا مین مشغول رہتے اور نفس کی ریاضت اور تہذیب اخلاق ہمیشہ اُن کو مدنظر رہتا آپ کے عہد مین بنی آدم دو قسم کے تھے بعضی متابعت حضرت شیث کی کرتے اور اکثر اولاد قابیل کے تابع تھے حضرت شیث کی نصیحت سے بعضے تو راہ راست پر آئے اور اکثر بدستور نافرمانی پر مصر رہے ۹۱۲ سال آپ زندہ رہے بعدہ انتقال ہوا - منجملہ نصائح حضرت شیث میں سے ایک نصیحت یہہ ہے کہ مومن حقیقی وہ ہے جو بادشاہ وقت کا مطیع و محکوم ہو -

حضرت ادریس کو خدا نے خلعت نبوت سے ممتاز کیا آپ کی ہدایت سے اکثر گمراہ

راہ پر آئے باقی اپنی گمراہی پر قایم رہے جو لوگ کفر اور شرک کے خوگیر ہو رہے تھے اپنی قساوت قلبی کی وجہ سے اوسی کفر و شرک پر قایم رہے اور حضرت ادریس کی نصیحت نہ مانی۔

حضرت نوح علیہ السلام اصلاح عالم و بنی آدم کی غرض سے مبعوث ہوئے تمام عمر ادائے دعوت مین مصروف رہے کفار فجار مین ساتھ امر معروف و نہی عن المنکر کے مصروف تھے ہر چند کہ جناب الٰہی مین اُن کی ہدایت کی دعا کرتے پر وہ سنگدل نہایت کفر اور انکار سے فریب اور دغا کرتے باوجود اس محنت و مشقت وعظ و نصیحت کے تمام عمر مین سوائے اسّی آدمیون کے کوئی اسلام نہ لایا اور حضرت نوح کا ارشاد اون کے کام نہ آیا ۹۵۰ برس کی عمر پائی۔ وما امن معہ الا قلیل کی تفسیر مین مفسرون کا اتفاق ہے اور خود رسول خدا نے فرمایا کہ کسی پیغمبر نے اپنی قوم سے اتنی اذیت نہین اوٹھائی جتنی حضرت نوح نے اپنی اُمت کے ہاتھون سے مصیبت پائی مجلس وعظ مین انکو اسقدر مارتے کہ آپ بیہوش ہوجاتے اور آپ کے صاحبزادے گھر کو اوٹھا لیجاتے۔

حضرت صالح علیہ السلام ثمود کی قوم پر مبعوث ہوئے ہر چند صالح اونکو نصیحت فرماتے مگر وہ اپنی بت پرستی و بدمستی سے باز نہ آتے اور حضرت صالح کی نصیحت سے منہ پھیرتے۔ پتھر سے اونٹنی نکلنے پر ایمان لانے کو اقرار کیا آپ کی دعا سے اونٹنی پتھر سے نکلی مگر کفار نے عہد وفا نہ کیا بلکہ اُس اونٹنی کو مار ڈالا۔

حضرت ابراہیم کو نمرود مردود نے آگ مین جلوا دیا وہ آگ خدا کے فضل سے
گلنار ہوگئی حضرت ابراہیم شام کی طرف ہجرت کر گئے۔

حضرت لوط علیہ السلام قوم کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے اور ہر طرح کی وعظ
ونصائح کرتے رہے مگر قوم نے کچھ نہ سنا آپ بڑے مہمان نواز تھے جب کبھی کوئی مہمان
آپ کے مکان پر آتا کفار ناہنجار اُسے ایذا دیتے حضرت لوط لاچار ہوگئے اور قوم کے غارت
ہونے کی دعا کی حضرت جبرئیل معہ دیگر فرشتون کے بصورت اطفال حسین وجمیل آئے
حضرت لوط نے مجبور ہو مہمان کیا بی بی کافرہ نے قوم کو خبر کر دی وہ لوگ چڑھ
دوڑے آپ نے بحالت اضطرار وانتشار فرمایا میری بیٹیان حاضر ہین مگر مہمانون سے
مزاحم نہو پھر آپ معہ اپنے مومنون کے شہر سے نکل گئے قوم پر عذاب نازل ہوا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ مشہور ہے مصر مین آپ کی خرید وفروخت ہوئی
زلیخا اور اُن کی مجلس کی عورات نے اتہام لگایا اور بیگناہ معصوم کو جیل خانہ مین ڈلوا دیا
بارہ برس تک آپ جیل خانہ مین رہے۔ انہین عورات مکار کیا دے سے آنحضرت نے
بی بی عائشہ وحفصہ کو مناسبت ومشابہت فرمائی ہے۔ اِنَّ کیدکن عظیم۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی حکایت درد افزا اُن کے رنج وتعب صبر وشکیبائی کی
روایت جانگزا مشہور عالم ہے کہ شیطان مردود وقوم مطرود کے ہاتھ سے کیا کیا ایذا
اُٹھائین جسمی وروحی تکلیفین جو آپ کو پہنچین اُن کی شرح مین مجال دم زدن نہین روح کو
صدمہ ہوتا ہے قلق سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔

حضرت شعیب اہل مدین واصحاب الایکہ کی طرف مبعوث ہوئے جو ایک ہی
گروہ تھے یہہ لوگ بت پرست تھے اور وزن پورا نہ تولتے کھوٹے روپئے اشرفیان

چلاتے آپ ہرچند راہ راست دکھاتے اور وعظ و پند فرماتے وہ ہرگز باز نہ آتے
غیر ملک شام وغیرہ کے لوگ ان پر ایمان لائے مگر اس قوم نے کچھ نہ مانا اور اپنے
آبائی دین پر قایم رہے۔
حضرت موسیٰ و ہارون بڑے مقرب بارگاہ الٰہی تھے پیغمبر تھے بیان انکا علوم نبت اور بلندی مرتبت
کا حد وصف سے باہر ہے۔
آپ اپنے ایام دولت میں بسبب جنسیت کے بنی اسرائیل پر ہمیشہ ترحم فرماتے اور
قبطیوں کی تکلیف دہی و آزار رسانی سے ہمیشہ ملول رہتے لیکن فرعون کے
خوف سے دم مارنے کا امکان نہ تھا۔ ایک بنی اسرائیل کے عوض آزار میں ایک
قبطی کو آپنے مارا اور فرعون کے خوف سے بے زاد و راحلہ شہر چھوڑ کر شہر مدین کی طرف
چلد یئے۔
حضرت شعیب کی لڑکیاں اپنی بکریوں کے پانی پلانے کے انتظار میں کنوئیں پر تھیں
کوئی پانی نکالنے والا ان کی بکریوں کو پانی نہ دیتا تھا حضرت موسیٰ نے بکریوں کو
سیراب کیا اور حضرت شعیب تک رسائی ہوئی بشرط چرانے بکریاں دس سال تک
حضرت شعیب نے اپنی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنا منظور فرمایا۔ حضرت موسیٰ
وہاں رہے اور بعد مدت مقررہ اپنی بی بی کو لے کر چلے راہ میں آگ کی تلاش ہوئی
اور نور ایزدی شعلہ زن ہوا آواز آئی انی انا اللہ رب العالمین و اتار بف یا موسیٰ ۔ اور
آپ کو رسالت ملی حکم ہوا فرعون کے پاس جاؤ گمراہ کو راہ پر لاؤ حضرت موسیٰ نے
عرض کی میری زبان میں لکنت ہے ہارون میرے بھائی کو کہ فصیح البیان ہے میرا
شریک کر اور میرا وزیر بنا یہ آرزو پوری ہوئی حضرت موسیٰ نے بوجہ مار ڈالنے

قبطی کے فرعون کے پاس جانے سے انکار ظاہر کیا حکم ہوا خوف مت کرو تم کو وہ اذیت نہ دے سکے گا۔ مگر تم دونوں بھائی رسالت کی تبلیغ ساتھ کلام ملایم و گفتگوئی نرم کے کرو۔ آپ مصر میں پہونچے فرعون کو خبر ہوئی اُس نے معجزہ طلب کیا آپ نے عصا کو اژدہا بنایا مگر فرعون قائل نہ ہوا اور بنی اسرائیل پر پہلے سے زیادہ سختی شروع کی حضرت موسےٰ بنی اسرائیل کو لے کر رات کے وقت نکلے فرعون نے تعاقب کیا دریائے نیل اس گروہ کے عبور کے وقت ٹھہر گیا اور فرعون جب منجھدار میں پہونچا پھر جوش زن ہوا لشکر غرق ہو گیا۔ بعدہ اپنی اُمت کو حضرت ہارون کی حفاظت میں چھوڑ کر حضرت موسےٰ کوہ طور پر گئے یہاں اُمت باغوائے سامری مردود گوسالہ پرست ہو گئے حضرت موسےٰ طور سے واپس آئے یہاں نیا کرشمہ دیکھا حضرت ہارون سے لڑے جھگڑے سامری کی جان سے درگزر کر کے بد دعا کی خدا تجھے عذاب جہنم نصیب کرے۔

بنی اسرائیل نے عفو تقصیر چاہی اور پھر از سر نو راہ راست پر آئے بحکم خدا گوسالہ پرستوں کا قتل و قمع ہونے کو ہی تھا کہ حضرت موسیٰ و ہارون کی دعا اثر پذیر ہوئی اور لوگ بچ گئے۔

قارون کو آپ نے بہت کچھ سمجھایا کہ زکوٰۃ مال دے وہ رضامند نہ ہوا اسکا گروہ علیحدہ ہو گیا اور قارون اپنی بد اعمالیوں سے زمین میں دھنس گیا پھر عمالقہ کے مقابلہ کو حکم ہوا بجز یوشع بن نون و کالب بن یوقنا کسی نے حضرت موسےٰ کا کہنا نہ مانا آپ کو غصہ آیا اور بدرگاہ خدا عرض کی کہ یا الٰہی میرا اختیار سوائے اپنے نفس اور بھائی کے اوروں پر نہیں پھر بنی اسرائیل بے فرمانی کے وبال میں گرفتار

ہو کر جنگل مین قید ہو گئے حضرت موسیٰ وہارون و یوشع و کالب عمالقہ کیطرف
چلے اور بنی اسرائیل نے مصر کا رخ کیا انحضرت موسیٰ اس امید پر صبر کہ شاید
اب بھی بنی اسرائیل افہام و تفہیم سے راہ پر آئین۔
اون سے علم و حکمت کچھ سمجھایا بوجھایا مگر اونھون نے لڑائی پر دل نہ دھرا
جب لڑانے کو باقی رہا تو رونے چلانے حضرت موسیٰ تنگ ہو گئے کہ
اون سے جدائی چاہی مگر صبر کیا اور چالیس سال کے عرصہ مین سب قوم
نافرمان غارت ہو گئی۔ جب زمانہ حضرت موسیٰ کی رحلت کا قریب ہوا
تو فرمایا کہ تمام بنی اسرائیل کا شمار کرو اور اون لوگون کی تلاش کرو جو مصر سے نکلنے
وقت حاضر تھے مگر بجز یوشع و کالب کے کوئی باقی نہ تھا۔ غرض آپ نے باقی تمام
خلق پر حضرت یوشع کو خلیفہ کیا اور کاتبون سے توریت کے نسخے لکھوائے اور
اسباط کو تقسیم کئے اور حضرت یوشع کو قوم پر حاکم و بنی اسرائیل کو اونکا محکوم بنا کر
نہایت تاکید کے ساتھ یوشع کی فرمانبرداری کا حکم دیا بی بی صفورا زوجہ
حضرت موسیٰ یوشع خلیفہ برحق سے لڑین حضرت یوشع نے بادشاہ وقت
کا فیصلہ صلح کر لی۔ حضرت یوشع کے بعد کالب بن نون اور حزقیل جسب وصیت کے
بعد دیگرے وصی و خلیفہ مقرر ہوئے۔
حضرت الیاس علیہ السلام خلق کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے بادشاہی
بنی اسرائیل بلک شام مین متفرق ہو گئی ہر ایک نے مذاہب باطلہ
اختیار کئے۔
احکام توریت فنا کر دیے بادشاہ شہر بعلبک تھا جو بت پرستی کرتا تھا

حضرت الیاس نے وعظ ونصایح شروع کئے ہرچند تاکید اور مبالغہ کیا او احکام توریت انکو سنائے مگر بجز ایک شخص کے جو بادشاہ کا وزیر تھا کوئی اون پر ایمان نہ لایا۔ لوگ حضرت الیاس کے مارنے پر آمادہ ہوئے آپ اون کافرون کے خوف سے پہاڑمین پوشیدہ ہوئے کفار نے بہت کچھ تلاش کی مگر پتہ نہ ملا حضرت الیاس والدہ حضرت الیسع کے گھرمین رہے۔

جب نافرمانی اوس جماعت کی حد سے زیادہ گذری توآپکی خاطر نہایت درجہ ملول ہوئی خدا نے تسلی دی اور حضرت الیاس کو حسب خواہش اونکے لوگون کی نظرونسے محجوب ومستور کردیا۔

حضرت الیسع کو اپنا خلیفہ ووصی مقرر کر گئے اسطرح کہ حضرت الیاس پر وحی کا نزول ہوا کہ خلافت اپنی الیسع کو سونپو آپ اپنی ردا اونپر ڈالدی۔

حضرت الیسع کو بنی اسرائیل پر خلافت ملی آپ ہمیشہ اونکو توریت پڑھکر شریعت موسوی پر رغبت دلاتے بادشاہ دمشق مصر کو مرض برص سے نجات پانے کی تدبیر بتائی وہ اچھا ہوا۔ بنی اسرائیل کبھی اونکی متابعت کرتے کبھی مخالفت اسلئے ہمیشہ ملول رہا کرتے آخرالامر آپنے دنیا سے مفارقت چاہی اور ذوالکفل کو خلافت اپنی عطا کر گئے گروہ مقدس علماء اسلئے مین شامل ہوگئے حضرت ذوالکفل بعد الیسع کے نبی ہوئے بعض کہتے ہین بادشاہ شام کے مقرب تھے بادشاہ کو بنی اسرائیل سے سخت عداوت تھی ایک مرتبہ بعد شکست ایک سو آدمی علما وصلحا گرفتار ہوکر آئے بادشاہ نے چاہا قتل کرے ذوالکفل نے کہا سیاست کا زمانہ گذر گیا ہے وقت بیوقت اونکو مجھے سپرد کردین اون کا کفیل

ہون۔ بادشاہ نے سپرد کردیئے آپ نے رات کو سب کو چھوڑ دیا۔ اور ذوالکفل بھی شہر بادشاہ سے محفوظ رہے۔ اِس لیئے بعد مین اُنکا نام ذوالکفل مشہور ہوا۔

حضرت اشموئیل نے جب نبوت پائی بنی اسرائیل ایمان لائے اور کہا کہ عمالقہ سے لڑائی کرینگے تابوت سکینہ جو ہم سے چھین لے گئے ہین اُنسے لڑکر واپس لائینگے۔ ہم پر کوئی بادشاہ مقرر کرو۔ اللہ نے طالوت کو بادشاہ کیا حضرت اشموئیل نے بنی اسرائیل کو خبر دی اُنھون نے اپنا ننگ و عار سمجھا آپ نے فرمایا بہ نسبت تمہارے طالوت کو علم زیادہ ہے اور اُسے تم پر فضیلت ہے۔ طالوت نے تابوت سکینہ لے آئے تب بنی اسرائیل خوش ہوئے طالوت نے جالوت حاکم عمالقہ سے مقابلہ کیا حضرت داؤدؑ نے جالوت کو مارا۔ بعد شہادت طالوت حضرت داؤدؑ کو نبوت اور سلطنت اشموئیل و طالوت کی ملی۔ پھر حضرت سلیمان اُنکے خلف الصدق۔

حضرت یونس علیہ السَّلام شہر نینوا مین مبعوث ہوئے لوگون کو دین موسوی کی طرف رغبت دلائی مگر کسی نے اُنکا کہنا نہ سنا بلکہ اُن کی رسالت کی تکذیب کی اور دست و زبان سے ان کو رنج دینا شروع کیا۔ آپ مع اہل و عیال شہر سے نکلے اور قوم سے کہا تین روز مین تم پر عذاب نازل ہوگا خدا نے آثار عذاب نازل کیئے لوگ سب جمع ہوکر بدرگاہ خدا گڑگڑائے روئے پیٹے چلائے عذاب دور ہوا حضرت یونس شہر کے لوگونکا حال دریافت کرنے کو پھر شہر کی طرف چلے شیطان نے خبر دی عذاب دفع ہوگیا اب جاؤگے

تو تمھین لوگ دروغگو کہین گے آپ غصہ ہو کر بلا انتظار حکم الٰہی پھر واپس گئے
اور اہل و عیال کے ساتھ دریا سے پار ہونا چاہا مچھلی کے شکم مین گر گئے۔
حضرت عزیر کو بخت نصر نے بنی اسرائیل کے ساتھ قید کیا بالعد رہائی خلق کی ہدایت
کرتے رہے۔

حضرت ذکریا کو قوم نے زنا کی تہمت سے متہم کیا۔ وہ نکل کر بھاگے
اور درخت سے پناہ چاہی قوم نے آرے سے دو ٹکڑے کر دیا۔ جب
آرہ سر پر پہونچا چاہا آہ کرون حکم پہونچا اگر آہ کی تو نام تیرا دفتر نبوت سے
نکالدیا جاویگا۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے عہد مین ایک بادشاہ تھا انبیا اور علما سے
بغض رکھتا تھا اپنی جورو کی بیٹی پر جو دوسرے خاوند سے تھی عاشق ہوا
حضرت یحییٰ نے جواز نکاح کا فتوے نہ دیا اور اسی باعث وہ شہید کئے
گئے انکا سر مبارک دربار بادشاہ مین حاضر کیا گیا۔
حضرت عیسےٰ علیہ السلام مبعوث ہوے اور حکم ہوا بنی اسرائیل کو اپنے دین کی
دعوت کرو ہرچند آپ نے وعظ و نصائح معجزات وغیرہ سے اُن کو قائل کیا۔
مگر اُنھون نے نہ مانا اور یہی کہا کہ ہم ایک بے پدر کے قول پر دین موسے
کو ترک نہ کرینگے آپ رنجیدہ ہو کر شہر سے نکلے چند دھوبی آپ پر ایمان لائے
بعد ازان آپ آسمان پر بلائے گئے۔ اور آپ کی شبیہ کو مصلوب کر دیا
دیکھو میان جو بہر انبیا و اوصیا علیہم السلام اسطرح دنیا مین رہے مین اُن کی
محکومی و مغلوبی و مجبوری ظالمون کا جور و ستم اُمت بیرحم نا ہنجار بدنگر کا ایذا رسانی

و تکلیف دہی و نافرمانی اوس پر ان حضرات کا صبر و شکر و سکوت و تحمل و
برداشت و ضبط کیا اونکی رسالت کو نعوذ باللہ منہا داغ لگا سکتا ہے
ہرگز نہین ورنہ خدا مین سب طرح کی قدرت تھی اور انبیا مین عظمت و جلالت نبوت و
رسالت مگر انہین باتون مین لطف تھا اور خدا کا حکم کہ تبلیغ رسالت کا صرف
جہاد لسانی پر دار و مدار رکھا - دیکھو حضرت موسے و ہارون کو حکم ملا کہ تبلیغ رسالت سابقہ
کلام ملایم و گفتگوے نرم کے کرو - اور یہہ بھی واضح ہو کہ ابتدائے آدم
تا خاتم کسی حالت مین خلق کو اختیار نہ تھا کہ مجمع و شورہ کر کے کسیکو اپنا خلیفہ
یا امیر کرین ہمیشہ خدا کے حکم سے وصی و جانشین و خلیفہ مقرر ہوئے ہین
دیکھو بنی اسرائیل نے جب حضرت شمویل سے خواہش کی کہ واسطے انتقام عمالقہ
سے ہم پر کوئی بادشاہ تجویز کیا جاوے تو خدا نے طالوت کو اون پر بادشاہ
بنایا جس کے وہ مطیع اور فرمانبردار ہوئے کیا امت محمدی کیطرح
وہ نہ کر سکتے تھے کہ کسی کو اپنی تجویز سے اپنا امیر بنا لیوین - مگر نہین وہ
اہل امت کی مانند خود سر و متمرد نہ تھے

ہمارے حضرت کو حکم جہاد یا حرب و ضرب ملا مگر صرف تحفظ اسلام و حفاظت
دین کے لئے نہ یہہ کہ تمام روے زمین پر قتل و قمع کر کے اسلام پھیلاؤ -
اور باوجودیکہ حکم جہاد مل چکا تھا اور حرب و ضرب بہ کفار واقع ہو چکی تھی - مگر
دیکھو صلح حدیبیہ کا حال موجود ۱۴۰۰ آدمی آلات حرب سے آراستہ قتل کفار پر
بیعت کئے ہوئے کمر بستہ موجود - مگر خدا کے حکم سے آنحضرت نے
کفار سے مصلحتاً ایسا دب کر صلح کی کہ کبھی ابتدائے اسلام مین بھی یہہ

امر پیش نہ آیا تھا۔ دیکھو ترمذی مین ہشام بن محمد سے روایت ہے کہ جب
علی بعد حرب وضرب صفین وکارسازی ابو موسیٰ اشعری وعمرو ابن عاص
کوفہ مین آئے تو ۱۲ ہزار خوارج اونسے علیحدہ ہوگئے عبد اللہ ابن عباس
خوارج کے پاس گئے اور وجہ انحراف پوچھی اونھون نے کہا کہ علی نے
اپنے نفس کو مومنون کی حکومت سے علیحدہ کرلیا اور وہ کافرونکا سردار
ہوگیا عبد اللہ ابن عباس نے فرمایا اسکا کیا مضائقہ ہوا۔ رسول خدا نے
بھی جنگ حدیبیہ مین ایسا کیا تھا سو کیا وہ اسوجہ سے نبوت سے نکل گئے
یہہ سنکر دو ہزار آدمی حضرت علی کیطرف پھر آئے باقی قتل ہوئے۔ بہرکیف
ہر بات کے لئے ایک موقع ہے اور مصلحت وقت اسی لئے سعدی شیرازی نے
کیا خوب کہا ہے ؎

نہ ہر جا مرکب توان تاختن  کہ جاہا سپر باید انداختن

اہل سنت ایک بڑا اعتراض یہہ کرتے ہین کہ خلیفۂ ثانی کے وقت مین ملک
عجم فتح ہوا حضرت شہر بانو دختر یزدجرد بادشاہ فارس قید مین آئین جنکا
عقد حضرت امام حسین علیہ السلام سے ہوا اور اونسے نو امام یکے بعد دیگرے
کی پیدائش ہے تو ائمہ معاذ اللہ کنیز کی اولاد ٹھہرے جواب ہم نے تاریخ روضۃ الصفا
سے جسپر میان جوہر نے مدار مناظرہ قرار دے رکھا ہے باب پیدائش حضرت
زین العابدین لکھا ہے کہ حضرت شہر بانو کا آنا بعہد خلافت حقہ جناب امیر کے
اوس لشکر کے ساتھ آپ آئین جسکے سردار امام حسین علیہ السلام تھے حضرت
امام نے تمیز خاص و عام کے لئے حضرت شہر بانو کے گلے مین ایک پٹکا یا پرتلہ

زرین ٹولوادیا تھا جس سے اونکا اعزاز دختر شاہ پایا جاتا جب مدینہ مین پہونچین
اونکو اختیار دیا گیا جسکے ساتھ خواہش ہو عقد کرین آپنے حضرت امام حسینؑ کو منتخب
کیا اور یہی روایت صحیح اور قرین تصدیق ہے ۔ مگر خیر لو فرضنا خلیفہ ثانی کے
عہد مین حضرت شہربانو قید ہوکر آئین اور باتفاق مورخان اہل سنت جب خلیفہ
ثانی نے اونکے فروخت کا ارادہ کیا تو جناب امیر نے اونکو اس فعل سے باز رکھکر
فرمایا کہ یہہ شہزادیان ہین مثل عوام کے انکی خرید و فروخت نہونی چاہیے
قیمت تشخیص کردو جو اداکرے اوسکے حوالہ کرو چنانچہ خلیفہ ثانی نے راے
جناب امیر سے اتفاق کیا قیمت تشخیص ہوئی جناب امیر نے حضرت شہربانو کی قیمت
دیکر اپنے فرزند دلبند سے اونکا عقد کردیا پس معلوم ہوا یہہ ایک امر خاص تہا
نہ مثل عوام اور یہہ بھی ظاہر ہوا کہ دختر شاہ کا اعزاز مدنظر ہوا اور معاذاللہ وہ
کنیز تصور نہو مین کیونکہ نقل و عقل سے شہزادے و شہزادیان کسی حالت
مین غلام و کنیز نہین ہوسکتے ۔ گوہر اگر در خلاب افتد ہمان گوہر است ۔

بمنا ے رقومات ہنر چاہیے اسکو ۔ سودا ہے جواہر کا نظر چاہیے اسکو

ہان خوب یاد آیا یہہ اعتراض بنی امیہ کا ہے جسکی سنت اب تک ادا کی جاتی ہے
تاریخ ذہبی سنی المذہب مین لکہا ہے ۔ ایک روز زید بن حضرت زین العابدین ہشام
بن عبدالملک کے دربار مین گئے کوئی جگہہ موقع کی بیٹھنے کو نپائی آخر لاچار پائین مجلس مین
کسی بُری جگہہ مین بیٹھہ گئے اور کہنے لگے کہ اے بادشاہ خدا سے ڈرنے والے
لوگ تکبر نہین کرتے ہشام بولا چپ چپ تیری مان نہو وے تو ہم سے سلطنت
مین لونڈیکا بچہ یعنی کنیزک زادہ ہوکر اختلاف و تنازع کرتا ہے ۔ زید نے فرمایا

کہ اے بادشاہ میرے پاس تیرا ساکت کرنیوالا جواب ہے اگر چاہے تو مین کہون
اوسنے کہا ہان کہو زید نے کہا کہ نسب مردونکی طرف سے ہے نہ عورتونکی جانب سے
یہہ تیرا طعن ہم پر ایسا ہے جیسے منکر لوگ پیغمبر خدا پر کرتے ہین کہ حضرت اسمٰعیل کو
کنیزک زادہ بتلاتے ہین یعنی حضرت ہاجرہ سے جو لونڈی حضرت سارہ کی تہین
تو مجھے ایسا کلمہ کہتا ہے حالانکہ مین فرزند فاطمہ اور پسر علی ابن ابی طالب ہون یہہ
کہکر اوس مجلس سے اوٹھہ کھڑے ہوئے اور یہہ اشعار پڑہتے تھے جنکا خلاصہ
مضمون یہہ ہے موت مین آرام رنجین ہے اور موت لوگونکی گردن پر سوار ہے
ایک دن اس زمانہ کو بھی اللہ گردش دیگا کہ دشمنون کا کچھہ نشان نہ ملے گا اور
اونکی سب خاک اڑ جائیگی ۔

اہل سنت ایک یہہ اعتراض واتہام کرتے ہین کہ حضرت علی نے اپنی دختر جناب
ام کلثوم کا عقد خلیفہ ثانی عمر خطاب کے ساتھہ کر دیا اور اونکو شرف دامادی بخشا ۔
جواب ۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین ۔ ہرگز ایسا نہین ہوا یہہ اہل سنت کا محض
افترا ہے ۔ بالفعل ایک کتاب کنز مکتوم فی عقد ام کلثوم مصنفہ سید اظہر علی
صاحب مطبع ابرکان مرتضوی واقع لکھنؤ مین طبع ہوئی تھی اوسے دیکھنا چاہیے
جسمین کل روایات سنی و شیعہ مع دلائل و براہین قاطع درج ہین ۔ یہہ کتاب فیصلہ
ناطق درباب عدم عقد لاجواب اپنا آپ ہی نظیر ہے مگر زبانی بحث و قطع اللسانی
مخالف کے لئے یہہ جواب کافی ہوگا کہ جناب آسیہ بیبی حضرت موسیٰ فرعون کی
زوجیت مین رہین ۔ حضرت رسول خدا نے اپنی دختران پاکیزہ تر کو جنکا نام
مقدس زینب و رقیہ و ام کلثوم ہے ابو العاص سے زینب کو رقیہ کو عتبہ و ام کلثوم

کو عتبہ پسران ابولہب کے ساتھ منسوب کیا جو قطعی مشرک وکافر تھے اور ابولہب
کی عداوت و دشمنی ساتھ رسول خدا سورۃ تبت یدا ابی لہب سے ظاہر ہے کہ ایسا دشمن
جانی دوسرا نہ تھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ابولہب کے
لڑکون نے خود ہی دختران رسول خدا کو ترک کر دیا اور زینب بدستور حبالۂ عقد
ابو العاص مین رہین آنحضرت باوجود نزول آیہ لا تنکحوا المشرکین زن و شو مین فرق
نہ کر سکے چہ بحالت مغلوبیت قیام مکہ چہ بحالت غلبہ و شوکت اسلام کہ خود لشکر اسلام کے
اسی ابو العاص کو گرفتار کیا اور آنحضرت نے رہا بھی فرما دیا مگر تفریق پر قادر نہوئے
جناب رقیہ و ام کلثوم کا عقد یکے بعد دیگرے عثمان بن عفان کے ساتھ ہوا جکو ذی النورین
کے خطاب سے مخاطب کیا جاتا ہے ۔ مگر تعجب ہے کہ ابو العاص تا حیات خود و علیہ زینب
اوس زمانہ تک کہ جناب رقیہ و ام کلثوم اونکے عقد مین ہی تھین ذی النور کے القاب
سے نہ پکارے گئے اگر یہ کہا جاے کہ عثمان بن عفان مسلمان تھے اور وہ مشرک
تو محض بیہودہ بات ہے کیونکہ دختران رسول خدا کے عقد کرنے سے ذی النورین
ہوئے جسکے معنی ہین صاحب دو نور کے پس وہ تینوں مشرک بھی اگر ذی النور یعنی
صاحب نور کہے جاتے یا کہے جاوین تو انصاف سے بعید نہوگا دختران جناب رسول
خدا ابتدا ہی سے نور تھین عثمان بن عفان کے عقد مین آنے سے نوری نہین ہو گئین
بلکہ اونکے نور ہونے سے عثمان بن عفان ذی النورین ہوتے پس جسمین اس
نور کا جلوہ ہو وہی صاحب نور ہے خصوصیت مسلم اور مشرک کی نہین ہے ۔
اہل سنت کو تقیہ پر بڑا اعتراض ہے ۔ **جواب** تقیہ خوف جان قلق و اضطرار کی
حالت مین بیشک محمود و شعار انبیا و اوصیا بلکہ خدا ہی کو دیکھو ابتدائے اسلام مین

جبکہ کفار قریش بہت ہی درپے ایذا آنحضرت ہوئے تو خدا نے قل یا ایھا الکافرون میں
صاف فرما دیا لکم دینکم ولی دین کہو کافروں سے تم اپنے دین پر رہو ہم اپنے دین پر
پس خیال کرنا چاہیے کہ رسول اللہ دین خدا جاری کرنے گمراہوں کو راہ خدا بتانیکو مبعوث
ہوئے تھے یا کافرونکو یہہ کہنے کے واسطے کہ تم اپنے ہی دین پر رہو مگر چونکہ خوف
کی حالت تھی اسلئے اوسوقت خدا کو بھی حکم دینا مصلحت معلوم ہوا۔ پھر خداوند جل و علی
فرماتا ہے لاتلقوا بایدیکم الی التھلکۃ مت پڑو اپنے ہاتھوں سے ہلاکت میں۔ پھر خوف
کفار قریش سے آنحضرت کو غار میں پوشیدہ ہونیکو اور خفیہ ہجرت کرنیکو حکم دیا۔ آنحضرت نے
صلح حدیبیہ میں باوصف شوکت و غلبہ اسلام کفار سے دب کر صلح کر لی اور رحمان و رحیم
اسمائے صفاتی و ایثار رسول اللہ ذاتی ہوتا خود اپنے ہاتھ سے محو کر دیا۔ بحالت
مغلوبی و غلبہ اپنی دختر نیک اختر جناب زینب کو ابوالعاص مشرک سے جدا نہ کر سکے
حالانکہ لاتنکحوا المشرکین نازل ہو چکا تھا۔

آخر عمر حیات تک حسب خواہش دلی و تمنائے قلبی خانہ کعبہ کی تعمیر خوف قوم بی بی
عایشہ سے نکر سکے۔ منافقین امت کو باوصف بروز منافقت سزا نہ دیسکے۔ پھر حضرت
ابراہیم کا حال دیکھو اپنی جانکے خوف سے اپنی بی بی معظمہ کو بہن کہدیا اور اپنی جان بچائی
حضرت ہود علیہ السلام پر ایک گروہ ایمان لایا ہوا کافروں سے اپنا ایمان چھپاتا تھا
مومن آل فرعون کفار کے خوف سے ایمان پوشیدہ رکھتے۔ حضرت موسی خوف جان
سے راتکو خفیہ بے زاد و راحلہ بہاگ نکلے۔ حضرت الیاس کافروں کے خوف سے بہاگے اور پہاڑ میں پوشیدہ رہے۔
حضرت عیسی جانکے اندیشہ سے۔ انکو بھاگے اور جان بچائی وغیرہ وغیرہ پس ان
حالات و واقعات کو تقیہ کہو گے یا اور کچھ اہل سنت کی کتابوں میں بھی تقیہ اور توریہ
دو نو لکھے ہیں اور جائز سمجھے گئے ہیں مولوی ثناء اللہ پانی پتی کی کتاب مسائل مالابد

دیکھو اوسمین بہت سی باتین توریہ کی لکھین ہین۔ کتاب مالا بُد باب تقویٰ فصل پانچوین مسئلہ جھوٹ بولنا حرام ہے مگر دو آدمی کے درمیان صلح کرنیوالے اپنی بی بی کے راضی کرنے یا ظالم کے ظلم دفع کرنے کے واسطے ایسے مقامون مین جھوٹ بولنا جائز ہے اگر حاجت ہو ورنہ بدون حاجت کے مکروہ ہے۔ مسئلہ۔ رشوت دینے والا اور رشوت کھانیوالا دونو دوزخ مین ہونگے مگر ظالم کے ظلم دفع کرنیکے واسطے رشوت دینی جائز ہے وغیرہ۔ جسکا شیخ سعدی نے بھی ترجمہ کیا ہے۔ دروغ مصلحت آمیز به از راست فتنہ انگیز۔

ائمہ معصومین نے اکثر موقعون پر تہلکہ مین پڑنیکے خوف واندیشہ سے بعض فقرے والفاظ فرمادئے جسمین وہ اور اونکے تابعین مُنعقا محفوظ و مامون رہین۔ مصرع

ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامے دارد

بغیر خوف تہلکہ واندیشہ جان ہرگز تقیہ جائز نہین البتہ اسے نہ کیسنے کیا عذاب کوئی کرتا ہے مگر ہان جب تک خوف جان واندیشہ تہلکہ رہے درست و جائز ہے اسمین کسیکو جائے دم زدن نہین۔

یہی جواب ہے ہمارا عموماً اہل سنت وخصوصاً جوہر نافہم کے سوال کا اور یہی سوال ہے ہمارا عموماً اہل سنت وخصوصاً جوہر کج فہم سے اگر آپ بھی جوہر اپنے بھائیون خوارج کو مدد کے لئے بلائین تو نواصب کے ساتھ دینے سے جو رزبد دیکھنے نصیب ہوئے ہین خوارج کے ہمزبان وہم مشرب ہونے سے پھر کہین کے نہ بچادینگے۔ نہ گھاٹ کے نہ گھر کے خوب یاد رکھین

مگر یہہ بات ملحوظ رہے کہ جواب باصول ہون آئین بائین شائین محذوبانہ بڑاہی

عوام ارذال کا بہکر نہو در شمع کلوخ انداز ما یاداش سنگ است۔

افسوس ہے یہہ زمانہ صلح و صلاحیت اتفاق و اتحاد کا ہے مگر اہل سنت ناحق و ناروا چھیڑ چھاڑ کر زخم تازہ کر رہے ہین۔ اور کوئی نہ کوئی تحریر خلاف عقل و نقل ایسے لکھہ یا کرتے ہین جس سے شیعیان اہل حق کو بجز جواب ترکی بترکی دینے کے چارہ نہین اور طرہ یہہ ہے کہ جواب کے واسطے اصرار بہی ہوتا ہے جہلاے قوم صبر و سکوت کو لاجواب ہونے پر حمل کرتے ہین پس مجبوری ہے ورنہ ایسے نازک وقت مین ان باتونکا کیا ذکر۔ تیرہ[۱۳] سو برس سے یہہ قصے جھگڑے ہوتے چلے آتے ہین اب نئی بات کیا نکلے گی جس سے کچھہ فایدہ ہو بجز اسکے بغض و عداوت روز بروز ترقی کرے پس جسکی جانب سے اس نفاق و مخالفت و عداوت و بغض کی ابتدا ہوتی ہے اوسی پر قومی نااتفاقی کا خون ہوگا جواب دینیوالے گویم مشکل و گر نگویم مشکل مجبور ہین۔ فقط

والله یهدی من یشاء الی صراط مستقیم

ہم تہ دل سے جناب میر سید حسین صاحب سلمہ اللہ تعالی رئیس آگرہ متوطن قصبہ بہچسر و میرزا انثار حسین صاحب مالک و مہتمم مطبع دبدبہ حیدری آگرہ کے شکر گذار ہین جنہون نے بکمال عنایت دلی و لطف قلبی اس رسالہ کی نقل و طبع کا اہتمام اپنے ذمہ قبول فرمایا ہمنے حق تالیف و تصنیف رسالہ ہذا جناب مرزا انثار حسین صاحب مالک و مہتمم مطبع دبدبہ حیدری آگرہ کو برضا و رغبت خود معاف کیا اونکو طبع و فروخت رسالہ ہذا کا اختیار کلی ہے والسلام۔

## اعلان

چونکہ بالفعل جوہر علی نامی متوطن مچھلی شہر اضلاع پورب نے ایک رسالہ موسوم اسرار آل
تصنیف کیا ہے اوسمین علاوہ اسکے کہ شیعونکو سبھی کچھ جہان تک زبان نے یاری دی
ہے کہہ ڈالا ہے حضرت علی ابن ابی طالب کی شان مین ایسے کلمات توہین و ہجین
نا ملایم و ناسزا خلاف عقاید اہل سنت استعمال کیے ہین جنکے لکھنے و نقل کرنے
سے روح کانپتی ہے ہمہا خاصا بہا کر شہدہ بجز بازاری آدمیون کے اور کوئی مہذب
آدمی کی زبان سے نہین نکل سکتے ہمنے اکثر فقرات کو ترک کیا ہے اور اس رسالہ مین
نہین نقل کیا جسے ضرورت ہو دیکھہ لے۔

ہمنے کتب اہل سنت کے حوالے سے کل جواب لکھے ہین کوئی حدیث
کوئی روایت کوئی قول اپنے بیان کے کتاب کی نقل نہین کی نہ اونکا حوالہ دیا ہے
اہل سنت نے جن اصحاب کی نسبت جو لکھا ہے وہ البتہ بیان کیے ہین اور کتابونکا
حوالہ دیا ہے پس اگر اہل سنت کو تحقیق منظور ہو بشرطیکہ ناراض نہون اور بمصداق
الحق مر تلخ حق باتون سے گریز نہو تو ملاحظہ فرمائین اور اگر اصحاب کی برائیان بمنزلہ
کتب خود نہ دیکھہ سکین اور خواہ نخواہ برہم کرین تو اس رسالہ کو نہ دیکھین کیونکہ ہمکو صرف
اپنے بھائیون کم فہم و کم علم کے لیئے زیادہ تر ضرورت جواب کی ہوئی ہے کہ مبادا
جوہر کی تحریر دیکھہ کر دہوکے مین نہ آجاوین اور وساوس شیطانی سے محفوظ
رہین اور اپنے یہان کے علماء و صلحاء ارباب دانش و بینش صاحبان علم و فضل سے
التماس ہے کہ مین ایک کم بضاعت کم علم سراپا ہیچ آدمی ہون مجھے مناظرہ کے میدان
مین قدم رکھنا زیبا نہ تہا مگر جوہر کج فہم کے سوالونکے جواب دینے پر مین نے بضرورت جرأت
کی کیونکہ اونکی بیہودہ سرائی قابل توجہ اہل علم نہین ہے اور اشتہار دینی یہ مضمون

ملقب بخان بہادر ۵ دسمبر سنہ ۱۸۹۳ء مقام اجمیر تمام شد۔

شد عامست لازم گیرند، "وآنا لیقی حق تعالی کے اپنے من مانی دلایل اور براہین سے یہہ فرما کر "نصب
امام از جانب خدا متضمن مفاسد بسیار است زیرا کہ آرائے عالمیان مختلف و خواہش نفوس ایشان
متفاوت پس در تعیین شخصے بلکہ اشخاصی چند برائے تمام عالم و بر جمیع ازمنہ بقائے دنیا موجب انگیختن
فتنہا و کثرت ہرج و مرج و منجر بتعطل امر امامت و غلبہ متغلبین و خمول لقیہ آن اشخاص بلکہ در معرض ہلاکت
انداختن ایشان و ہمیشہ خائف و مختفی بودن آن اشخاص است" روا رکھتے ہیں اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کو بھی زیر تمہید کلام و تقریر مرام یہہ لکھکر "در مشکواۃ روایت از حذیفہ است گفت یا رسول اللہ
کاش خلیفہ مقرر کنی پس فرمود اگر خلیفہ مقرر کنم بر شما پس نافرمانی او کنید و معذب شوید" تعیین و تقرر خلیفہ سے
منع فرماتی ہیں بمقابلہ اونکے جو باعلان کہتے ہیں سے "بحمد اللہ ولے دارم کہ در راہ بغیر از آل پیغمبر وفا نیست" نے سر و پا
نہیں لکھہ کر او کی معنی سے بھی نہیں بلکہ اپنی یا اپنے سے نافہم لوگون کی نادانیون کے حوالے سے اون
خلفا کی خلافت جنکی اتباع سے نہ ثواب ہے جنکی غیر متابعت سے بقول اہل سنت عذاب ہے منجانب خدا ثابت
کرنا چاہا ہے اور جو جی مین آیا اوسکی متعلق اناب شناب لکھہ کر اشرف الہدی سے بدنام کیا۔ الحمد للہ کہ شمع افروز
دودمان بزرگوارے و مہر درخشان آسمان عالی تباری دو دیوان دیباچہ فصاحت و فہرست کتب خانہ حلم و بلاغت
ضابطہ دان روزنامچہ صدق و صفا و سر خط نویس گلستان خلّت و ولا و ثمرہ شجرہ حدیقہ سیادت و نجابت و شگوفہ
اشراف جلوہ فرمائی مقصورات لطائف معانی و برقع کشائی مستورات نکات و دقایق جاپانی سنان حدید اللسان
معرکہ معنی شکافی سیف تاریخ ابدان معتقدان خاندان اسکافی خان بہادر سید نجم الدین حسین صاحب
جایسی نے کس سلیقگی و دگیتی نے اوسکی بہی تلاشی لی اور دار و گیر فرما کر سارے ملمع کاری کھول دی اور
جو قلعی نکلی گئی تہی اوہنین کی کتابون سے سراغ رسانی فرما کر اوڑا دی۔ اور جبر و نقصان اور فاضل باقی
پر اطلاع کافی دیدی۔ غرضکہ اس مفصل کا مجمل بوجہ اجمل یہہ ہے کہ نجم الہدی نے پوری خبر لی اور حشو و
زیادتی کی کوئی کسر تحویل اسلام الہدی مین باقی نہ چھوڑی فجزاہ اللہ عنا و عن اہل الایمان خیر الجزاء
بمحمد و آلہ الطہر النجباء علیہم الاف التحیۃ و الثناء کتبہ السید غلام حیدر صانہ اللہ
عن البلا یوم الثلثا السابع عشر من شہر شوال ختم بالاقبال سنہ ۱۳۱۱ ہجریہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي زين السماء بالانجم الزاهرات والصلوات التامات والتحيات الزاكيات على شمس فلك الرسالة محمد وعترته الاطهار الاقمار المضيئة للارض والسموات سيما على ابن عم الرسول، وزوج البتول، ووصيه وصفيه، واخيه وخليفته، ومن ربه على خليقته على ابن ابي طالب قاسم الكفار، وفاتح العزوات، واسنى الائمة على شيعتهم المقتفين لاثارهم الملقبين بلقب الخليل النبي، بقوله تعالى وان من شيعته لابراهيم بعد ثناء متصلا بين وائم النهر والليلات، و

بعد فقد رايت نبذا من هذا الكتاب المسمى بفصل الخطاب، الذي يذهب بابصار المحرفين من العترة والكتاب، فوجدته بدرا ساطعا ونورا لامعا يخرج من استنار به من الظلمات الى النور ولكن من لم يجعل الله له نورا فما له من نور، نجوم من قوم بور، والنجم اذا هوى انه لنجم الهدى يكشف تدليسات من اسرها في نحت حجر الكذب بتسمية الزنجي بالكافور، وينقب قلوب اهل الشقاق كالشهاب الثاقب ويلقيهم في الردى مؤلفه كوكب سماء الفضل والبراعة، نجم خضراء الشرف لا يحتاج مدحه الى الصنعة والصناعة المتفق الذي نطقه احلى كالدر واحلى من العسل، سلالة المصطفين ثالث النيرين السيد نجم الدين خان بهادر ادام الله تاييده صانه بحرمته واصابحه الآمال موفقا للذب عن دين سيد المرسلين عن ذنبه باليمن والرحمة اضعف عباد الله القوي السيد علي حسين المشرقي حسن الله اليه وافاض نعم عليه يوم الاربعاء الخامس والعشرين من شهر شوال سنة ١٣٠١ من هجرة سيد البشر صلوات الله عليه واله خير آل

قطعه تاریخ طبع کتاب لاجواب در سخته کلک گهر سلک سید محمد حسن صاحب قیصر متوطن اعظم پور صانه الله عن الشر

نسخه نجم الهدی در رد انظار الهدی — کرد تصنیف اهل دین و سید عالی جناب

مرات علم کلام و مصحف اسرار دین — مخزن تحقیق بحر معرفت فصل الخطاب

صاحب ذی راسطورش جا دله خلد برین — در دل اهل ضلالت صورت تیر شهاب

دافع اوهام باطل رافع اعلام حق — قاطع الزام بیجا هادی راه صواب

مصرعه تاریخ طبعش ریخت از کلک قیصر — نیر برج هدایت کهف دین مهر جواب

سنه ۱۳۰۱ هجری